عمران سیریز
ایکشن ایجنٹس
مظہر احمد

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

ARSLAN PUBLICATIONS MULTAN
Price Rs 160/-

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ایکشن ایجنٹس'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کا نمبر اکیاون ہے۔ یہ ناول گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' کے بعد شائع ہونا تھا۔ اس ماہ ناول نمبر انچاس کی باری تھی کیونکہ اگلے ماہ ہمارا پچاسواں ناول جو گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' شائع ہونا تھا لیکن یہ ضخیم ناول ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا ہے اس لئے آپ کو اس ماہ انچاس نمبر ناول کے ساتھ اکیاون نمبر ناول مل رہا ہے۔ یہ دونوں ناول بھی ''گولڈن کرسٹل'' کی طرح انتہائی دلچسپ اور انفرادیت کے حامل ہیں جنہیں پڑھ کر آپ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ رہی بات ''گولڈن کرسٹل'' کی تو وہ بھی انشاء اللہ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

آپ سب قارئین مجھے سوالوں کے جواب بذریعہ خطوط دیا کریں تاکہ ان کی شفاف قرعہ اندازی کی جا سکے۔ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ آپ سوال کا جواب بذریعہ ایس ایم ایس بھی دے سکتے ہیں لیکن یہ سلسلہ مناسب نہیں رہا ہے۔ بعض قارئین ایک ہی نمبر سے دس دس پندرہ پندرہ بار سوال کا جواب دے دیتے ہیں اور پھر ایس ایم ایس سے نہ تو سوال کا جواب پورا ملتا ہے اور نہ ہی بھیجنے والے کا کچھ پتہ چلتا ہے۔ اس لئے ایس ایم ایس سے سوالوں کے

جواب دینے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ سے آسان سے سوال کئے جاتے ہیں۔ آپ تھوڑا سا سوچ کر آسانی سے جواب دے سکتے ہیں اور میرے شائع شدہ سابقہ ناولوں میں سے کوئی ایک ناول انعام میں حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ سے ایک اور گزارش بھی ہے کہ آپ میرے، جناب صفدر شاہین اور جناب ارشاد العصر جعفری صاحب کے وہ ناول انعام میں حاصل کر سکتے ہیں جو پہلے شائع ہوئے ہوں۔ بعض قارئین وہ ناول مانگتے ہیں جو ابھی شائع ہی نہیں ہوئے ہوتے۔ جیسا کہ گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل''۔ امید ہے آئندہ آپ مجھے اپنے خطوط سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔ اس طرح مجھے سوالوں کے جوابات کے ساتھ اس بات کا بھی علم ہو سکے گا کہ میرے لکھے ہوئے ناول آپ کو کس حد تک پسند ہیں اور آپ مستقبل میں کیا چاہتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

آدھی رات کا وقت تھا۔ پاکیشیا کے دارالحکومت کی ویسٹرن کالونی میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چونکہ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے اس علاقے کی تاریکی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ آسمان پر بادلوں کی گھن گرج کے ساتھ کبھی کبھی بجلی بری طرح سے کڑکتی ہوئی چمکتی تھی تو ایک لمحے کے لئے ماحول روشن ہو جاتا تھا پھر ہر طرف گھپ اندھیرا پھیل جاتا تھا۔

ویسٹرن کالونی شہر سے ہٹ کر بنائی گئی تھی جو ملک کی اہم ہستیاں اور نامور افراد کے لئے تیار کی گئی تھی جن میں اہم سیاستدان، وزراء، بیورو کریٹس، نیورو سرجنز، سائنس دان اور ایسے ہی بہت سے افراد شامل تھے۔ یہ کالونی ملک کے خطرناک حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان تمام افراد کی سیکورٹی رسک کے پیش نظر بنائی گئی تھی۔ کالونی کو چاروں طرف سے سیلڈ کر دیا تھا اور کالونی

میں آنے جانے والے تمام راستوں پر چیک پوسٹس قائم کر دی گئی تھیں۔ اس کالونی میں آنے جانے والوں کو خصوصی پاس فراہم کر دیئے گئے تھے۔ جب تک چیک پوسٹ پر تعینات آفیسرز کالونی میں آنے والوں کی مکمل چیکنگ نہیں کر لیتے تھے اور ان سے مطمئن نہیں ہو جاتے تھے اس وقت تک کسی کو بھی کالونی میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا چاہے اس کا تعلق ملک کے کسی بھی اہم ہستی یا ادارے سے ہی کیوں نہ ہوتا۔

اس کالونی کو چونکہ انتہائی حساس قرار دیا گیا تھا اس لئے اس کالونی اور کالونی میں بسنے والے افراد کی حفاظت کی ذمہ داری ملٹری کمانڈوز کے حوالے کر دی گئی تھی۔ چیک پوسٹ پر بھی ملٹری کمانڈوز تعینات تھے اور کالونی میں دن اور رات کے وقت کئی ملٹری کی گاڑیاں پیٹرولنگ کرتی رہتی تھیں اور کالونی میں داخل ہونے والے راستوں کی خصوصی نگرانی کی جاتی تھی تا کہ اس کالونی میں کوئی مشکوک یا غیر مطلق افراد داخل نہ ہو سکے۔

کالونی میں تقریباً آٹھ سو کوٹھیاں اور بنگلے تھے جنہیں آٹھ مختلف بلاکس میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ہر بلاک میں سو کوٹھیاں شامل تھیں اور ہر بلاک کے آغاز پر چیک پوسٹ قائم کر دی گئی تھی۔ ان بلاکس میں رہنے والے تمام افراد کی تفصیلات چیک پوسٹ کے کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ میں موجود رہتی تھیں۔ ہر آنے جانے والے شخص کو باقاعدہ چیک کیا جاتا تھا اور بغیر ریکارڈ کے حامل کسی بھی شخص کو

کالونی میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔

کالونی میں داخل ہونے کے لئے ایک ہی راستہ تھا جس کے آغاز پر مین چیک پوسٹ موجود تھی۔ اس چیک پوسٹ پر بارہ مسلح افراد کے ساتھ تین آفیسرز بھی شامل تھے۔ ان سب کی ڈیوٹیاں آٹھ آٹھ گھنٹوں پر محیط تھیں۔ ہر آٹھ گھنٹے کے بعد ایک آفیسر اور چاروں مسلح افراد تبدیل ہو جاتے تھے۔ اسی طرح ہر بلاک کے آغاز پر بھی ہر چیک پوسٹ پر ایک ایک آفیسر اور دو دو مسلح افراد چوبیس گھنٹے ڈیوٹیوں پر مامور رہتے تھے۔

ملک بھر میں بجلی کے شدید شارٹ فال کی وجہ سے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی جا رہی تھی۔ بجلی کا شارٹ فال بڑھنے کی وجہ سے اس قدر حساس اور اہم علاقے بھی لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ گو کہ عام علاقوں کی نسبت ان علاقوں میں لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ بے حد کم ہوتا تھا لیکن بہرحال لوڈ شیڈنگ ہوتے ہی یہ سارا علاقہ اندھیرے میں ڈوب جاتا تھا اور چونکہ اس علاقے میں ابھی چند دن قبل ہی لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس لئے اس علاقے کے مکینوں نے ابھی تک اپنے گھروں میں جنریٹرز اور یو پی ایس نہیں لگوائے تھے۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اس وقت وہاں تاریکی کا راج تھا۔

مین چیک پوسٹ پر اس وقت چار مسلح افراد کے ساتھ ایک آفیسر موجود تھا جس کا نام کیپٹن شاہد تھا۔ کیپٹن شاہد اور اس کے

ساتھی انتہائی چاک و چوبند دکھائی دے رہے تھے۔ سڑک پر ایک ہرڈل لگا ہوا تھا جس کے دونوں طرف دو دو مسلح افراد موجود تھے۔ سڑک کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں کمپیوٹرائزڈ مشینوں کے ساتھ ایک سکرین بھی لگی ہوئی تھی۔ اس سکرین پر سڑک کے دونوں جانب لگے ہوئے شارٹ سرکٹ کیمروں کی تصویریں آ رہی تھیں۔ کوئی بھی گاڑی کالونی کے اندر سے آتی یا باہر سے اسے ہرڈل کے پاس روک لیا جاتا تھا اور کار میں موجود افراد کو شارٹ سرکٹ کیمروں سے چیک کر کے ان کا ڈیٹا چیک کیا جاتا تھا۔

جب کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا ان کے ڈیٹا سے میچ کر جاتا تو انہیں کالونی کے اندر یا کالونی سے باہر جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ چیکنگ کا تمام کام کیبن میں بیٹھے ہوئے آفیسرز کرتے تھے۔ آنے جانے والے افراد کا ڈیٹا میچ ہونے کی صورت میں کیبن میں بیٹھا ہوا آفیسر باہر موجود مسلح افراد کو گرین سگنل دے دیتا تھا ورنہ کار اس وقت تک چیک پوسٹ پر رکی رہتی تھی جب تک کیبن کے باہر لگا ہوا ریڈ بلب روشن رہتا تھا۔

کیپٹن شاہد اس وقت کیبن میں بیٹھا کمپیوٹر پر کام کر رہا تھا کہ اسی لمحے کیبن میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ سیٹی کی آواز سن کر کیپٹن شاہد بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی نظریں سامنے سکرین پر پڑیں تو اس نے سکرین پر ہرڈل کے پاس سیاہ رنگ کی ایک کار

دیکھی۔ کار میں ایک شخص سوار تھا۔ اس شخص نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس شخص کے چہرے پر انتہائی وقار، سنجیدگی اور بردباری کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

کار میں بیٹھے ہوئے شخص نے چیک پوسٹ پر کھڑے سیکورٹی اہلکار کو ایک کارڈ نکال کر دے دیا جسے سیکورٹی اہلکار ٹارچ روشن کر کے غور سے دیکھنے لگا۔ کیپٹن شاہد نے کمپیوٹرائزڈ مشین کے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کئے تو سکرین پر اس شخص کا چہرہ کلوز ہو گیا۔ سکرین کے نیچے ایک چھوٹی سی ونڈو بن گئی۔ کیپٹن شاہد نے کی پیڈ کا ہیلپ بٹن ایف ون پریس کیا تو نیچے بنی ہوئی ونڈو میں اس شخص کی تصویر ابھر آئی اور پھر تصویر آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگی اور اس تصویر کے نیچے اس شخص کا ڈیٹا آنا شروع ہو گیا۔

”تو یہ ڈاکٹر سبطین ہیں۔ پیرا میڈیکل کمپلیکس کے چیف۔ یہ اس وقت یہاں کیوں آئے ہیں“...... کیپٹن شاہد نے کار میں بیٹھے ہوئے شخص کا ڈیٹا دیکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی بیپ سنائی دی تو کیپٹن شاہد نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

”یس۔ کیپٹن شاہد ہیئر۔ اوور“...... کیپٹن شاہد نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”سارجنٹ عامر حسن بول رہا ہوں جناب۔ اوور“...... دوسری طرف سے باہر موجود ایک سیکورٹی اہلکار کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس سارجنٹ عامر۔ میں نے ڈیٹا چیک کر لیا ہے۔ یہ ڈاکٹر سبطین ہیں۔ پیرا میڈیکل کمپلیکس کے چیف۔ میری ان سے بات کراؤ۔ یہ اس وقت یہاں کیوں آئے ہیں۔ اوور''...... کیپٹن شاہد نے اسی انداز میں کہا۔

''یس سر۔ یہ لیں بات کریں۔ اوور''...... سارجنٹ عامر حسن کی آواز سنائی۔

''یس۔ ڈاکٹر سبطین ہیئر۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر سے ڈاکٹر سبطین کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ اس وقت یہاں کیوں آئے ہیں۔ کیا آپ کو کسی نے بلایا ہے یا پھر آپ ذاتی طور پر یہاں کسی سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ اوور''...... کیپٹن شاہد نے پوچھا۔

''مجھے ایف بلاک کے پروفیسر عدنان ترمذی نے کال کی تھی۔ ان کی طبیعت ناساز ہے اس لئے میں ان کے چیک اپ کے لئے آیا ہوں۔ اوور''...... ڈاکٹر سبطین نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ کیا آپ کو پروفیسر عدنان ترمذی نے خود کال کی تھی یا آپ کی کسی اور سے بات ہوئی تھی۔ اوور''...... کیپٹن شاہد نے پوچھا۔

''میری ان کی مسز سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا تھا کہ پروفیسر عدنان ترمذی کی حالت خراب ہے اس لئے میں جلد

سے جلد ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ انہیں میری اشد ضرورت ہے۔ اوور''...... ڈاکٹر سبطین نے کہا۔

''اوکے۔ آپ کو بس چند منٹ انتظار کی زحمت اٹھانی پڑے گی۔ میں پروفیسر عدنان کے گھر بات کرتا ہوں۔ جیسے ہی تصدیق ہو گی میں آپ کے لئے فوراً ہرڈل ہٹوا دوں گا۔ انتظار کے لئے ایک بار پھر معذرت۔ اوور''...... کیپٹن شاہد نے کہا۔

''اوکے۔ جو کرنا ہے جلدی کریں۔ مسز ترمذی کے مطابق پروفیسر عدنان ترمذی کو ہارٹ پرابلم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں یہاں چیکنگ کراتا رہ جاؤں اور پروفیسر عدنان کو کچھ ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ پروفیسر عدنان ترمذی کا نام ملک وقوم کے لئے کیا معنی رکھتا ہے۔ اوور''...... اس بار ڈاکٹر سبطین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ آپ کو دو منٹ سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ اوور''...... کیپٹن شاہد نے کہا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر جلدی جلدی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کرتے ہی اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس ترمذی ہاؤس''...... رابطہ ملتے ہی ایک خاتون کی آواز سنائی دی۔ اس خاتون کے لہجے میں انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ کا

عنصر شامل تھا۔

''مین چیک پوسٹ سے کیپٹن شاہد بول رہا ہوں۔ پیرا میڈیکل کمپلیکس کے چیف، ڈاکٹر سبطین اس وقت ہماری چیک پوسٹ پر موجود ہیں۔ میں نے آپ کو تصدیق کے لئے فون کیا ہے کیا انہیں آپ نے کال کر کے بلایا تھا''...... کیپٹن شاہد نے پوچھا۔

''ہاں ہاں۔ انہیں آپ جلدی بھیج دیں۔ پروفیسر صاحب کی حالت انتہائی خراب ہے۔ وہ ہارٹ پین کا شکار ہیں۔ میں نے ڈاکٹر سبطین کو کال کر کے بلایا ہے۔ پلیز انہیں جلد سے جلد یہاں بھیج دیں''...... دوسری طرف سے مسز عدنان ترمذی نے تیز تیز اور انتہائی پریشانی کے عالم میں بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا پروفیسر صاحب کی حالت زیادہ تشویشناک ہے''۔ کیپٹن شاہد نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ ڈاکٹر سبطین کو جلد سے جلد یہاں آنے دیں۔ ان کی آئیڈینٹیٹی کی کارروائی آپ ان کی واپسی پر پوری کر لینا۔ آپ انہیں ایمرجنسی کیس پر میری گارنٹی پر یہاں بھیج دیں۔ پلیز''...... مسز عدنان ترمذی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں انہیں بھیج رہا ہوں''...... کیپٹن شاہد نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے فوراً کمپیوٹر کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی باہر لگا

ہوا گرین سگنل روشن ہو گیا اور ساتھ ہی سڑک پر لگا ہوا ہرڈل خود بخود اوپر اٹھتا چلا گیا۔

گرین سگنل آن ہوتے اور ہرڈل ہٹتے دیکھ کر کار میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر سبطین نے سکون کا سانس لیا اور پھر اس نے فوراً کار آگے بڑھا دی۔ کچھ ہی دیر میں ان کی کار فراٹے بھرتی ہوئی تیزی سے ایف بلاک کی جانب بڑھتی جا رہی تھی۔ انہیں چونکہ مین چیک پوسٹ سے فوراً کلیرنس مل گئی تھی اس لئے انہیں ایف بلاک کی چیک پوسٹ پر بھی زیادہ دیر نہیں روکا گیا۔ کار تیزی سے مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک جدید طرز کی کوٹھی کے پاس رک گئی۔ گیٹ بند تھا۔

ڈاکٹر سبطین نے جیسے ہی کار گیٹ کے پاس روکی اسی لمحے پورے علاقے کی بجلی بحال ہوتی چلی گئی۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے گھر اور سڑکیں روشنی سے جگمگا اٹھے تھے۔ گیٹ کے باہر ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں ایک مسلح گارڈ ایک بنچ پر بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی کار گیٹ کے پاس رکی، کیبن سے گارڈ نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے کار میں جھانک کر ڈاکٹر سبطین کو غور سے دیکھا پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے گیٹ کی دیوار پر لگی ہوئی کال بیل مخصوص انداز میں بجانی شروع کر دی۔ بیل بجتے ہی چند لمحوں کے بعد گیٹ کھلتا چلا گیا۔ گیٹ اندر سے ایک اور گارڈ نے کھولا تھا۔ جو گیٹ کھولتے ہی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تھا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا، ڈاکٹر

سبطین کار اندر لے گیا۔ سامنے ایک وسیع پورچ تھا جہاں کئی جدید اور نئے ماڈل کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

ڈاکٹر سبطین نے کار ان گاڑیوں کے پیچھے روکی اور پھر وہ سائیڈ والی سیٹ سے اپنا مخصوص میڈیکل ایڈ باکس اٹھا کر کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے رہائشی حصے سے ایک ملازم ٹائپ کا ادھیڑ عمر شخص نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس طرف آ گیا۔

''آیئے۔ آیئے ڈاکٹر صاحب۔ جلدی آیئے۔ بیگم صاحبہ آپ کی شدت سے منتظر ہیں''...... آنے والے شخص نے ڈاکٹر سبطین کے ہاتھ سے اس کا میڈیکل ایڈ باکس لیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر صاحب کی طبیعت کیسی ہے''...... ڈاکٹر سبطین نے پوچھا۔

''ان کی حالت بہت خراب ہے ڈاکٹر صاحب۔ ان کے سینے میں شدید درد اٹھا تھا وہ اپنے کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... اس شخص نے کہا تو ڈاکٹر سبطین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ملازم ٹائپ شخص کے ساتھ چلتا ہوا رہائشی حصے میں داخل ہوا اور پھر ایک راہداری سے گزرتا ہوا سٹنگ روم میں آ گیا جہاں دو لڑکے، تین لڑکیاں اور ایک ادھیر عمر خاتون جو مسز عدنان ترمذی تھی انتہائی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سبطین کو آتے دیکھ کر وہ انتہائی بے چینی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آئیں ڈاکٹر صاحب۔ آئیں۔ ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے

تھے''...... مسز عدنان ترمذی نے کہا۔

''کہاں ہیں پروفیسر صاحب''...... ڈاکٹر سبطین نے کہا۔

''وہ۔ اپنے کمرے میں ہیں اور ان کی حالت بے حد خراب ہے''...... مسز عدنان ترمذی نے کہا۔

''آپ کے ملازم نے بتایا ہے کہ ان کے سینے میں درد اٹھا تھا اور وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہو گئے ہیں''...... ڈاکٹر سبطین نے کہا۔

''جی ہاں۔ درد کی شدت سے وہ بری طرح سے چیخ اور تڑپ رہے تھے۔ میں نے انہیں ہارٹ پین کلر ٹیبلٹ بھی دی تھی لیکن اس سے انہیں کوئی افاقہ نہیں ہوا تھا اور پھر وہ اسی حالت میں بے ہوش ہو گئے''...... مسز عدنان ترمذی نے کہا۔ وہ ڈاکٹر سبطین کو لے کر ایک کمرے کے دروازے کے پاس آ گئیں۔

''ٹھیک ہے۔ آپ یہیں رکیں۔ میں انہیں دیکھ لیتا ہوں۔ ان کا بے ہوش ہونا اچھی بات ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں مائنر ہارٹ اٹیک آیا ہے اگر وہ بے ہوش نہ ہوتے تو اسی طرح چیختے اور تڑپتے رہتے جیسا آپ نے بتایا ہے''...... ڈاکٹر سبطین نے کہا تو مسز عدنان ترمذی نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈاکٹر سبطین ملازم سے اپنا میڈیکل ایڈ باکس لے کر کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

کمرہ خاصا بڑا تھا۔ جس کی سجاوٹ میں کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی

تھی۔ کمرہ روشن تھا۔ سامنے ایک بڑے اور فینسی بیڈ پر ایک ادھیڑ عمر شخص لیٹا ہوا تھا جس کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ اس کے جسم پر شاید اس کی وائف نے چادر ڈال دی تھی۔ ادھیڑ عمر کی آنکھیں بند تھیں وہ بے ہوش تھا لیکن بے ہوشی کے باوجود اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔

ڈاکٹر سبطین نے کمرے میں داخل ہو کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا دیا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیڈ پر لیٹے ہوئے شخص کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

ادھیڑ عمر شخص کو دیکھ کر ڈاکٹر سبطین کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ بیڈ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور غور سے بے ہوش پڑے ادھیڑ عمر کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مڑ کر سائیڈ کی دیوار کی طرف دیکھا جہاں ایک بڑی سی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے سامنے ایک وسیع لان تھا جس کے اختتام پر باؤنڈری وال موجود تھی۔ ڈاکٹر سبطین تیز تیز چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا اور پھر وہ کھڑکی سے سر نکال کر لان کی طرف دیکھنے لگا۔ لان خالی تھا۔ وہاں کوئی گارڈ یا ملازم موجود نہیں تھا۔ ڈاکٹر سبطین نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ پلٹ کر واپس بیڈ کے پاس آ گیا جہاں اس نے اپنا میڈیکل ایڈ باکس رکھا تھا۔

ڈاکٹر سبطین نے میڈیکل ایڈ باکس کھولا اور پھر اس نے ادھیڑ عمر کے علاج کے لئے میڈیکل ایڈ باکس سے کچھ نکالنے کی بجائے

اس میں سے شیشے کا ایک چھوٹا سا جار نکال لیا۔ اس جار میں سرخ رنگ کی بے شمار مکھیاں بھری ہوئی تھیں۔ مکھیاں جار میں بری طرح سے بھنبھناتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ جار میں سینکڑوں کی تعداد میں مکھیاں تھیں جن کے پر بھی سرخ رنگ کے تھے۔ پروں پر سیاہ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دھبے ابھرے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ قدرتی نہ ہوں بلکہ خاص طور سرخ مکھیوں کے پروں پر بنائے گئے ہوں۔ ان سیاہ دھبوں میں ہلکی ہلکی چمک بھی دکھائی دے رہی تھی۔ ڈاکٹر سبطین نے جار اٹھا کر اس میں موجود سرخ مکھیوں کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت انتہائی سفاک اور شیطانیت سے بھرپور چمک ابھر آئی۔

”لو میجر راشد۔ میں نے تمہاری ہلاکت کا بندوبست کر دیا ہے۔ دیکھتا ہوں تم ریڈ فلائی سے کس طرح سے اپنی جان بچاتے ہو۔ میں انہیں چھوڑ رہا ہوں۔ یہ آن واحد میں تم تک پہنچ جائیں گی اور جب تمہیں سینکڑوں کی تعداد میں سرخ مکھیاں کاٹیں گی اور تمہارے جسم میں اپنا زہر داخل کریں گی تو تم اسی وقت ہلاک ہو جاؤ گے“...... ڈاکٹر سبطین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے جار کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔ جار کا ڈھکن کھولتے ہی اس نے جار کا کھلا ہوا منہ کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف کیا تو جار میں موجود سرخ رنگ کی مکھیاں بھنبھناتی ہوئی تیزی سے نکلی اور لان کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

سرخ مکھیاں ایک ساتھ جار سے نکلی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے لان سے گزرتی ہوئیں باؤنڈری وال کی جانب بڑھ گئیں اور پھر وہ باؤنڈری وال کے اوپر سے گزرتی ہوئیں ڈاکٹر سبطین کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔

جیسے ہی سرخ مکھیاں باؤنڈری وال کی دوسری جانب گئیں ڈاکٹر سبطین نے خالی جار کھڑکی کی سائیڈ پر موجود ایک میز پر رکھا اور تیزی سے مڑ کر دوبارہ بیڈ کی جانب آ گیا۔ اس کا میڈیکل ایڈ باکس کھلا ہوا تھا۔ اس نے باکس میں سے ایک چھوٹے سائز کا لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکال لیا۔ لیپ ٹاپ کمپیوٹر کھول کر اس نے ایک بٹن پریس کر کے کمپیوٹر آن کیا اور پھر اس نے ماؤس سے ڈیسک ٹاپ کی سائیڈ پر موجود ایک سافٹ ویئر کو کلک کیا تو سافٹ ویر تیزی سے اوپن ہونا شروع ہو گیا۔

دوسرے لمحے سکرین پر میڈیا پلیئر کا سافٹ ویئر کھل گیا۔ ڈاکٹر سبطین نے کمپیوٹر کے چند بٹن پریس کئے تو سافٹ ویئر پر فوراً ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر پر وہی سرخ مکھیاں اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جنہیں ڈاکٹر سبطین نے اپنے جار سے نکال کر کھڑکی کے باہر اُڑا دیا تھا۔

سرخ مکھیاں تیزی سے اُڑتی ہوئیں اور ایک سڑک کراس کرتی ہوئیں سڑک کی دوسری سائیڈ پر موجود ایک رہائش گاہ کی طرف بڑھتی جا رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں سرخ مکھیاں رہائش گاہ کے

مختلف حصوں میں پھیل گئیں اور پھر وہ تیزی سے چاروں طرف چکرانا شروع ہو گئیں۔ پھر اچانک تمام مکھیوں نے ایک جتھہ بنایا اور پھر وہ رہائش گاہ کے ایک روشن دان کی جانب بڑھتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ روشن دان کھلا ہوا تھا۔ سرخ مکھیاں اس روشن دان سے گزرتی ہوئیں ایک بڑے کمرے میں آ گئیں۔ یہ کمرہ بیڈ روم کی طرز پر سجا ہوا تھا۔

کمرہ روشن تھا۔ سامنے بیڈ پڑا ہوا تھا لیکن بیڈ خالی تھا۔ سرخ مکھیاں چھت کے ساتھ کمرے میں چکرا رہی تھیں پھر سرخ مکھیاں پلٹتی ہوئیں تیزی سے دائیں طرف لپکیں۔ اس طرف ایک میز اور کرسی پڑی تھی جس پر ایک بارعب چہرے والا ادھیر عمر بیٹھا ہوا تھا۔ ادھیڑ عمر کے ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب تھی جسے وہ انتہائی انہماک سے پڑھنے میں مصروف تھا۔ چونکہ کمرے میں خاموشی تھی اس لئے سرخ مکھیوں کی تیز بھنبھناہٹ کی آواز سن کر ادھیڑ عمر شخص چونک پڑا تھا۔

اس نے کتاب سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور اپنے سر پر سرخ رنگ کی مکھیاں دیکھ کر وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب زور زور سے ہلانی شروع کر دی جیسے وہ ان سرخ مکھیوں کو کتاب سے ڈرا کر وہاں سے بھگانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن سرخ مکھیاں بھلا کہاں ڈرنے والی تھیں۔ اچانک ہی سرخ مکھیاں بجلی کی سی تیزی سے ادھیڑ عمر پر

جھپٹ پڑیں اور ادھیڑ عمر شخص سرخ مکھیوں سے بچنے کے لئے بری طرح سے چیختا ہوا کمرے میں ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں تیزی سے چل رہے تھے لیکن سرخ مکھیوں کی تعداد کافی زیادہ تھی اور وہ تیزی سے ادھیڑ عمر پر جھپٹ رہی تھیں۔ ادھیڑ عمر کو جہاں جہاں سرخ مکھیاں کاٹتی جا رہی تھیں وہاں وہاں سے اس کا جسم تیزی سے سوجنا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک ادھیڑ عمر شخص مکھیوں کو خود سے دور رکھنے کے لئے ہاتھ پیر چلاتا رہا لیکن پھر اس کی ہمت جواب دے گئی یا پھر شاید اس پر سرخ مکھیوں کے زہر نے اپنا اثر کرنا شروع کر دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ادھیڑ عمر شخص جو زمین پر گر گیا تھا ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساکت ہوتے ہی سرخ مکھیاں جیسے اس پر چھاتی چلی گئیں اور پھر اچانک سرخ مکھیوں نے اس کے جسم کو چھوڑ کر ایک بار پھر ہوا میں اُڑنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی سرخ مکھیوں نے ادھیڑ عمر شخص کو چھوڑا۔ ادھیڑ عمر کے چہرے اور بازوؤں پر بے شمار سرخ دھبے سے دکھائی دینا شروع ہو گئے۔ اس کا چہرہ اور بازو، جہاں جہاں سرخ مکھیوں نے کاٹا تھا وہاں چھوٹے چھوٹے زخم سے بن گئے تھے جو سوج کر تیزی سے پھولتے جا رہے تھے۔

ڈاکٹر سبطین بڑی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی سرخ مکھیوں نے ادھیڑ عمر شخص کو چھوڑ کر ہوا میں اُڑنا شروع کیا، ڈاکٹر سبطین نے فوراً میڈیکل ایڈ باکس میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی

شیشی نکال لی۔ شیشی میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ ڈاکٹر سبطین شیشی لے کر تیزی سے کھڑکی کے پاس آیا اور اس نے سائیڈ کی میز پر پڑے ہوئے جار کے پاس آ کر شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر اس نے شیشی میں موجود زرد محلول کے چند قطرے جار میں ڈال دیئے۔ محلول سے وہاں کوئی خوشبو پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر سبطین نے جار میں محلول کے چند قطرے ٹپکا کر شیشی بند کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور پھر اس نے جار دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے لے کر کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے کھڑکی سے سر نکال کر ایک بار پھر لان کی طرف دیکھا لیکن وہاں اب بھی کوئی نہیں تھا۔

ڈاکٹر سبطین نے ہاتھ کھڑکی سے باہر نکالے اور جار کو قدرے اونچا کر کے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا ہو گیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد باؤنڈری وال کے اوپر سے سرخ مکھیاں اُڑتی ہوئی آئیں اور تیزی سے لان سے گزرتی ہوئیں اس کھڑکی کی جانب بڑھنا شروع ہو گئیں جہاں ڈاکٹر سبطین جار لئے کھڑا تھا اور پھر سرخ مکھیاں حیرت انگیز طور پر تیزی سے آ کر اس کے ہاتھوں میں موجود جار میں گھستی چلی گئیں جیسے وہ اس جار کو پہچانتی ہوں۔

جیسے ہی ساری سرخ مکھیاں جار میں داخل ہوئیں، ڈاکٹر سبطین نے جار کا منہ بند کر دیا اور پھر وہ جار لے کر ایک بار پھر بیڈ کے پاس آ گیا۔ اس نے جار واپس میڈیکل ایڈ باکس میں رکھا اور پھر

Downloaded from https://paksociety.com

اس نے لیپ ٹاپ کمپیوٹر بھی آف کر کے باکس میں رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سکون اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''میں نے اپنا کام کر دیا ہے پروفیسر عدنان۔ تمہارا شکریہ۔ یہ کام میں تمہاری وجہ سے پورا کرنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ تمہاری رہائش گاہ سے میجر راشد کی رہائش گاہ زیادہ فاصلے پر نہیں تھی اسی لئے میں نے تمہیں منتخب کیا تھا تاکہ میں تمہاری رہائش گاہ میں آؤں اور اپنا ٹارگٹ ہٹ کر سکوں۔ تمہیں کوئی ہارٹ پین نہیں ہوا تھا یہ پین میری دی ہوئی ایک گولی کی وجہ سے ہوا تھا جسے میں نے تم تک اپنے مخصوص طریقے سے پہنچایا تھا۔ تھوڑی دیر میں اس گولی کا اثر ختم ہو جائے گا اور تم یوں اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ گے جیسے تمہیں کچھ ہوا ہی نہ ہو''...... ڈاکٹر سبطین نے بے ہوش پڑے پروفیسر عدنان ترمذی کی جانب دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے پروفیسر کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا میڈیکل ایڈ باکس بند کیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ میڈیکل ایڈ باکس اٹھائے دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

اس نے دروازے کا لاک کھول کر دروازہ کھولا اور باہر آ گیا جہاں مسز عدنان ترمذی اور اس کے بچے بڑی بے چینی اور پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے۔ ڈاکٹر سبطین کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھے اور اس کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے۔

''سب خیر ہے نا ڈاکٹر صاحب''...... مسز عدنان ترمذی نے ڈاکٹر سبطین کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی پریشانی اور قدرے امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سب خیریت ہے۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا نا کہ پروفیسر صاحب کو مائنر اٹیک آیا ہے۔ میں نے انہیں انجکشن دے دیئے ہیں ابھی تھوڑی ہی دیر میں انہیں ہوش آ جائے گا''...... ڈاکٹر سبطین نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہرے کھلتے چلے گئے۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہو گیا ہے ہم پر جو پروفیسر صاحب کو کچھ نہیں ہوا ہے ورنہ ہم تو ان کی حالت دیکھ کر گھبرا ہی گئے تھے''...... ملازم نے ہاتھ جوڑ کر اوپر دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ پروفیسر عدنان ترمذی کی جان بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا رہا ہو۔

''ہاں واقعی۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی کرم ہوا ہے۔ میں تو اس کے لئے خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کروں گی اور آپ کا بھی بے حد شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ اگر آپ وقت پر نہ آتے تو نجانے کیا ہو جاتا''...... مسز عدنان ترمذی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔

''شکریئے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بیگم صاحبہ۔ پروفیسر صاحب

میرے پیشنٹ ہیں۔ اپنے پیشنٹس کا ہر طرح کا خیال رکھنا اور بروقت ان تک پہنچنا میرے فرائض میں شامل ہے اور میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے''...... ڈاکٹر سبطین نے کہا۔

''پھر بھی ڈاکٹر صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے ڈیڈی کی جان بچا کر ہم سب پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ ڈیڈی کو کچھ ہو جاتا تو ہم کہیں کے نہ رہتے۔ ان کے بغیر ہم ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رہ سکتے''۔ پروفیسر عدنان کی بڑی بیٹی نے کہا تو ڈاکٹر سبطین بے اختیار مسکرا دیا۔

''اولاد کی دعائیں ماں باپ اور ماں باپ کی دعائیں اولاد کے لئے ہوتی ہیں جو کبھی رائیگاں نہیں جاتی ہیں''...... ڈاکٹر سبطین نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب۔ نزہت تم جا کر ڈاکٹر صاحب کے لئے چائے بنا لاؤ''......مسز عدنان نے پہلے ڈاکٹر سبطین اور پھر اپنی بڑی بیٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے ابھی چائے کی کوئی طلب نہیں ہے۔ پھر کبھی سہی۔ جب آپ نے مجھے کال کی تھی تو میں ایک اور مریض کو دیکھنے جا رہا تھا لیکن چونکہ میری یہاں زیادہ ضرورت تھی اس لئے میں یہاں آ گیا تھا اور اب یہاں میرا کام ختم ہو گیا ہے اس لئے مجھے اب دوسرے مریض کے پاس جانا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے لیٹ ہونے کی وجہ سے اسے کچھ ہو جائے''...... ڈاکٹر سبطین نے بہانہ

بناتے ہوئے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ حیدر، ڈاکٹر صاحب کو ان کی کار تک چھوڑ آؤ''......مسز عدنان ترمذی نے کہا تو ملازم حیدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر سبطین سے ان کا میڈیکل ایڈ باکس لیا اور ڈاکٹر سبطین انہیں سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سکون تھا۔ جیسے وہ یہاں بہت بڑا معرکہ سرانجام دے کر جا رہا ہو۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ کہاں ہیں آپ۔ کیا آپ کے گوشِ خرگوش میں میری آوازِ ناتواں سنائی دے رہی ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی نہا کر سٹنگ روم میں آ کر بیٹھا ہی تھا۔ اس نے اخبار دیکھنے کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن اسے اخبار کہیں دکھائی نہیں دیا تو اس نے زور سے سلیمان کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔

''نہیں صاحب۔ میرے گدھے کے کان نہیں ہیں۔ مجھے آپ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے''...... سلیمان نے الٰہ دین کے جن کی طرح کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

''اگر تمہیں میری آواز سنائی نہیں دی ہے تو پھر تم میری بات کا

جواب کیسے دے رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سلیمان نے کپ عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''میں نے آپ کی کون سی بات کا جواب دیا ہے۔ میں تو آپ کے لئے بیڈ ٹی لایا ہوں''...... سلیمان نے جان بوجھ کر انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''بیڈ ٹی۔ یہ بیڈ ٹی تمہیں میرے بیڈ پر ہی مجھے دینی چاہئے تھی اب جب میں نہا کر صوفے پر آ کر بیٹھ گیا ہوں تو تم میرے لئے بیڈ ٹی بنا کر لے آئے ہو۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ تم میرے لئے کاؤچ ٹی لائے ہو''...... عمران نے کہا۔

''کاؤچ ٹی۔ کیا مطلب''...... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جو ٹی بیڈ پر ملے اسے بیڈ ٹی کہتے ہیں اور جو ٹی کرسی پر ملے اسے چیئر ٹی اور جو صوفے پر ملے اسے کاؤچ ٹی ہی کہا جاتا ہے''۔ عمران نے اسے کسی اسکول کے استاد کی طرح سمجھاتے ہوئے کہا۔

''واہ صاحب۔ کیا بات ہے۔ آپ کی یہ بات سن کر میں واقعی آپ کی دانش مندی کا قائل ہو گیا ہوں۔ کیا بات ہے آپ کی، بیڈ پر ملنے والی چائے بیڈ ٹی کہلاتی ہے، کرسی پر ملنے والی چیئر ٹی اور صوفے پر ملنے والی چائے کاؤچ ٹی۔ واہ واہ۔ مزہ آ گیا۔ اسے کہتے ہیں دانش مندی''...... سلیمان نے ہاتھ نچا کر یوں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے عمران کی اس نئی منطق پر وہ بے حد لطف محسوس کر

رہا ہو۔

''یہ تم میری تعریف کر رہے ہو یا میرا مذاق اُڑا رہے ہو''۔ عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ صاحب۔ مجھ جیسا جاہل، ان پڑھ باورچی بھلا آپ جیسے ذہین اور سدا کے دانش مند انسان کا مذاق کیسے اُڑا سکتا ہے۔ میں واقعی آپ کی تعریف کر رہا ہوں۔ کاوَچ ٹی۔ واہ واہ''۔ سلیمان نے عمران کی بات کا اسی طرح لطف لیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم واقعی میری اتنی تعریف کر رہے ہو تو میں تم سے بہت خوش ہوں۔ جاؤ آج سے میں تمہاری تنخواہ ڈبل کر دیتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کس شیخ چلی۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارا کس حاتم طائی سے پالا پڑا ہے''...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تنخواہ کی بات کر کے آپ نے میرا سارا مزہ ہی کرکرا کر کے رکھ دیا ہے۔ میں کتنا لطف لے رہا تھا آپ کی بات کا۔ کاوَچ ٹی۔ واہ۔ اور اب ہونہہ۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ نے تنخواہ کی بات کر کے میرے سر پر لٹھ ہی دے ماری ہو''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ گھریلو ملازموں کی تنخواہوں میں ایک فیصد بھی اضافہ ہو جائے تو وہ بندروں کی طرح الٹی قلابازیاں کھانا شروع کر دیتے ہیں اور میں نے تمہاری تنخواہ ڈبل کی ہے اور تم اس

پر بھی منہ بنا رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ جانتے بھی ہیں کہ تنخواہ کس چڑیا کا نام ہے''۔ سلیمان نے اسی طرح سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چڑیا کا نہیں۔ یہ اس رقم کا نام ہے جو ہر ماہ مالک اپنے ملازم کو اس کی خدمت کرنے پر ادا کرتا ہے اور ملازم اپنے مالک کو جھک جھک کر سلام کرنا شروع کر دیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا آپ مجھے ہر ماہ تنخواہ دیتے ہیں''...... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں دیتا۔ اسی لئے تو میں نے تمہاری تنخواہ ڈبل کی ہے پیارے''...... عمران نے کہا تو سلیمان اسے گھور کر رہ گیا۔

''کوئی بات نہیں۔ جس دن میں آپ کے سپیشل سائن کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسی دن میں آپ کے سپیشل اکاؤنٹ سے ساری رقم نہ نکلوا کر لے گیا تو میرا نام بھی سلیمان نہیں۔ میں آپ کے سپیشل دستخط کرنے کی مسلسل پریکٹس کرتا رہتا ہوں لیکن کمبخت سائن اس قدر پیچیدہ ہیں کہ ہاتھ پر چڑھنے کا نام ہی لے رہے''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کچھ کہا تم نے''...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے سلیمان کی بڑبڑاہٹ سنی ہی نہ ہو۔

''نہیں۔ میں پوچھ رہا تھا کہ چائے کا ایک گھونٹ بھر کر چیک کر لیں۔ میری نظریں کمزور ہیں نا ایسا نہ ہو کہ میں چائے میں چینی

کی جگہ نمک ڈال کر لے آیا ہوں''...... سلیمان نے فوراً کہا۔

''نمک۔ ارے باپ رے۔ پھر تو مجھے فوراً چائے چیک کر لینی چاہئے کیونکہ تم میری کوئی آواز تو سنتے ہی نہیں پھر کہاں میں تم سے چینی مانگنے کے لئے گلا پھاڑتا رہوں گا''...... عمران نے کہا اور اس نے میز سے کپ اٹھا کر چائے کا ایک سپ لیا تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''نہیں ٹھیک ہے۔ اس میں نمک نہیں چینی ہی ہے لیکن تھوڑی زیادہ ہے۔ خیر کوئی بات نہیں میں تیز چینی والی چائے بھی پی سکتا ہوں''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے واقعی میری نظریں کمزور ہو گئی ہیں۔ میں نے تو اپنی طرف سے چائے میں دو بڑے چمچ نمک کے ہی ملائے تھے اب پتہ نہیں نمک کے مرتبان میں چینی کیسے آ گئی''...... سلیمان نے منہ بنا کر اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کچھ بڑبڑا رہے ہو شاید''...... عمران نے بدستور انجان بننے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ آپ بتائیں۔ آپ میرے کیا گوش گزار کرنا چاہتے تھے جو اس طرح گلا پھاڑ کر چیخ رہے تھے''...... سلیمان نے کہا۔

''وہ میں نے تم سے پوچھنا تھا کہ آج کا اخبار کہاں ہے۔ وہ نہیں مل رہا مجھے''...... عمران نے کہا۔

''پتہ نہیں کہاں ہے۔ میں بھی اسے کل سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ اخبار میں ضرورتِ رشتہ کا اشتہار دیکھنے کے لئے''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا کہا آج کا اخبار تم کل سے ڈھونڈ رہے ہو اور وہ بھی ضرورتِ رشتہ کا اشتہار دیکھنے کے لئے۔ کس کا رشتہ تلاش کر رہے ہو پیارے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پرسوں میں نماز پڑھنے کے لئے قریبی مسجد میں گیا تھا تو واپسی پر مجھے گلی میں ایک بیمار بلا پڑا ہوا ملا تھا۔ مجھے اس کی حالت دیکھ کر بے حد ترس آیا تھا۔ بے چارہ بیمار بھی تھا اور لاغر بھی۔ میں اسے فلیٹ میں لے آیا تھا۔ دودھ کے ساتھ میں اس کے لئے قصاب کی دکان سے گوشت اور چھیچھڑے بھی لے آیا تھا جسے کھا کر اس کے جسم میں جیسے نئی جان سی آ گئی تھی۔ بس پھر کیا تھا۔ اسی وقت سے وہ میرے آگے پیچھے گھومنا شروع ہو گیا۔ جیسے اس نے میرے ساتھ ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ وہ سفید رنگ کا انتہائی خوبصورت بلا ہے جو مجھے بھی اچھا لگا تھا اس لئے میں نے بھی اسے اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب ظاہر ہے میں نے اسے ساتھ رکھا ہے تو مجھے اس کی خوراک کے ساتھ اس کے مستقبل کا بھی خیال رکھنا ہے۔ وہ اکیلا نہ رہے اس لئے میں نے ایک مقامی اخبار میں اس کے لئے رشتے کا اشتہار بھی دے دیا تھا تاکہ اگر کوئی مظلوم، لاچار بلی ہو جو اس بے چارے بلے کی طرح اکیلی ہو تو وہ

یہاں آ جائے اور پھر میں ان دونوں کی شادی کرا دوں''۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اور جب ان کے بچے ہوں تو تم ان کے چچا بن جاؤ۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''چچا بنوں یا ماموں۔ اس سے آپ کو کیا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے واقعی اس سے کیا۔ پھر کیا کسی بلی نے اشتہار پڑھ کر رابطہ کیا تم سے''...... عمران نے اس کی جانب دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں ابھی تک تو مجھے کوئی فون نہیں آیا ہے۔ میں اسی لئے کل سے اخبار ڈھونڈ رہا ہوں کہ دیکھوں۔ کمبخت ماروں نے میرا دیا ہوا اشتہار اخبار میں لگایا بھی ہے یا نہیں''...... سلیمان نے بوڑھی عورتوں کے انداز میں کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''دیکھو۔ کہیں اخبار پڑھنے کے لئے وہ بلا ہی نہ لے گیا ہو۔ وہ بھی اس اشتہار کو دیکھ رہا ہو گا کہ تم نے اس کے لئے جو اشتہار دیا ہے وہ ٹھیک ہے اور اگر ٹھیک نہیں ہے تو وہ اس اشتہار میں کوئی رد و بدل کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے بلے کو ایک بڑا سا سیاہ کاغذ کھینچ کر کمرے کی طرف لے جاتے تو دیکھا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ آج کا اخبار ہی ہو۔ ایک منٹ میں دیکھ کر آتا ہوں''...... سلیمان

نے کہا اور پھر وہ عمران کا جواب سنے بغیر مڑا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اخبار لے کر واپس آ گیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے تھے۔ بلا ہی اخبار گھسیٹ کر لے گیا تھا اپنا اشتہار دیکھنے کے لئے۔ میں جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس نے مجھے دیکھ کر بری طرح سے غرانا شروع کر دیا تھا''...... سلیمان نے اخبار عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ ایسا کیا لکھ دیا تھا تم نے اشتہار میں جسے بلے نے پڑھ کر تم پر غرانا شروع کر دیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ غلطی سے میں نے اشتہار میں اس کی جگہ اپنا نام لکھ دیا تھا''...... سلیمان نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو عمران کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''پھر تو بلے کو تم پر غرانے ہی نہیں بلکہ تم پر پنجے بھی چلانے کا پورا حق تھا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارادہ تو اس کا یہی تھا لیکن میں اس سے اخبار چھین کر فوراً بھاگ آیا تھا اور کمرے سے باہر آتے ہی میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تا کہ وہ میرے پیچھے نہ آ سکے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''اب تمہیں چاہئے کہ بلے کا غصہ دور کرنے کا کوئی انتظام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ غصے میں آ کر تمہیں پنجے مارنا شروع کر دے

اور تمہارے کپڑے ہی پھاڑ دے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''آپ بڑے عالم فاضل ہیں۔ آپ ہی بتا دیں کہ میں اس بِلّے کا غصہ کیسے دور کروں ورنہ وہ تو واقعی مجھے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''باہر گلیوں کا چکر لگاؤ اور جہاں بھی بلیاں نظر آئیں انہیں اٹھا کر لے آؤ اور بِلّے کے سامنے پیش کر دو۔ بِلّے کو جو پسند آ جائے اسے رکھ لینا باقیوں کو چلتا کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''واہ واہ۔ اسے کہتے ہی ترکیب۔ واقعی آپ جینئس ہیں۔ بے حد جینئس۔ میں ابھی باہر جا کر دو تین درجن بلیوں کو اٹھا لاتا ہوں۔ ان میں سے کوئی ایک تو بِلّے کو یقیناً پسند آ ہی جائے گی۔ آپ کی پھر واہ واہ''...... سلیمان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیاں ڈھونڈنے سے پہلے مجھے ناشتہ دے جانا۔ ایسا نہ ہو کہ میں یہاں ناشتے کے انتظار میں بیٹھا رہوں اور تم بِلّے کے لئے بلیاں ڈھونڈنے کے ساتھ اپنی بھی زوجہ ڈھونڈنے نکل جاؤ''۔ عمران نے کہا۔

''اتنا ٹائم نہیں ہے میرے پاس کہ میں آپ کے لئے ناشتہ بناتا پھروں۔ آج کا ناشتہ آپ باہر جا کر کر لیں۔ مجھے آپ سے زیادہ اس یتیم اور مسکین بِلّے کی فکر ہے جو عمرِ رفتہ کا ستم رسیدہ شادی

کرنے کی فکر میں دبلا ہوتا جا رہا ہے''...... سلیمان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ عمران ایک بار پھر ہنس پڑا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان یہ سب اس سے مذاقاً کہہ رہا تھا۔ نہ ہی اسے کوئی بلا ملا تھا اور نہ ہی اس نے اخبار میں کوئی اشتہار دیا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ وہ اخبار کچن میں لے گیا ہو اور اپنے لئے ضرورت رشتہ کا اشتہار دیکھ رہا ہو۔

عمران نے چائے پی کر خالی کپ میز پر رکھا اور پھر وہ اخبار اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ سیاسی خبروں میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ویسے بھی وہ اخبار کو باریک بینی سے پڑھنے کا عادی نہیں تھا۔ وہ اخبار کی ہیڈنگز ہی دیکھتا تھا۔

اخبار کی ہیڈنگز دیکھتے ہوئے وہ منہ بناتا ہوا صفحے پلٹتا جا رہا تھا جیسے اخبار میں اس کے مطلب کی کوئی خبر ہی نہ ہو۔ پھر اس نے منہ بناتے ہوئے اخبار میز پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے اخبار میز پر رکھا اسے اخبار کے ایک چوکھٹے میں ایک تصویر دکھائی دی۔ اس تصویر کو دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا اور غور سے اس تصویر کو دیکھنے لگا۔

''یہ تو ملٹری سپیشل فورس کے فارن ایجنٹ میجر راشد کی تصویر ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تصویر کے نیچے سنگل کالمی خبر پڑھنا شروع ہو گیا۔ خبر کے مطابق میجر راشد جس کا تعلق فوج سے تھا اور جو ویسٹرن کالونی میں رہتا تھا۔ اپنے

کمرے میں مردہ حالت میں پایا گیا تھا۔ اس کا جسم بری طرح سے سوجا اور پھولا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس پر بے شمار شہد کی مکھیوں نے حملہ کر دیا ہو اور ان مکھیوں نے میجر راشد کو بری طرح سے کاٹ کھایا ہو۔

خبر میں یہ بھی لکھا تھا کہ میجر راشد کے کمرے میں چند سرخ رنگ کی مردہ مکھیاں بھی ملی تھیں جنہیں شاید میجر راشد نے حملے کے دوران کسی چیز سے مارنے کوشش کی تھی۔ ان سرخ مکھیوں کو دیکھ کر اس بات کا صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ میجر راشد پر سرخ مکھیوں نے ہی حملہ کیا تھا جو انتہائی زہریلی تھیں اور ان کے زہر کی وجہ سے میجر راشد ہلاک ہو گیا تھا اور ہلاک ہونے کے باوجود اس کا جسم سوج کر بری طرح سے پھول گیا تھا اس لئے اسے فوراً لے جا کر قریبی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔ خبر میں یہ بھی لکھا تھا کہ ویسٹرن کالونی میں سرخ مکھیوں کی موجودگی نے وہاں اچھی خاصی دہشت طاری کر دی تھی۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سرخ مکھیاں کہاں سے آئی تھیں اور ان سرخ مکھیوں نے کسی اور پر حملہ کرنے کی بجائے صرف میجر راشد پر ہی کیوں حملہ کیا تھا جبکہ اس کے گھر میں اس کی بیوی، اس کے بچے اور کئی ملازم بھی ساتھ رہتے تھے۔ اسی طرح اردگرد کے مکینوں کو بھی سرخ مکھیوں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

خبر کے مطابق میجر راشد کا تعلق فوج کے ایک حساس سیکشن سے تھا اور وہ حاضر سروس تھا اس لئے اس کی ناگہانی ہلاکت پر بے حد افسوس کیا جا رہا تھا۔ ان کی رہائش گاہ کی ملٹری سپیشل فورس خصوصی طور پر چیکنگ کر رہی تھی تاکہ وہ ان زہریلی سرخ مکھیوں کو ڈھونڈ سکیں جنہوں نے میجر راشد پر حملہ کیا تھا تاکہ وہ دوبارہ کسی اور پر حملہ نہ کر سکیں لیکن تاحال ان سرخ مکھیوں کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کہاں سے آئی تھیں اور کہاں گئی تھیں۔

”حیرت ہے۔ میجر راشد پر سرخ مکھیوں نے حملہ کیا تھا لیکن یہ سرخ مکھیاں پاکیشیا میں کہاں سے آ گئیں۔ سرخ مکھیوں کا وجود پاکیشیا میں تو کیا پورے ایشیا میں کہیں نہیں ہے۔ یہ زہریلی مکھیاں یا تو افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پائی جاتی ہیں یا پھر برازیل کے جنگلوں میں اور وہاں بھی ان کی نسل اب ناپید ہوتی جا رہی ہے کیونکہ افریقی اور برازیلی حکام جنگلوں کے گرد موجود قصبوں اور شہروں کو زہریلی سرخ مکھیوں سے بچانے کے لئے سپرے کرتے رہتے ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اخبار دوبارہ میز پر رکھا اور ایک بار پھر سلیمان کو آوازیں دینا شروع ہو گیا۔

”ہونہہ۔ کیا مصیبت ہے۔ آرام سے مجھے ناشتہ بھی نہیں کرنے دیتے ہیں آپ۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں آج حریرہ مقوی جات کا ڈبل ناشتہ کر کے باہر جاؤں گا تاکہ شہر بھر کی بلیاں ڈھونڈ کر لا سکوں۔ لیکن ابھی میں نے ناشتے کا ایک لقمہ بھی نہیں لیا کہ آپ

پھر چیخ چیخ کر مجھے آوازیں دینا شروع ہو گئے ہیں''...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔

''مجھے یہاں فون لا دو پھر آرام سے جا کر ناشتہ کرتے رہنا۔ میں تمہیں دوبارہ آواز نہیں دوں گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو عمران کی سنجیدگی دیکھ کر سلیمان بھی سنجیدہ ہو گیا۔

''حیرت ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے تو آپ ہشاش بشاش دکھائی دے رہے تھے۔ چائے پیتے ہی آپ پر سنجیدگی طاری ہو گئی ہے۔ کیوں''...... سلیمان نے کہا۔

''تم فون لاؤ۔ مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے۔ جلدی''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو سلیمان نے ایک طویل سانس لیا اور سر ہلا کر واپس چلا گیا چند لمحوں کے بعد وہ کارڈ لیس فون لے کر اندر آیا اور اس نے خاموشی سے کارڈ لیس فون عمران کو دے دیا اور چپ چاپ واپس چلا گیا۔

عمران کے چہرے پر بدستور سنجیدگی تھی۔ اس کے ذہن میں لاتعداد خیالات ابھر رہے تھے۔ اس نے فون کے نمبر پریس کئے اور فون کان سے لگا لیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

''ارے۔ عمران صاحب۔ آپ وہ بھی اتنی صبح صبح۔ بہرحال السلام علیکم''...... عمران کی آواز سن کر بلیک زیرو نے اپنے اصلی لہجے میں کہا۔

''وعلیکم السلام۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''آج کا اخبار۔ جی ہاں۔ وہی دیکھ رہا ہوں۔ کیوں خیریت۔ کوئی خاص خبر ہے کیا اخبار میں''...... بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ خاص ہی سمجھو۔ صفحہ نمبر دو پر نیچے کی طرف فارن ایجنٹ میجر راشد کی ہلاکت کی خبر چھپی ہے۔ وہ دیکھو ذرا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''فارن ایجنٹ میجر راشد۔ اوہ۔ کہیں آپ ملٹری سپیشل فورس کے ٹاپ ایجنٹ میجر راشد کی بات تو نہیں کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اسے کیا ہو گیا۔ میجر راشد اچھا بھلا تھا پھر اچانک وہ ہلاک کیسے ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ ہلاک نہیں ہوا ہے بلکہ اسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ خبر ملٹری سپیشل فورس پڑھو''...... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ میں خبر پڑھ کر آپ کو کال کرتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے عمران کے لہجے میں غصے کا عنصر دیکھ کر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران جب بھی سنجیدہ ہوتا ہے تو کسی انتہائی اہم معاملے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے کارڈلیس فون میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت اور پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ پانچ منٹ کے بعد کارڈ لیس فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور کال رسیو کا بٹن پریس کرتے ہوئے فون کان سے لگا لیا۔

"پڑھ لی ہے خبر"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں اور یہ بات میرے لئے انتہائی حیرت انگیز ہے کہ میجر راشد، سرخ مکھیوں کے کاٹنے سے ہلاک ہوا ہے جو انتہائی خطرناک اور زہریلی تھیں۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ پاکیشیا میں ایسی زہریلی سرخ مکھیاں کہاں سے آ گئی ہیں۔ ان کا تو ایشیا میں کوئی وجود ہی نہیں ہے"...... بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اسی بات نے تو مجھے بھی چونکنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر میجر راشد کسی اور طریقے سے ہلاک ہوا ہوتا تو شاید مجھے اتنی حیرت نہ ہوتی لیکن یہ سرخ مکھیاں۔ یہ میرے لئے انتہائی تعجب کی بات ہے

کہ سرخ مکھیوں نے صرف میجر راشد پر ہی حملہ کیا تھا۔ حالانکہ سرخ مکھیاں جہاں بھی ہوتی ہیں یہ تمام جانداروں پر حملہ کرتی ہیں اور جانداروں کا خون چوس کر ہی زندہ رہتی ہیں۔ اگر ویسٹرن کالونی یا پھر میجر راشد کی رہائش گاہ میں ہی کہیں سرخ مکھیاں موجود تھیں تو انہوں نے صرف میجر راشد کو ہی کیوں ہلاک کیا ہے۔ انہیں تو گھر کے باقی افراد بلکہ اردگرد کے مکینوں پر بھی حملہ کرنا چاہئے تھا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ خبر کے ایک حصے میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ میجر راشد کے سارے جسم پر زہریلی مکھیوں کے ڈنک کے نشان ہیں جبکہ وہاں سے ملنے والی مردہ سرخ مکھیوں کی تعداد بے حد کم ہے جس کا مطلب ہے کہ میجر راشد نے اپنے بچاؤ کے لئے چند مکھیوں کو تو ہلاک کر دیا تھا لیکن مکھیاں اس قدر زیادہ تھیں کہ وہ اس پر حاوی ہو گئی تھیں اور پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ میجر راشد کو ہلاک کر کے مکھیاں وہاں سے چلی بھی گئی تھیں۔ ملٹری سپیشل فورس کو ابھی تک وہاں سے کوئی زندہ سرخ مکھی نہیں ملی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ یہ سب باتیں تو اسی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ سرخ مکھیوں کو صرف میجر راشد کو ہلاک کرنے کے لئے چھوڑا گیا تھا۔ انہوں نے اپنا کام کیا اور وہاں سے نکل گئیں۔ لیکن عمران صاحب یہ سب کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ سرخ مکھیاں کسی کے کنٹرول میں تو نہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر انہیں میجر راشد کی ہلاکت کے لئے ہی

بھیجا گیا تھا تو انہوں نے کسی اور کو نقصان کیوں نہیں پہنچایا اور کہاں غائب ہو گئی ہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو مجھے وہاں جا کر دیکھنا پڑے گا کہ اصل چکر کیا ہے۔ کیا واقعی میجر راشد سرخ مکھیوں کا ہی شکار ہوا ہے یا پھر اسے کسی اور طریقے سے ہلاک کر کے جان بوجھ کر وہاں مردہ سرخ مکھیاں پھینک دی گئی ہیں تاکہ یہی کہا جا سکے کہ میجر راشد پر سرخ مکھیوں نے ہی حملہ کیا تھا اور وہ سرخ مکھیوں کے زہر سے ہی ہلاک ہوا تھا''۔عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے کل میجر راشد کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ چند روز قبل ہی اسرائیل سے ایک اہم مشن پورا کر کے لوٹا ہے اور وہاں سے اسے ایک ایسی چیز ملی ہے جو بدستور اس کے پاس ہے اور وہ اسرائیل سے ملنے والی چیز خاص طور پر مجھے دکھانا چاہتا ہے۔ میری آج اس سے ملاقات طے تھی لیکن آج ہی اس کی موت کی خبر آ گئی''...... عمران نے کہا۔

''ایسی کیا چیز تھی اس کے پاس جو وہ آپ کو دکھانا چاہتا تھا۔ کیا اس کے بارے میں اس نے کچھ بتایا تھا آپ کو''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس چیز کے بارے میں مجھے فون پر نہیں بتا سکتا اسی لئے اس نے مجھے آج ملنے کے لئے بلایا

تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ کے خیال کے مطابق میجر راشد کو اس چیز کے لئے قتل کیا گیا ہے جو وہ اسرائیل سے لایا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اگر وہ اہم چیز تھی تو اس نے وہ چیز اپنے چیف کو کیوں نہیں دی تھی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ بات میں نے بھی اس سے کہی تھی تو اس نے کہا تھا کہ اس نے اس چیز کے بارے میں ابھی کرنل درانی کو کچھ نہیں بتایا ہے۔ وہ پہلے اسرائیل سے ملنے والی چیز مجھے دکھا کر اس پر مشورہ کرنا چاہتا تھا اس کے بعد ہی وہ اس بات کا فیصلہ کرتا کہ آیا اسے وہ چیز کرنل درانی، میرا مطلب ہے کہ ملٹری سپیشل فورس کے چیف کو دینی چاہئے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا جس نے میجر راشد پر جان لیوا حملہ کیا ہے وہ اس کی رہائش گاہ سے وہ چیز لے اُڑا ہو گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ ان سب باتوں کا علم تو میجر راشد کی رہائش گاہ پر جا کر ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تم سر سلطان سے بات کرو اور ان سے کہو کہ وہ آفیشل طور پر ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی سے بات کریں اور ان

سے کہیں کہ چونکہ عمران، میجر راشد کا دوست تھا اس لئے وہ اس کی ہلاکت کی خصوصی طور پر تفتیش کرنا چاہتا ہے اس لئے اگر عمران، میجر راشد کی رہائش گاہ پر جائے تو اس سے خصوصی طور پر تعاون کیا جائے۔ میں اگر خود کرنل درانی سے بات کروں گا تو وہ میری بات نہیں مانے لگا لیکن وہ سر سلطان کی بات نہیں ٹال سکے گا۔ اس لئے سر سلطان کا اسے فون کرنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں ابھی سر سلطان سے بات کر کے ان تک آپ کا پیغام پہنچا دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرا نہیں۔ ان تک ایکسٹو کا پیغام پہنچاؤ وہ بھی ایمر جنسی طور پر''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ جیسا آپ کا حکم''...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

''اگر کرنل درانی، اس معاملے میں سر سلطان کی بھی بات ماننے سے انکار کر دے یا انہیں کسی بہانے سے ٹال دے تو تم ایکسٹو کی حیثیت سے خود کرنل درانی سے بات کرنا اور اسے حکم دینا کہ میجر راشد نے ایک دو بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کیا ہے۔ اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ میجر راشد کی ناگہانی ہلاکت کی اصل وجہ معلوم کرنے کے لئے کام کرے۔ ایکسٹو کے حکم کے سامنے کرنل درانی انکار کر ہی نہیں سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر کرنل درانی نے سر سلطان کی بات نہ مانی تو پھر ایکسٹو ہی اس سے بات کرے گا اور ایکسٹو کو علم ہے کہ کرنل درانی کو کیسے ڈیل کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''گڈ شو۔ سر سلطان سے جب بات ہو جائے اور ان کی طرف سے جواب آ جائے تو مجھے بتا دینا۔ میں تب تک فلیٹ میں ہی ہوں''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے فون کی ٹون بحال کی اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع ہو گیا۔

''یس ٹائیگر سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... ٹائیگر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم ابھی اور اسی وقت میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ تمہیں میرے ساتھ ایک جگہ جانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں پندرہ منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی عادت نہیں تھی کہ وہ عمران سے پوچھتا کہ وہ اسے کیوں بلا رہا ہے اور اسے عمران کے ساتھ کہاں جانا ہے۔ وہ عمران کی ہر بات کو حکم کا درجہ دیتا تھا اور اس کے ہر حکم پر بلا چوں چرا کئے عمل کرتا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کا جواب سن کر رابطہ ختم کیا اور فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ ٹرالی پر عمران کے لئے ناشتہ

تھا۔

"صاحب۔ اگر آپ کی سنجیدگی میں تھوڑی سی کمی آئی ہو تو ناشتہ ضرور کر لیجئے گا۔ یہ سارا ناشتہ بنایا تو میں نے اپنے لئے تھا لیکن آپ کی سنجیدگی دیکھ کر میں ڈر گیا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ ڈرے ہوئے انسان کے حلق سے ایک نوالہ تو کیا پانی کا ایک قطرہ تک نہیں اترتا۔ اس لئے میں یہ سب کچھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ آپ ناشتہ کر لیں گے تو میرا ڈر قدرے کم ہو جائے گا اور پھر میں اس سے زیادہ مقوی ناشتہ بنا کر آرام سے کر لوں گا"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آج پتہ چلا ہے کہ تم میری سنجیدگی سے ڈرتے ہو۔ اب میں کوشش کروں گا کہ میں تمہارے سامنے سنجیدہ ہی رہا ہوں۔ اور کچھ نہیں تو تم میری سنجیدگی دیکھ کر مجھ سے سابقہ تنخواہوں کا مطالبہ تو نہیں کرو گے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ تنخواہ دینے کے معاملے میں جب آپ میرے سامنے سنجیدہ ہونے کی کوشش کریں گے تو پھر میں بھی سنجیدہ ہو جایا کروں گا اور آپ جانتے ہیں کہ میں جب سنجیدہ ہوتا ہوں تو پھر آپ کو ہی رنجیدہ ہونا پڑتا ہے"...... سلیمان نے عمران کا موڈ بحال ہوتے دیکھ کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"تمہیں سنجیدہ دیکھ کر مجھے رنجیدہ ہونا پڑتا ہے۔ کیا مطلب۔ تمہاری سنجیدگی سے میری رنجیدگی کا کیا تعلق"...... عمران نے حیران

ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی سلیمان کی بات نہ سمجھ سکا ہو۔

"مجھے رقم کی جب جب ضرورت پڑتی ہے تو میں سنجیدگی سے آپ کی چھپائی ہوئی ساری رقم حاصل کر لیتا ہوں چاہے رقم آپ نے جوتوں کے ڈبوں میں چھپائی ہوئی ہو یا پھر اپنی پرانی جرابوں میں۔ میری سنجیدگی سے نکالی ہوئی رقم جب آپ کو نہیں ملتی تو ظاہر ہے آپ کو رنجیدہ ہی ہونا پڑتا ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اسے سنجیدگی نہیں چوری کہتے ہیں پیارے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ چوری کرنے والے اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتے۔ میں تو آپ کی چھپائی ہوئی رقم جہاں جہاں سے نکالتا ہوں وہاں باقاعدہ ایک پرچی پر اپنا نام لکھ دیتا ہوں اور ساتھ یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ اس جگہ سے مجھے کتنی رقم ملی ہے اور میں نے وہ رقم اپنی کس ماہ کی تنخواہ میں وصول کی ہے"...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یعنی تم ایسے چور ہو جو اپنے پیچھے اپنا نام و پتہ بھی لکھ کر چھوڑ جاتے ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کو تو شکر کرنا چاہئے کہ میں پرچی پر لے جانے والی رقم بھی لکھ دیتا ہوں ورنہ میری تنخواہیں ادا کرتے کرتے آپ تو کیا آپ کی نسلیں بھی بوڑھی ہو جائیں گی تب بھی میرا حساب بے باق

نہیں ہوگا''...... سلیمان نے کہا۔

''جس روز میں نے تمہاری گردن دبا دی تو سارے حساب کتاب خود بخود بے باق ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ پھر تو مجھے جو مل گیا ہے اسے ہی مالِ غنیمت سمجھ کر یہاں سے بھاگ جانا چاہئے۔ کسی دن آپ نے مجھے ہلاک کرنے کا پروگرام بنا لیا تو میرے سارے خفیہ اکاؤنٹ مختلف ٹرسٹوں میں چلے جائیں گے''...... سلیمان نے بوکھلا کر کہا تو عمران اس کے انداز پر ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں ناشتہ کرنا شروع ہو گیا۔ ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد ٹائیگر اس کے سامنے تھا۔

''اگر پانچ منٹ پہلے آ جاتے تو جس طرح سلیمان نے اپنا بچا کھچا ناشتہ مجھے دیا تھا ایسے ہی میں اپنا بچا کھچا ناشتہ تمہیں دے دیتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ میں ناشتہ کر کے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے جواباً مسکرا کر کہا۔

''اچھی بات ہے کہ دنیا میں ابھی تک تم جیسے خود غرض، مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ خود دار افراد موجود ہیں۔ ایک میں ہی بے چارہ ہوں جو اپنے ہاتھوں اپنی دولت لٹانے کے باوجود ادھار کے ہی ناشتے کرتا پھرتا ہوں''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''آپ شاید سلیمان کی بات کر رہے ہیں جو آپ کو حیلے

بہانوں سے اینٹھتا بھی رہتا ہے اور آپ کو چائے بھی یہ کہہ کر پلاتا ہے کہ وہ دودھ، پتی اور چینی ادھار لاتا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ تمہارا بھلا کرے۔ ایک تم ہی تو ہو جو میری حقیقت جانتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر میز پر پڑا ہوا کارڈ لیس فون اٹھایا اور کال رسیو بٹن پریس کر کے اس نے فون کان سے لگا لیا۔

''لیس علی عمران ایم ایس ڈی، ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم سر''...... عمران نے ٹائیگر کے سامنے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کے پاس کوئی ہے۔

''میری سر سلطان سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے کرنل درانی سے بھی بات کر لی ہے۔ سر سلطان نے کرنل درانی سے بات کرنے کے بعد مجھے کال کی تھی اور انہوں نے بتایا ہے کہ کرنل درانی بھی میجر راشد کی ناگہانی ہلاکت پر بے حد پریشان ہے۔ میجر راشد ملٹری سپیشل فورس کا انتہائی ذہین، با صلاحیت اور تیز ترین ایجنٹ تھا۔ کرنل درانی کو بھی اس بات پر یقین نہیں ہے کہ میجر راشد پر سرخ

مکھیوں کا حملہ اتفاقیہ ہوا تھا۔ اسے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ میجر راشد کو باقاعدہ پلاننگ سے ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ خود اس معاملے کی تحقیقات کر رہا ہے اور اس نے سر سلطان سے کہا ہے کہ اگر عمران یا چیف ایکسٹو اس کی مدد کے لئے کسی کو بھیج دیں گے تو وہ اس سے مکمل تعاون کرے گا''...... ایکسٹو نے کہا۔

''اوہ۔ گڈ۔ میں وہاں جانے کے لئے تیار ہوں۔ میرے ساتھ ٹائیگر ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہم میجر راشد کی رہائش گاہ میں جا کر جب تحقیقات کریں گے تو ہمیں وہاں کوئی نہ کوئی ایسا سراغ ضرور مل جائے گا جس سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ میجر راشد اتفاقی حادثے سے ہلاک نہیں ہوا ہے بلکہ اسے باقاعدہ منصوبہ بندی سے قتل کیا گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اوکے۔ تم وہاں چلے جاؤ اور سر سلطان نے میرے کہنے پر ویسٹرن کالونی کی چیک پوسٹس پر بھی پیغام پہنچا دیا ہے۔ وہاں تم ایکسٹو کا نام لو گے تو تمہیں بغیر کسی چیکنگ کے جانے دیا جائے گا اور وہ بھی تم سے مکمل تعاون کریں گے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یہ آپ نے اچھا کیا ہے چیف کہ آپ نے ویسٹرن کالونی کی چیک پوسٹس پر بھی پیغام پہنچا دیا ہے ورنہ وہاں کی چیکنگ میں ہمارا وقت برباد ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''وہاں تحقیقات مکمل کر کے مجھے رپورٹ کرنا''...... ایکسٹو نے

کہا۔

''یس چیف۔ اگر مجھے وہاں سے کچھ ملا تو میں آپ کو رپورٹ کر دوں گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ایکسٹو نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے کارڈ لیس فون کان سے ہٹا کر اس کا ایک بٹن پریس کیا اور پھر اس نے فون میز پر رکھ دیا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''تم یہیں رکو۔ اگر چائے پینی ہے تو سلیمان کو بلا کر اس سے منگوا لو۔ تب تک میں لباس چینج کر کے آتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے نکل کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کشمشی سوٹ پہنے باہر آ رہا تھا جس سے نہ صرف اس کی شخصیت انتہائی باوقار ہو گئی تھی بلکہ وہ انتہائی بردبار اور سنجیدہ مزاج بھی دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر لباس کے انتخاب پر دل ہی دل میں عمران کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

''چلیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ فلیٹ سے نکلتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں عمران ٹائیگر سمیت اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں ویسٹرن کالونی کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔

ویسٹرن کالونی چونکہ شہر سے الگ تھلگ علاقے میں بنائی گئی تھی اس لئے اس طرف جانے والی ایک سڑک ایسی تھی جس کے دونوں اطراف درختوں کی بہتات تھی۔ یہ درخت ایسے تھے جو اوپر سے بے حد پھیلے ہوئے تھے اور ان درختوں کی شاخیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں۔

سڑک کی ایک جانب چھوٹا سا پہاڑی سلسلہ تھا جبکہ دوسری جانب طویل میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس سڑک پر خاکی رنگ کی ایک فوجی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑی جا رہی تھی۔ اس جیپ میں پانچ افراد موجود تھے جن میں سے ایک مین چیک پوسٹ پر رات کو ڈیوٹی دینے والا کیپٹن شاہد سوار تھا اور اس کے ساتھ باقی چار افراد وہ تھے جو رات کے وقت اس کے ساتھ چیک پوسٹ پر ڈیوٹی دیتے تھے۔

کیپٹن شاہد کو خاص طور پر ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی نے بلایا تھا جو اس وقت ویسٹرن کالونی کے ایف بلاک میں میجر راشد کی کوٹھی میں موجود تھا۔

کرنل درانی نے اسے فون کر کے فوری طور پر میجر راشد کی رہائش گاہ میں پہنچنے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ہی اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ رات کے وقت اس کے ساتھ جو مسلح افراد موجود تھے انہیں بھی اپنے ساتھ لے آئے۔

میجر راشد حیران تھا کہ ملٹری سپیشل فورس کا چیف میجر راشد کی رہائش گاہ پر کیا کر رہا تھا اور اسے ایسی کون سی ضرورت آن پڑی تھی کہ اس نے چیک پوسٹ کے مسلح افراد کو بھی ساتھ لے کر اسے میجر راشد کی رہائش گاہ پر پہنچنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی یہ حیرت اس وقت ختم ہو گئی جب اس نے اپنی رہائش گاہ میں آنے والے اخبار میں میجر راشد کی ناگہانی موت کی خبر پڑھی اور وہ سمجھ گیا کہ اسے کس سلسلے میں بلایا جا رہا ہے۔ گو کہ میجر راشد کی ہلاکت میں ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ کرنل درانی کے حکم پر فوراً اس کے پاس جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا تھا۔

جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ کیپٹن شاہد کے ہاتھوں میں تھی۔ چاروں فوجی جوان جیپ کے عقبی حصے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیپٹن شاہد نے ایک موڑ پر جیسے ہی جیپ موڑی اس نے فوراً بریک پیڈل

دبا دیا۔ جیپ کے ٹائر روڈ پر جم سے گئے لیکن چونکہ جیپ کی رفتار تیز تھی اس لئے بریک لگنے کے باوجود جیپ سڑک پر سیاہ رنگ کی لکیریں کھینچتی ہوئی گھسٹتی چلی گئی۔ موڑ سے کچھ فاصلے پر سڑک پر ایک درخت گرا ہوا تھا جس سے سڑک بلاک ہوگئی تھی۔ کیپٹن شاہد کی جیپ سڑک پر گرے ہوئے درخت کے بے حد نزدیک جا کر رکی تھی۔

''یہ کیا۔ یہ درخت یہاں کیسے گر گیا''...... کیپٹن شاہد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں واقعی اپنے آپ تو یہ درخت نہیں گر سکتا اور نہ ہی پچھلے چوبیس گھنٹوں میں یہاں ایسی کوئی آندھی آئی تھی جو اس درخت کو گرا سکے''...... پیچھے بیٹھے ہوئے ایک فوجی جوان نے کہا۔

''جاؤ دیکھو جا کر اور ہٹاؤ اسے یہاں سے''...... کیپٹن شاہد نے منہ بنا کر کہا تو چاروں جوان فوراً جیپ سے اتر کر جیپ کے آگے سڑک پر پڑے ہوئے درخت کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ کیپٹن شاہد جیپ میں ہی رک گیا تھا۔ جیپ کا انجن بدستور چل رہا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح بیٹھا رہا پھر وہ جیپ سے نکل کر باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ جیپ سے نکلا اسی لمحے اچانک درخت کے اوپر سے ایک سیاہ پوش رسی سے الٹا لٹک کر تیزی سے نیچے آیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں رسی سے بندھی ہوئی تھیں جبکہ اس کے دونوں ہاتھ آزاد تھے۔ سیاہ پوش کے ہاتھوں پر سفید رنگ کے دستانے چڑھے

ہوئے تھے اور اس کے ایک ہاتھ میں ایک رومال بھی نظر آ رہا تھا۔ وہ رسی سمیت تیزی سے کیپٹن شاہد کے عین سر کی طرف آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ کیپٹن شاہد کو اپنے اوپر کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا الٹے لٹکے ہوئے سیاہ پوش نے اچانک جھپٹ کر کیپٹن شاہد کا منہ اور اس کی گردن کو پکڑ لیا۔

اس کے ہاتھ میں موجود رومال کیپٹن شاہد کے منہ پر جم گیا تھا۔ جیسے ہی سیاہ پوش نے کیپٹن شاہد کا منہ اور اس کی گردن پکڑی اسی لمحے اوپر سے جیسے کسی نے تیزی سے رسی کھینچنا شروع کر دی اور کیپٹن شاہد سیاہ پوش کے ہاتھوں میں جکڑا بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چونکہ فوجی جوانوں کی توجہ گرے ہوئے درخت پر تھی اس لئے انہوں نے ابھی تک پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی انہیں اس بات کا احساس ہوا تھا کہ کیپٹن شاہد کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کیپٹن شاہد سیاہ پوش کے ہاتھوں میں لٹکتا ہوا گھنے درخت میں پہنچ گیا اور درختوں کے پتوں اور شاخوں میں گم ہوتا چلا گیا۔

سڑک پر موجود چاروں جوانوں نے زور لگا کر درخت سڑک سے ہٹا کر کنارے پر کر دیا اور پھر وہ سب ہاتھ جھاڑتے ہوئے واپس جیپ کی طرف آ گئے۔

''ارے۔ یہ کیپٹن صاحب کہاں چلے گئے''...... ایک فوجی نے حیرت بھری نظروں سے جیپ کی خالی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''پتہ نہیں۔ ابھی تو یہیں تھے''...... دوسرے فوجی نے کہا اور پھر وہ سب دائیں بائیں موجود درختوں کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے ایک درخت کے پیچھے سے کیپٹن شاہد نکل کر باہر آ گیا۔ وہ درخت کے پیچھے سے نکلتا ہوا اپنی پتلون کی زپ ٹھیک کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ان چاروں کے چہروں پر اطمینان آ گیا۔

''میں اس طرف پیشاب کرنے کے لئے گیا تھا''...... کیپٹن شاہد نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کیپٹن شاہد اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جیپ کا انجن اسٹارٹ تھا اس نے اطمینان بھرے انداز میں جیپ آگے بڑھا دی۔

''سمجھ میں نہیں آیا کہ درخت یہاں گر کیسے گیا۔ درخت کا نچلا حصہ باقاعدہ کسی آری سے کاٹا گیا تھا''...... ایک فوجی نے کہا۔

''شاید کسی نے یہاں سے درخت چوری کرنے کے لئے کاٹا ہو۔ درخت کٹ کر سڑک پر گر گیا ہو۔ اس سے پہلے کہ درخت کاٹنے والا سڑک سے درخت اٹھا کر لے جاتا ہماری جیپ کے انجن کی آواز سن کر وہ درختوں میں چھپ کر بیٹھ گیا ہو تاکہ جب ہم یہاں سے گزر جائیں تو وہ اطمینان سے وہاں سے درخت کے مزید ٹکڑے کر کے لے جائے''...... کیپٹن شاہد نے کہا۔

''لیکن پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا اور پھر یہاں ایسی کوئی آبادی بھی تو نہیں ہے کہ کسی کو درخت کاٹ کر لکڑیوں کی ضرورت پڑ

جائے''...... ایک فوجی نے کہا۔

''چھوڑو۔ ایک ہی درخت تھا۔ وہ کیسے کٹا، کس نے کاٹا اور کیوں کاٹا ہمیں اس سے کیا''...... کیپٹن شاہد نے منہ بنا کر کہا تو چاروں فوجیوں نے اس کی تقلید میں اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ویسٹرن کالونی کی ابتدائی چیک پوسٹ کے پاس پہنچ گئے۔ چیک پوسٹ پر اس وقت دوسرے آفیسر اور مسلح افراد کی ڈیوٹی تھی اور وہ انہیں بخوبی جانتے تھے اس لئے انہوں نے ان کے آگے جانے کے لئے ہرڈل ہٹا دیئے تھے۔

کیپٹن شاہد جیپ روکے بغیر آگے لے گیا اور پھر اس نے جیپ ایف بلاک کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ ایف بلاک کی بھی چیک پوسٹ پر اسے زیادہ دیر نہ رکنا پڑا تھا۔ وہاں بھی ان کی جان پہچان کے افراد موجود تھے۔ کیپٹن شاہد نے اس چیک پوسٹ کے آفیسر کو جب بتایا کہ ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی نے انہیں فوری طور پر ہلاک ہونے والے میجر راشد کی رہائش گاہ پر بلایا ہے تو انہوں نے بھی انہیں آسانی سے آگے جانے کی اجازت دے دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد کیپٹن شاہد جیپ میجر راشد کی رہائش گاہ کے گیٹ کے باہر روک رہا تھا جہاں پہلے سے ہی فوجی اور سرکاری گاڑیاں موجود تھیں۔ رہائش گاہ کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور رہائش گاہ میں بے شمار فوجی وردیوں میں ملبوس افراد دکھائی دے رہے تھے۔

کیپٹن شاہد نے جیپ سڑک کی سائیڈ پر لگائی اور اس کا انجن بند کرتا ہوا اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی چاروں فوجی بھی جیپ سے نکل آئے۔

''تم یہیں رکو۔ میں کرنل صاحب سے بات کر کے آتا ہوں۔ اگر انہیں تمہاری ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بلا لوں گا''...... کیپٹن شاہد نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کیپٹن شاہد اپنی پتلون اونچی کرتا ہوا کھلے ہوئے گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ کے باہر دو مسلح فوجی کھڑے تھے۔

''رکو۔ اپنی شناخت کراؤ''...... ایک فوجی نے کڑک کر کہا تو کیپٹن شاہد نے جیب سے اپنا مخصوص کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''مجھے کرنل درانی نے بلایا ہے''...... کیپٹن شاہد نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم اندر چلے جاؤ۔ کرنل صاحب تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں''...... اس فوجی نے اسے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شاہد نے اس سے کارڈ لے کر اپنی جیب میں ڈالا اور پھر بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا رہائش گاہ کے اندر داخل ہو گیا۔ کرنل درانی رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا جہاں اس کے ساتھ دوسرے سرکاری آفیسرز بھی موجود تھے۔ کیپٹن شاہد نے ان کے پاس جا کر انہیں سیلوٹ کیا۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا سر''...... کیپٹن شاہد نے کرنل درانی کے

سامنے آ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو''...... کرنل درانی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں مین چیک پوسٹ کا انچارج ہوں جناب۔ رات کو میری ہی چیک پوسٹ پر ڈیوٹی تھی''...... کیپٹن شاہد نے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کیا تم اپنے باقی ساتھیوں کو بھی لائے ہو جو تمہارے ساتھ رات کی ڈیوٹی کر رہے تھے''...... کرنل درانی نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ باہر کھڑے ہیں سر''...... کیپٹن شاہد نے جواب دیا۔

''اوکے۔تم باہر جا کر انتظار کرو۔ میں یہاں ضروری بات کر رہا ہوں۔ بعد میں تم سے بات کروں گا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''یس سر۔ جیسا آپ کا حکم سر''...... کیپٹن شاہد نے کہا اور اس نے ایک بار پھر کرنل درانی کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کمرے سے باہر آ کر وہ بجائے مین گیٹ کی طرف جانے کے دائیں طرف موجود ایک راہداری میں مڑتا چلا گیا۔ راہداری میں بھی کئی فوجی موجود تھے۔ اس نے بھی چونکہ فوجی وردی پہن رکھی تھی اس لئے کوئی اس پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔

کیپٹن شاہد بڑے لاپرواہانہ انداز میں آہستہ آہستہ راہداری میں بڑھا جا رہا تھا اور پھر وہ راہداری کے آخری حصے میں موجود ایک کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گیا۔ اس نے پلٹ کر راہداری میں موجود فوجیوں کو دیکھا پھر اس نے کمرے کے دروازے کا ہینڈل پکڑا اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ دروازہ لاک کئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

''آؤ عمران۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... کرنل درانی نے عمران کو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ سٹنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر صوفے سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ کرنل درانی چونکہ عمران کو بخوبی جانتے تھے اس لئے عمران کو دیکھتے ہی ان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی تھی۔

''کھانا ختم تو نہیں ہوا ابھی''...... عمران نے کرنل درانی کے قریب آ کر بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

''کھانا۔ کیا مطلب۔ کیسا کھانا''...... کرنل درانی نے چونک کر کہا۔

''وہ میں نے سنا ہے کہ یہاں میجر راشد کی شادی کی تقریب ہو رہی ہے جس میں شرکت کے لئے آپ سمیت بڑے بڑے سرکاری افسر بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ شادی کی تقریب میں

نکاح کے بعد چھوہارے بٹتے ہیں اور پھر لڑکی والے دولہے والوں کی آؤ بھگت کرنے کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک لوازمات پیش کرتے ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو کرنل درانی کا بے اختیار منہ بن گیا۔

''یہاں شادی کی تقریب نہیں ہو رہی ہے۔ میجر راشد ہلاک ہوا ہے اس سلسلے میں یہاں کارروائی ہو رہی ہے''...... کرنل درانی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہاں میجر راشد کا سوئم منایا جا رہا ہے۔ سوئم میں بھی تو کھانا دیا جاتا ہے نا۔ ہمارے لئے کچھ بچا ہے یا وہ سب کچھ آپ ہڑپ کر گئے ہیں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ میں بے حد سنجیدہ ہوں''...... کرنل درانی نے منہ بنا کر کہا وہ عمران کی ان مخصوص عادتوں کو جانتا تھا لیکن اس ماحول میں اسے عمران کا اس طرح پیش آنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

''کھانا کھانے کے لئے میں بھی بے حد سنجیدہ ہوں۔ دیکھ لیں میرے چہرے پر اگر آپ کو ذرا سی بھی حماقت لٹکتی۔ اوہ۔ ایک تو یہ ہر وقت نجانے کیوں زبان پھسل جاتی ہے۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ دیکھ لیں کہ آپ کو میرے چہرے پر کہیں سے حماقت ٹپکتی ہوئی دکھائی تو نہیں دے رہی۔ میں نے اپنی حماقتوں کو چھپانے کے لئے

ہی اس قدر قیمتی سوٹ پہنا ہے اور سپیشل میک اپ کرایا ہے تاکہ کسی کو میری حماقتوں کا علم نہ ہو سکے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کا فون آیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میجر راشد کی ہلاکت کے لئے یہاں تحقیقات کرنا چاہتی ہے''...... کرنل درانی نے سر جھٹک کر عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''چاہتی ہے مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے کہ آپ مجھے بخوبی جانتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ میں مونث نہیں بلکہ مذکر ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم یہاں انوسٹی گیشن کرنا چاہتے ہو کہ میجر راشد کیسے ہلاک ہوا ہے''...... کرنل درانی نے ایک بار پھر سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ مجھے اور میرے ساتھی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کا وعدہ کریں تو میں آپ کے حصے کا یہ کام بھی کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میرے حصے کا کام۔ میرے حصے کا کون سا کام کرو گے تم''۔ کرنل درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہی جو آپ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ میجر راشد کی ہلاکت طبعی ہوئی ہے یا کہ غیر طبعی''...... عمران نے کہا۔

"کیا حماقت ہے۔ میجر راشد سرخ مکھیوں کا شکار ہوا ہے۔ اس کی ہلاکت طبعی کیسے ہو سکتی ہے"...... کرنل درانی نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ چلیں میں آپ کو یہ بتا دوں گا کہ سرخ مکھیاں کہاں سے آئی تھیں اور انہوں نے میجر راشد پر ہی حملہ کیوں کیا تھا"۔ عمران نے کہا تو کرنل درانی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ سرخ مکھیاں کہاں سے آئی تھیں اور انہوں نے میجر راشد کو کیوں ہلاک کیا تھا"...... کرنل درانی نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"جی ہاں۔ آخر میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں۔ کوئی ایرا غیرا اور نتھو خیرا نہیں"...... عمران نے سینہ پھلا کر کہا تو کرنل درانی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو بتاؤ۔ کہاں سے آئی تھیں سرخ مکھیاں اور انہوں نے یہاں صرف میجر راشد پر ہی کیوں حملہ کیا تھا"...... کرنل درانی نے کہا۔

"جس طرح شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہوتا ہے اور وہ وہاں مل بیٹھ کر رہتی ہیں اور اپنے لئے شہد اکٹھا کرتی ہیں اسی طرح سرخ مکھیوں کا بھی ایک بڑا سا چھتہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے چھتے میں شہد تو اکٹھا نہیں کرتیں کیونکہ ان مکھیوں میں شہد نہیں بلکہ زہر ہوتا ہے لیکن وہ بھی شہد کی مکھیوں کی طرح ایک ساتھ رہنا پسند کرتی ہیں۔ وہ اپنے چھتے سے نکل کر آئی تھیں اور انہوں نے میجر راشد پر حملہ کر دیا۔ اب رہی بات کہ سرخ مکھیوں نے میجر راشد پر ہی کیوں حملہ کیا تھا تو اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ انہیں میجر راشد کی رگوں میں دوڑتا ہوا سرخ سرخ خون بے حد پسند آیا ہو گا جو یقیناً میٹھا خون ہو گا۔ دوسرے افراد کی رگوں میں ہو سکتا ہے کہ کڑوا خون ہو اس لئے انہوں نے میٹھے خون پر اکتفا کیا ہو گا اور میجر راشد کا خون چوس کر اور اس کے جسم میں زہر بھر کر نکل گئی ہوں گی"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل درانی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"میرے خیال میں تمہارے پاس آ کر میں نے غلطی کی ہے۔ تم جاؤ اور جو انویسٹی گیشن کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ یہاں موجود تمام افراد تمہارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے"...... کرنل درانی نے کہا۔

"تو کیا آپ مجھ سے تعاون نہیں کریں گے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل کروں گا۔ میجر راشد کے بارے میں تم جو پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا"...... کرنل درانی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ میں سمجھا کہ آپ مجھے اور میرے ساتھی کو کھانا کھلانے کا تعاون کرنے کا کہہ رہے ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے کرنل درانی کی بات سن کر بے حد مایوسی ہوئی ہو۔

"اگر کچھ پوچھنا ہے تو پوچھو ورنہ میں چلتا ہوں"...... کرنل درانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ حقیقت میں عمران کی احمقانہ

باتیں سن کر بری طرح سے زچ ہو گیا تھا۔

''جہاں آپ چلیں گے وہاں مجھے بھی ساتھ لے چلیں ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے پرائیویٹ میں کچھ پوچھ لوں''...... عمران نے کہا تو کرنل درانی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے علیحدگی میں پوچھنا چاہتے ہو''۔ کرنل درانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں اور میرے خیال میں آپ سے مقامی زبان میں بات کی ہے کسی قدیم اور متروک زبان میں نہیں کی جو آپ کو سمجھ نہ آئی ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ۔ کسی کمرے میں چلتے ہیں۔ وہاں تم اور میں ہوں گے اور کوئی نہیں''...... کرنل درانی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے کرنل درانی کے ساتھ چلنے سے پہلے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف''...... ٹائیگر نے مستعدی سے کہا۔

''اس ساری کالونی میں ہر رہائش گاہ کے باہر میں نے شارٹ سرکٹ کیمرے لگے ہوئے دیکھے ہیں۔ تم فوراً جاؤ اور اردگرد کے مکینوں بلکہ ہو سکے تو پورے بلاک کی رہائش گاہوں میں جاؤ اور ان سب سے رات کے فوٹیج حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ہو سکتا ہے کہ شارٹ سرکٹ کیمروں سے اس بات کا پتہ چل جائے کہ

سرخ مکھیاں یہاں کیسے اور کہاں سے آئی تھیں''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر کرنل درانی بری طرح سے چونک پڑا۔

''گڈ آئیڈیا۔ میں نے تو اس پوائنٹ پر سوچا ہی نہیں تھا۔ واقعی اگر اس رہائش گاہ اور اس گھر کے اردگرد کی رہائش گاہوں کے شارٹ سرکٹ کیمروں کی فوٹیج حاصل کر لی جائیں تو ان سے پتہ چل سکتا ہے کہ سرخ مکھیاں یہاں کیسے آئی تھیں اور وہ اب کہاں ہیں۔ گڈ شو۔ یو آر سو جینئیس۔ رئیلی یو آر ویری جینئیس۔ مگر یہ آئیڈیا میرے دماغ میں کیوں نہیں آیا''...... کرنل درانی نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے اور پھر خود سے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کے دماغ میں یہ آئیڈیا آ گیا ہوتا تو آپ کی جگہ میں اور میری جگہ آپ کھڑے ہوتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ تمہارے مقابلے میں میرا دماغ کم ہے اور میں ایسی باتیں نہیں سوچ سکتا''...... کرنل درانی نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''آپ ملٹری سپیشل فورس کے سربراہ ہیں۔ آپ کے دماغ میں یہ بات پہلے آ جانی چاہئے تھی۔ پھر آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا''...... عمران نے کرنل درانی کی جانب طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں ملٹری سپیشل فورس کا سربراہ ہوں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ کیا میں انسان نہیں ہوں۔ میجر راشد میرا سپیشل ایجنٹ تھا اور وہ

میرا دوست بھی تھا۔ اپنے دوست کی ناگہانی ہلاکت نے مجھے اندر تک ہلا رکھا ہے۔ اس لئے شاید مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں رہا تھا کہ شارٹ سرکٹ کیمروں کی مدد سے وہ فوٹیج حاصل کی جا سکتی ہیں جن سے اس بات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ سرخ مکھیاں یہاں کیسے آئی تھیں''...... کرنل درانی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''بہرحال آئیں۔ مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں پوچھنی ہیں اور ٹائیگر تم جاؤ اور جا کر اپنا کام کرو''...... عمران نے پہلے کرنل درانی سے اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو بدستور وہیں کھڑا تھا۔ عمران کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل درانی، عمران کو لے کر ایک الگ کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ بھی سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ کرنل درانی ایک صوفے پر بیٹھ گیا تو عمران اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہاں پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم مجھ سے''...... کرنل درانی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سب سے پہلے یہ بتائیں کہ میجر راشد کا جسد خاکی کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا پوسٹ مارٹم کرانا ضروری تھا تاکہ پتہ چل سکے کہ اس کی ہلاکت رات کو کس وقت ہوئی تھی۔ اس لئے اسے سی ایم ایچ بھیج دیا گیا ہے''...... کرنل درانی نے کہا۔

''اور وہ سرخ مکھیاں کہاں ہیں جو میجر راشد کے کمرے میں مری ہوئی پائی گئی تھیں''...... عمران نے پوچھا۔ اس کے چہرے پر اب چٹانوں جیسی ٹھوس سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

''انہیں بھی ٹیسٹ کے لئے لیبارٹری بھیج دیا گیا ہے تاکہ پتہ چلایا جا سکے کہ وہ کس نسل کی مکھیاں ہیں اور ان میں ایسا کون سا زہر بھرا ہوا ہے جس سے انسان ہلاک ہو جائے''...... کرنل درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس لیبارٹری میں بھیجا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سپیشل فرانسک لیبارٹری میں''...... کرنل درانی نے کہا۔

''او کے۔ اب یہ بتائیں کہ میجر راشد چند روز قبل اسرائیل میں کون سا مشن پورا کر کے آیا ہے''...... عمران نے کرنل درانی کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر کرنل درانی یوں اچھل پڑا جیسے عمران نے اس کے سر پر ہتھوڑا دے مارا ہو۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... کرنل درانی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''وہی جو آپ سن رہے ہیں۔ بتائیں۔ کس مشن پر گیا تھا میجر راشد اور اس کے ساتھ کون کون تھا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''حیرت ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میجر راشد کسی اسرائیلی مشن پر گیا ہوا تھا حالانکہ ہمارا یہ مشن انتہائی ٹاپ سیکرٹ تھا

جس کے بارے میں سوائے میرے، میجر راشد اور ان افراد کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ سب کہاں اور کیوں گئے تھے''...... کرنل درانی نے بدستور عمران کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کرنل درانی ایک بار پھر چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

''یہ تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو''...... کرنل درانی نے عمران کا سرد لہجہ سن کر حیرت اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں اس وقت یہاں ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے موجود ہوں کرنل درانی اور میں تم سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دو''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا تو ایکسٹو کا سن کر کرنل درانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ ایکسٹو کا رتبہ جانتا تھا۔ ایکسٹو کے سامنے آتے ہی پاکیشیا کا صدر بھی اس کے احترام کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا پھر بھلا کرنل درانی کی کیا حیثیت تھی کہ وہ ایکسٹو کا حوالہ سن کر عمران کے سامنے چوں چرا کرتا۔

''ہمیں اطلاع ملی تھی کہ اسرائیل، بلگارنیہ پر حملہ کرنے کی انتہائی خفیہ طور پر تیاری کر رہا ہے اور حملے سے پہلے وہ اپنی سرحدی پٹی پر ایک ایسا میزائل اسٹیشن بنا رہا ہے جہاں سے وہ بلگارنیہ پر ڈائریکٹ میزائل فائر کر سکے۔ اس بات کی اطلاع مجھے بلگارنیہ کے

کرنل ڈی نے دی تھی۔ اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اس سلسلے میں کچھ کروں اور کسی طرح سے اسرائیل کو سرحدی پٹی پر میزائل اسٹیشن بنانے سے روکوں اور اگر وہ نہ رکیں تو پھر میں اپنے طور پر اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دوں تاکہ اسرائیل اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے''...... کرنل درانی نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت ابھر آئی۔

''کرنل ڈی نے تمہیں کال کیا تھا۔ کیوں۔ اس کے پاس تو ایک سے بڑھ کر ایک ایجنٹ ہیں۔ میجر پرمود جسے ڈی فورٹین کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ لیڈی بلیک تمثیلہ، وہائٹ شارک آفتاب سعید، کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق جیسے ذہین ایجنٹوں کے ہوتے ہوئے کرنل ڈی نے اسرائیلی میزائل اسٹیشن تباہ کرنے کے لئے تم سے کیوں کہا تھا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ سب بلگارنیہ کے ایک ہسپتال میں موت و زیست کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم سے پہلے وہی اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیل پہنچے تھے لیکن اسرائیلی فورس کو کسی طرح ان کے وہاں آنے کا علم ہو گیا تھا۔ وہ سب ایک فلسطینی تنظیم گولڈن ہاک کے سربراہ ابوسفیان کے ساتھ ایک قصبے میں موجود تھے۔ قصبے کے کسی فرد یا پھر شاید فلسطینی گروپ کے کسی آدمی نے ان سے غداری کرتے ہوئے ان کی مخبری کر دی تھی۔ اس مخبری پر اسرائیلی فورس فوراً حرکت میں آ گئی تھی اور انہوں نے قصبے میں گن شپ ہیلی

کاپٹروں اور طیاروں کا اسکوارڈ روانہ کر دیا جنہوں نے اس قصبے کو مکمل طور پر تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی قصبے کی جس رہائش گاہ میں تھے وہاں بھی گن شپ ہیلی کاپٹروں اور فائٹر طیاروں نے اس قدر میزائل فائر کئے تھے کہ وہ رہائش گاہ مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی لیکن چونکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں چھپے ہوئے تھے جس کی چھت کنکریٹ کی بنی ہوئی تھی اس لئے وہ ان میزائلوں کے ڈائریکٹ حملے سے بچ گئے تھے لیکن چھت کا ایک حصہ ٹوٹ کر ان پر گر گیا تھا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ ان کے ساتھ ابو سفیان بھی تھا جو چھت گرنے کے باوجود زخمی ہونے سے بچ گیا تھا۔ تہہ خانے میں ایک خفیہ سرنگ تھی۔ ابو سفیان ان سب کو زخمی حالت میں اس سرنگ سے نکال کر دوسرے قصبے میں لے گیا تھا چونکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی حالت بے حد خراب تھی اور ان کا وہاں علاج ناممکن تھا اس لئے ابو سفیان نے ان سب کو خفیہ راستوں سے نکال کر ملک شام پہنچا دیا تھا اور ان کے بارے میں کرنل ڈی کو کال کر کے بتا دیا تھا۔ کرنل ڈی تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر فوراً ملک شام پہنچ گیا اور پھر وہ ان سب کو لے کر واپس بلگارنیہ پہنچ گیا۔ اس طرح میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی جانیں تو بچ گئی تھیں لیکن بہرحال ان کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ جلد ٹھیک ہو سکیں۔ کرنل ڈی چونکہ میرا اچھا دوست ہے اس لئے اس نے یہ سب باتیں مجھ سے شیئر کی

تھیں اور پھر مجھ سے کہا تھا کہ اگر مجھ سے کچھ ہو سکتا ہے تو ضرور کروں۔ میں اور میری ٹیم ان دنوں فارغ ہی تھی۔ میں نے ساری صورتحال پرائم منسٹر کے سامنے رکھ دی تو انہوں نے مجھے اس بات کی اجازت دے دی کہ میں اپنی صوابدید پر بلگارنیہ کی اگر کوئی مدد کر سکتا ہوں تو ضرور کروں۔ چنانچہ میں نے اپنے ٹاپ ایجنٹوں جن کی تعداد پانچ تھی کو کال کر کے بلا لیا، ان میں میجر راشد بھی شامل تھا۔ میں نے انہیں بریفنگ دی اور پھر انہیں اسرائیل کے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے خفیہ طور پر بھیج دیا۔ ٹیم کی سربراہی میجر راشد ہی کر رہا تھا۔ گروپ میجر راشد کی سربراہی میں اپنے طور پر اسرائیل پہنچا تھا اور پھر اس گروپ نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے اس خفیہ میزائل اسٹیشن کا سراغ لگا لیا تھا اور پھر وہاں پہنچ کر اسے تباہ بھی کر دیا تھا۔ میزائل اسٹیشن کو تباہ کر کے وہ سب واپس آ گئے تھے۔ یہ ہے اس سارے مشن کی تفصیل''...... کرنل درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ میجر ارشد کے گروپ میں باقی چار ایجنٹ کون تھے''...... عمران نے پوچھا تو کرنل درانی نے اسے ان چاروں ایجنٹوں کے نام بتا دیئے۔

''مجھے ان چاروں کے ایڈریس چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ تم ان کے ایڈریس کیوں مانگ رہے ہو۔ میجر راشد کی ہلاکت میں ان کا کیا تعلق ہے''...... کرنل درانی نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کیس میں ان کا کوئی تعلق ہے یا نہیں یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں''...... عمران نے کہا تو کرنل درانی نے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ان چاروں کے ایڈریس دے دوں گا۔ اور کچھ''...... کرنل درنی نے کہا۔

''جی ہاں۔ ابھی تو بہت کچھ باقی ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تو پوچھو۔ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں''...... اس بار کرنل درانی نے بھی جواباً مسکرا کر کہا۔

''میجر راشد سے آپ کی آخری ملاقات کب ہوئی تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''آج سے تین روز پہلے۔ جب وہ مشن سے لوٹ کر آیا تھا۔ وہ سیدھا میرے آفس میں ہی آیا تھا اور اس نے مجھے مشن کی ساری تفصیل بتائی تھی۔ وہ اور اس کے ساتھی چونکہ بے حد تھکے ہوئے تھے اور انہیں آرام کی سخت ضرورت تھی اس لئے میں نے انہیں چند روز کی رخصت دے دی تھی''...... کرنل درانی نے کہا۔

''اس دوران کیا آپ نے میجر راشد سے فون پر بھی بات کی یا میجر راشد نے آپ کو فون کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ نہ میں نے اسے فون کیا تھا اور نہ ہی اس نے مجھے''۔

کرنل درانی نے کہا۔

''اب ایک بات اچھی طرح سے سوچ کر بتائیں کہ کیا میجر راشد نے آپ سے مشن کے دوران پیش آنے والے کسی خاص حادثے یا واقعے کا کوئی ذکر کیا تھا''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ایسا تو کچھ نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی اس نے کسی حادثے کی کوئی بات بتائی تھی اور نہ کسی خاص واقعے کی سوائے اس کے کہ اسے اور اس کے گروپ کو کن کن مرحلوں سے گزر کر اسرائیل کے خفیہ میزائل اسٹیشن تک پہنچنا پڑا تھا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''کیا آپ مجھے وہ ساری تفصیل بتا سکتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''زبانی تفصیل بتانے میں تو مجھے بے حد وقت لگ جائے گا۔ میجر راشد نے اپنے مشن کی تفصیلات لکھ کر مجھے دی ہیں۔ وہ فائل میرے آفس میں موجود ہے۔ میں تمہیں اس فائل کی کاپی دے دوں گا۔ تم خود پڑھ لینا اسے۔ تم میجر راشد کے بارے میں بخوبی جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارا بھی دوست تھا۔ وہ مشن مکمل کرنے کے بعد چھوٹی چھوٹی بات کی بھی مفصل تفصیل بتانے کا عادی تھا اور اپنی رپورٹ میں ہر بات کا خصوصی ذکر کرتا تھا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ میجر راشد کی فائل پڑھ کر اس بات

کا پتہ چل جائے گا کہ وہ اسرائیل میں کن راستوں سے داخل ہ
تھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل کے سیکرٹ میزائل
اسٹیشن تک پہنچنے سے پہلے کیا کیا مشکلات پیش آئی تھیں اور اسے
کن مراحل سے گزرنا پڑا تھا''۔۔۔۔۔عمران نے اثبات میں سر ہلا
کہا۔
''البتہ ایک بات ہے جو مجھے کھٹک رہی ہے''۔۔۔۔۔کرنل درا
نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف
دیکھنے لگا۔
''کونسی بات''۔۔۔۔۔عمران نے پوچھا۔
''مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے رپورٹ دیتے ہوئے میجر راشد مج
سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو لیکن پھر بات کرتے کرتے ر
رک جاتا تھا جیسے وہ اس بات کا فیصلہ ہی نہ کر پا رہا ہو کہ وہ بات
اسے مجھ سے کرنی چاہئے یا نہیں۔ کئی بار مجھے وہ تذبذب کا شکار نظ
آیا تھا''۔۔۔۔۔کرنل درانی نے کہا۔
''تو آپ نے اس سے اس کے تذبذب کی وجہ نہیں پوچھ
تھی''۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔
''کئی بار پوچھی تھی لیکن وہ ہر بار ہنس کر ٹال جاتا تھا اور کہتا تھ
کہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر تھکا ہوا ہے اس لئے مجھے ایسا لگ ر
ہے کہ میں اسے کچھ بتانے سے گریز کر رہا ہوں جبکہ ایسی کوئی بات
نہیں ہے۔ اس کی بات بھی درست تھی اس لئے میں نے اس پ

زیادہ زور نہیں دیا تھا''۔۔۔۔۔کرنل درانی نے کہا۔
''کیا آپ اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکے تھے کہ میجر راشد
آپ سے کیا کہنا چاہتا تھا جسے کہتے ہوئے وہ ہچکچا رہا تھا''۔ عمران
نے پوچھا۔
''نہیں۔ میں بتا تو رہا ہوں کہ اس پر خاصی کسلمندی سی طاری
تھی اس لئے میں نے اس کی ہچکچاہٹ پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی''۔
کرنل درانی نے کہا۔ عمران اسی طرح کرنل درانی سے میجر راشد اور
اس کے مشن کے حوالے سے مختلف نوعیت کے سوالات کرتا رہا جس
کے کرنل درانی تسلی سے جواب دے رہا تھا۔
''ٹھیک ہے کرنل صاحب۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔ اب میں
ذرا اس کمرے کا مشاہدہ کر لوں جہاں میجر راشد موجود تھا اور اس پر
سرخ مکھیوں نے جان لیوا حملہ کیا تھا''۔۔۔۔۔عمران نے اٹھتے ہوئے
کہا تو کرنل راشد سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔
''میں تمہارے ساتھ کسی کو بھجوا دیتا ہوں وہ تمہیں میجر راشد کا
کمرہ دکھا دے گا''۔۔۔۔۔کرنل درانی نے کہا۔
''نہیں۔ شکریہ۔ میں یہاں پہلے بھی آ چکا ہوں اور مجھے معلوم
ہے کہ میجر راشد کا کمرہ کہاں ہے اور کون سا ہے''۔۔۔۔۔عمران نے
کہا تو کرنل درانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں کمرے
سے نکل کر باہر آ گئے۔
کرنل درانی سٹنگ روم کی جانب بڑھ گیا جہاں سرکاری آفیسرز

موجود تھے جبکہ عمران مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ایک کمرے کے
دروازے پر آ کر رک گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے
ہینڈل پکڑا اور دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ اسے احساس ہوا جیسے
کمرے میں پہلے سے ہی کوئی موجود ہو۔ عمران کا ہاتھ وہیں رک
گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ عمران
نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے جھک کر دروازے کی کی
ہول سے آنکھ لگا دی۔

کمرے میں اسے فوجی یونیفارم میں ملبوس ایک شخص دکھائی دیا
جو کمرے کی تلاشی لیتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ فوجی جوان کو دیکھ کر
عمران سیدھا ہو گیا اور پھر اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھما
اور نہایت آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔ فوجی وردی والا آدمی ایک
وارڈ روب کے پاس کھڑا تھا اور اس وارڈ روب کے ایک ایک حصے
کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لے رہا تھا۔

''السلام علیکم یا اہل مصروفِ تلاشیانِ گمشدہ مال غنیمت
گان''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو وارڈ روب کے پاس
کھڑا آدمی اس کی آواز سن کر بری طرح سے اچھل پڑا جیسے کسی
نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس پر فائر کر دیا ہو۔ وہ بجلی کی سی
تیزی سے پلٹا اور پھر دروازے پر کھڑے عمران پر نظر پڑتے ہی
اس کی آنکھیں سکڑتی چلی گئیں۔

''کیا ہو رہا ہے محترم''...... عمران نے کمرے میں چاروں طرف

دیکھتے ہوئے اس شخص سے پوچھا۔ کمرے میں سوائے اس کے اور
کوئی نہیں تھا۔

''وہ۔ میں میجر صاحب کے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا''۔ اس
شخص نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''کس کے حکم پر''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل۔ کرنل درانی نے مجھ سے کہا تھا''...... نوجوان نے جیسے
گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کیا تلاش کر رہے تھے۔ سرخ مکھیاں یا کچھ اور''۔ عمران
نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں یہی دیکھ رہا تھا کہ کہیں کوئی سرخ مکھی ادھر ادھر نہ
چھپ گئی ہو''...... اس شخص نے فوراً کہا۔

''نام کیا ہے تمہارا''...... عمران نے پوچھا۔

''کیپٹن شاہد۔ میں فرسٹ چیک پوسٹ کا نائٹ انچارج
ہوں''...... اس نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''فرسٹ چیک پوسٹ کے نائٹ انچارج۔ کیا مطلب۔ اگر تم
فرسٹ چیک پوسٹ کے انچارج ہو تو پھر کرنل درانی نے تمہیں میجر
راشد کے کمرے کی تلاشی لینے کے لئے کیوں کہا ہے۔ یہ کام تو وہ
اپنے آدمیوں سے بھی لے سکتا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے
کہا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اب کیپٹن شاہد کے کافی قریب آ گیا
تھا کہ اسی لمحے کیپٹن شاہد نے چھلانگ لگائی اور ہوا میں قلابازی

کھاتے ہوئے اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر دونوں ٹانگیں مار دیں۔ عمران اس اچانک حملے کے لئے قطعی تیار نہیں تھا۔ وہ اچھل کر نیچے گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، کیپٹن شاہد نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک خنجر نکال لیا۔ اسے خنجر نکالتے دیکھ کر عمران فوراً جمناسٹک کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''خنجر۔ ارے باپ رے۔ بلکہ ڈیڈی رے ڈیڈی''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کیپٹن شاہد نے تیز چیخ ماری اور اچھل کر پوری قوت سے عمران پر خنجر کا وار کر دیا۔ وہ خنجر زنی کا ماہر معلوم ہو رہا تھا۔ وہ خنجر اس تیزی اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر رہا تھا کہ آخری وقت تک اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کس ہاتھ سے حملہ کرے گا لیکن جیسے ہی وہ اچھلا عمران یکلخت پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے اس طرح اچانک گرنے کی وجہ سے اس کے سینے پر خنجر مارتا ہوا کیپٹن شاہد بے اختیار آگے کو جھک گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اٹھیں اور کیپٹن شاہد بری طرح سے چیختا ہوا اور قلابازی کھاتا ہوا پچھلی دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی وہ اس تیزی سے واپس پلٹا جیسے اس کا جسم ربڑ کا بنا ہوا ہو اس نے دیوار سے دور ہٹتے ہی قلابازی کھائی اور ہوا میں ہی عمران پر جھپٹنا چاہا لیکن عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس نے نیچے آتے

ہوئے کیپٹن شاہد کے پہلو میں مخصوص انداز میں تھپکی دی تو کیپٹن شاہد کا جسم گھومتا ہوا آگے کی طرف گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اس کے پہلو میں ٹانگ رسید کر دی۔ کیپٹن شاہد کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ زمین سے اٹھ کر رول ہوتا ہوا پیچھے بیڈ کے پاس گرا۔ وہ اٹھا ہی تھا کہ عمران نے فوراً اس پر چھلانگ لگائی اور پھر جیسے ہی عمران کی فلائنگ کک کیپٹن شاہد کے سینے پر پڑی، کیپٹن شاہد کا جسم ایک بار پھر ہوا میں اٹھ کر پچھلی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اچھے فائٹر ہو مگر اتنے بھی نہیں کہ میں تمہاری تعریف کر سکوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر کیپٹن شاہد اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کے نزدیک پہنچتا اچانک کیپٹن شاہد نے ایک اونچی چھلانگ لگائی۔ عمران سمجھا کہ کیپٹن شاہد نے اس پر چھلانگ لگائی ہے۔ وہ فوراً نیچے جھک گیا لیکن کیپٹن شاہد اس کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے آیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی طرف مڑتا کیپٹن شاہد نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی گیند نکالی اور اس نے گیند پوری قوت سے زمین پر مار دی۔ ایک دھماکہ ہوا اور اچانک کمرہ تیز دھوئیں سے بھرتا چلا گیا۔ دھواں دیکھ کر عمران نے فوراً سانس روک لیا اور اس نے ٹھیک اس طرف چھلانگ لگا دی جس طرف اس کے اندازے کے مطابق کیپٹن شاہد

موجود تھا لیکن وہ فرش پر آ گرا۔ گیند پھینکتے ہی کیپٹن شاہد نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ اسی لمحے عمران کو دروازے کی طرف سے کئی افراد کے بھاگنے کی آوازیں سنائی دیں۔

پھر دروازہ کھلا اور دروازہ کھلتے ہی کئی افراد تیزی سے اندر آ گئے لیکن کمرے میں داخل ہو کر جیسے ہی انہیں وہاں دھواں دکھائی دیا وہ ٹھٹھک گئے اور پھر عمران کو ان افراد کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں جو شاید تیزی سے کمرے میں آنے کی وجہ سے زہریلے دھویں کا شکار ہو گئے تھے۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر کرسی پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر شخص بے اختیار چونک پڑا۔ ادھیڑ عمر نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا رکھی تھی اور اس نے منہ پر ایک رسالہ رکھا ہوا تھا جیسے وہ رسالہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا ہو اور اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر رسالہ چہرے پر رکھ لیا ہو۔

ادھیڑ عمر نے چہرے سے رسالہ ہٹایا اور پھر وہ سیدھا ہو کر دروازے کی جانب دیکھنے لگا۔

''یس کم اِن''...... ادھیڑ عمر نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آ گیا۔ اس نوجوان نے جینز پہن رکھی تھی اور وہ دیکھنے میں انگریزی فلموں کا ہیرو لگ رہا تھا۔ اس کا چہرہ قدرے لمبوترا اور جسم خاصا بھرا بھرا سا تھا۔

''گڈ نون چیف''...... آنے والے نوجوان نے کرسی پر بیٹھے

ہوئے ادھیڑ عمر کی طرف دیکھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ نون۔ آؤ ٹیرم کافی دیر لگا دی آنے میں۔ کہاں رہ گئے تھے تم اور جیرم کہاں ہے وہ نہیں آیا تمہارے ساتھ"...... ادھیڑ عمر چیف نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ آ رہا ہے چیف۔ وہ پارکنگ میں کار پارک کر رہا ہے۔ ابھی آ جاتا ہے وہ۔ میں اور جیرم میجر راشد کی رہائش گاہ پر گئے تھے لیکن......" نوجوان کہتے کہتے رک گیا۔ اسی لمحے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی۔

"یس آ جاؤ جیرم"...... ادھیڑ عمر نے اونچی آواز میں کہا تو ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک اور نوجوان اندر آ گیا۔ اس نوجوان کی شکل اور آنے والے نوجوان کی شکل ایک جیسی لگ رہی تھی اور ان دونوں نے لباس بھی ایک جیسے ہی پہن رکھے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں جڑواں بھائی ہوں۔ ان کے قد کاٹھ میں بھی کوئی فرق دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ البتہ پہلے آنے والے نوجوان کا چہرہ صاف تھا جبکہ دوسرے نوجوان کی تھوڑی پر ایک سیاہ رنگ کا مسے جیسا تل دکھائی دے رہا تھا جو اس کی پہلے نوجوان سے الگ ہونے کی شناخت تھا۔

"گڈ نون چیف"...... آنے والے نوجوان نے بھی پہلے نوجوان کی طرف انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ نون۔ آؤ جیرم یہ ٹیرم کیا کہہ رہا ہے کہ تم دونوں میجر

راشد کی رہائش گاہ پر گئے تھے۔ کیا ہوا ہے وہاں۔ تم دونوں کے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم ناکام واپس آئے ہو اور تمہیں میجر راشد کی رہائش گاہ سے وہ چیز نہیں مل سکی ہے جس کی تلاش میں تم گئے تھے"۔ ادھیڑ عمر نے آنے والے نوجوان جیرم کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں اور ٹیرم میجر راشد کی رہائش گاہ کی طرف گئے تھے۔ ویسٹرن کالونی میں چونکہ ہمارے لئے عام انداز میں جانا مشکل ہو سکتا تھا اس لئے میں نے اور ٹیرم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم ویسٹرن کالونی کی طرف جانے والے راستے پر رک جاتے ہیں۔ اس طرف سے جب کوئی آفیسر گزرے گا تو ہم اسے وہیں روک لیں گے اور پھر ہم میں سے ایک آنے والے آفیسر کا میک اپ کر کے میجر راشد کے گھر پہنچ جائے گا اور وہاں جا کر وہ پھر کسی کو قابو کر کے اس کا میک اپ کر لے گا اور اطمینان سے میجر راشد کے کمرے میں جا کر تلاشی لے گا اور وہاں سے بلیک بک نکال کر لے آئے گا"...... جیرم نے کہا۔

"پھر"...... چیف نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ٹیرم اور میں ویسٹرن کالونی کی طرف جانے والی اس سڑک پر موجود تھے جہاں سڑک کے دونوں اطراف گھنے درخت تھے۔ ہم دونوں نے مل کر وہاں ریز کٹر سے ایک درخت کاٹ کر سڑک پر گرا

دیا تا کہ جیسے ہی کوئی وہاں آئے تو سڑک پر گرے ہوئے درخت کی وجہ سے رک جائے۔ میرے پاس ایک سپیشل وائس کیچر آلہ تھا جس پر میں بیس کلومیٹر کی رینج میں ہونے والی تمام فون کالز آسانی سے سن سکتا تھا۔ میں نے اس آلے کو آن کر رکھا تھا اور میں مختلف کالیں سن رہا تھا کہ مجھے ایک آواز سنائی دی جو ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی کی آواز تھی۔ کرنل درانی مین چیک پوسٹ پر نائٹ ڈیوٹی پر مامور کیپٹن شاہد سے بات کر رہا تھا اور وہ اسے ان چاروں افراد کے ساتھ میجر راشد کی رہائش گاہ پر آنے کی ہدایات دے رہا تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اور ٹیرم نے فیصلہ کر لیا کہ کیپٹن شاہد جیسے ہی اس طرف آئے گا ہم اسے وہیں روک لیں گے اور پھر ہم کیپٹن شاہد کو قابو کر لیں گے۔ ہم میں سے کوئی ایک کیپٹن شاہد کا میک اپ کر کے اور اس کا لباس پہن کر میجر راشد کی رہائش گاہ پر جائے گا اور وہاں جا کر اس کے کمرے کی تلاشی لے کر بلیک بک لے آئے گا۔ چنانچہ ہم کیپٹن شاہد کا انتظار کرنے لگے۔ میں اور ٹیرم ایک بڑے درخت پر چڑھ کر چھپ گئے۔ ہم نے اپنی کار گھنے درختوں میں چھپا دی تھی۔ ہم اپنے ساتھ دوسرے سامان میں رسی کا ایک بنڈل بھی لے گئے تھے۔ ہم رسی لے کر درخت پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ یہ درخت ٹھیک اس سے کچھ فاصلے پر تھا جہاں ہم نے سڑک پر ایک درخت گرا کر سڑک بلاک کر رکھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہم نے دور سے ایک فوجی جیپ کو

اس سڑک پر آتے دیکھا تو ٹیرم نے میری ٹانگیں باندھ دیں اور میں الٹا لٹکنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جیپ ہمارے اندازے کے مطابق ٹھیک اس درخت کے نیچے آ کر رک گئی جس پر ہم دونوں موجود تھے۔

جیپ سے چار فوجی نکلے اور وہ درخت کو سڑک سے ہٹانے کے لئے آگے بڑھ گئے لیکن ان میں سے ایک شخص جو کیپٹن شاہد تھا بدستور جیپ میں بیٹھا رہا۔ ہم اس بات سے پریشان ہو رہے تھے کہ اگر کیپٹن شاہد جیپ سے نہ نکلا تو ہم کیا کریں گے ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیپٹن شاہد جیپ سے نکل کر باہر آ گیا۔ اسے باہر آتے دیکھ کر ٹیرم نے انتہائی ماہرانہ انداز میں مجھے کیپٹن شاہد کی طرف لٹکانا شروع کر دیا۔ ہم دونوں نے سیاہ لباس پہن رکھے تھے اور ہمارے چہروں پر نقاب بھی تھے۔ میں نے نیچے لٹکتے ہوئے کلورو فام سے ایک رومال بھگو لیا تھا۔ جیسے ہی میں الٹا لٹکتا ہوا کیپٹن شاہد کے قریب آیا میں نے فوراً اس کی گردن اور اس کا منہ دبوچ لیا اور کلورو فام والا رومال اس کی ناک سے لگا دیا۔ اسے دبوچتے دیکھ کر ٹیرم نے فوراً مجھے اوپر کھینچ لیا تھا۔ اس دوران کیپٹن شاہد بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کا قد کاٹھ چونکہ میرے جیسا تھا اس لئے میں نے اس کا لباس اتار کر خود پہن لیا اور پھر میں نے ماسک میک اپ سے اپنا روپ بدلا اور درخت سے ہوتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ اس وقت تک کیپٹن شاہد کے ساتھی سڑک سے درخت ہٹا

چکے تھے۔ مجھے جیپ میں نہ پا کر وہ حیران ہو رہے تھے لیکن میں فوراً درخت کے پیچھے سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئے اور پھر میں ان کے ساتھ ویسٹرن کالونی کی طرف بڑھ گیا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ کرنل درانی نے کیپٹن شاہد اور اس کے ساتھ رات کی ڈیوٹی کرنے والے مسلح افراد کو وہاں کیوں بلایا ہو گا اس لئے میں مطمئن تھا اور میں نے چونکہ کیپٹن شاہد کی آواز سن لی تھی اس لئے میں آسانی سے اس کی آواز کی نقل کر سکتا تھا۔

میں ان چاروں کے ساتھ ایف بلاک میں موجود میجر راشد کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں ملٹری سپیشل فورس کے افراد موجود تھے۔ میری وہاں کرنل درانی سے بات ہوئی وہ وہاں موجود دوسرے سرکاری آفیسروں کے ساتھ میٹنگ میں مصروف تھا۔ اس نے مجھے وہاں رکنے کے لئے کہا تو میں باہر جانے کی بجائے میجر راشد کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ میں اطمینان سے وہاں پہنچ گیا تھا اور پھر میں نے بلیک بک کی تلاش کے لئے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ میں نے وہاں ہر جگہ دیکھ لی تھی لیکن مجھے بلیک بک کہیں نہیں مل رہی تھی۔ پھر میں ایک وارڈ روب کو چیک کر رہا تھا کہ اچانک مجھے دروازے کی طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ وہاں علی عمران کھڑا تھا۔

اسے وہاں دیکھ کر میں قدرے پریشان ہو گیا کیونکہ میرے

ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ تھا کہ میرا اس طرح عمران سے بھی سامنا ہو سکتا ہے۔ اس نے مجھ سے وہاں تلاشی لینے کی وجہ پوچھی تو میں نے اس سے کہا کہ اس کام کے لئے مجھے کرنل درانی نے مامور کیا ہے لیکن پھر میرے منہ سے غلطی سے نکل گیا کہ میرا تعلق ملٹری سپیشل فورس سے نہیں بلکہ میں مین چیک پوسٹ کا نائٹ آفیسر کیپٹن شاہد ہوں۔ میری بات سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ میرے لئے وہ خطرہ بن سکتا تھا اس لئے میں نے اس پر حملہ کر دیا۔ میری اور اس کی فائٹ ہوئی لیکن وہ مجھ سے کہیں تیز اور انتہائی خطرناک فائٹر تھا۔ اس نے چند ہی لمحوں میں میرا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ پھر جب میں نے دروازے کے باہر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں تو میں سمجھ گیا کہ ہمارے لڑنے کی آوازیں سن کر کرنل درانی اور اس کے ساتھی اس طرف آ رہے ہیں تو میں نے کمرے میں ٹریگ بال سے دھماکہ کیا جس سے کمرے میں زہریلا دھواں پھیل گیا اور پھر میں اس دھویں کا فائدہ اٹھا کر چھلانگ لگاتا ہوا کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر نکل گیا۔

وہاں چونکہ کئی فوجی موجود تھے اور میرے اور ان کے لباسوں میں کوئی فرق نہیں تھا اس لئے میں اس طرف آنے والے فوجیوں میں شامل ہو گیا تھا اور پھر میں نے وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی۔ میں میجر راشد کی رہائش گاہ کی عقبی سمت سے نکلا تھا جہاں دوسری رہائش گاہ تھی۔ اس رہائش گاہ پر بھی مجھے

ایک ٹریگ بال پھینکنا پڑا۔ ٹریگ بال کے دھویں سے دوسری رہائش گاہ کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے۔ میں اندر گیا اور پھر میں نے اپنے قد کاٹھ کے ایک شخص کو قابو کیا اور اسے الگ کمرے میں لے گیا اور پھر میں نے اس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اس کا میک اپ کر کے اس کی جیب سے ویسٹرن کالونی میں داخل ہونے والا مخصوص کارڈ نکال کر اس کی کار میں وہاں سے نکل گیا۔ میری تلاش میں ملٹری سپیشل فورس ہر طرف بھاگتی پھر رہی تھی لیکن میں بھلا کہاں ان کے قابو میں آنے والا تھا۔ میں فوراً اس سڑک پر پہنچا جہاں ٹیرم میرا انتظار کر رہا تھا اور پھر ہم دونوں وہاں سے واپس آ گئے''...... جیرم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے وہاں جانے کا کیا فائدہ ہوا ہے۔ تم وہاں سے ایک معمولی بلیک بک بھی تلاش نہیں کر سکے ہو''...... چیف نے جیرم کی ساری بات سن کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں ابھی بلیک بک تلاش کر رہا تھا چیف کہ اچانک وہاں عمران پہنچ گیا۔ اگر وہ وہاں نہ آیا ہوتا تو میں بلیک بک ڈھونڈ لیتا اور اسے لے کر ہی آپ کے پاس آتا''...... جیرم نے چیف کو غصے میں دیکھ کر قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن عمران وہاں کیسے پہنچ گیا۔ میجر راشد کی ہلاکت کا اس سے کیا تعلق۔ وہاں تو سوائے ملٹری سپیشل فورس کے کسی اور کو ہونا ہی نہیں چاہئے تھا''...... چیف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''اسی بات پر تو میں بھی حیران ہوا تھا چیف۔ عمران جس انداز میں میجر راشد کے کمرے میں آیا تھا اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پہلے بھی وہاں آ چکا ہو''...... جیرم نے فوراً کہا۔

''ہونہہ۔ کہیں عمران کو اس بات کا شک تو نہیں ہو گیا کہ میجر راشد کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت ٹارگٹ کیا گیا ہے اور وہ میجر راشد کی رہائش گاہ کی چیکنگ کے لئے آیا ہو''...... چیف نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے چیف۔ اس نے جس انداز میں کرنل درانی کے بارے میں بات کی تھی اس سے مجھے یہ اندازہ لگانے میں بھی دیر نہیں لگی تھی کہ عمران کرنل درانی کی ہی ایماء پر وہاں پہنچا ہے''...... جیرم نے کہا۔

''بیڈ نیوز۔ ویری بیڈ نیوز۔ عمران اگر وہاں پہنچ گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ میجر راشد کے کمرے سے بلیک بک حاصل کر لے گا جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ تم وہاں کی تلاشی لے رہے تھے اور پھر تم نے عمران سے فائٹ کر کے جس انداز میں وہاں سے راہِ فرار اختیار کیا تھا اس سے عمران کو یقین ہو جائے گا کہ میجر راشد کی ہلاکت حادثاتی طور پر نہیں ہوئی بلکہ اسے باقاعدہ پلاننگ سے ہلاک کیا گیا ہے اور اس کی ہلاکت کا فائدہ اٹھا کر وہاں کوئی میجر راشد کے کمرے سے کچھ ڈھونڈنے کے لئے بھی پہنچ گیا تھا''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی بات کا ٹیرم اور

جیرم نے کوئی جواب نہ دیا وہ دونوں چیف کے سامنے یوں سر جھکا کر کھڑے تھے جیسے چیف کے سامنے اب ان کی سر اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہو رہی ہو۔

''تمہاری اس حماقت کی وجہ سے اب عمران، میجر راشد کے کمرے کی تلاشی لے گا اور اگر بلیک بک اس کے ہاتھ لگ گئی تو ہمارے لئے اس سے بلیک بک حاصل کرنی بے حد مشکل ہو جائے گی۔ بے حد مشکل''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ عمران کو وہاں سے بلیک بک نہیں ملی ہے''...... اس بار ٹیرم نے نہایت آہستہ اور خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ عمران کو بلیک بک نہیں ملی ہے''...... چیف نے اس کی جانب انتہائی غضبناک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جیرم نے فائٹ کرتے ہوئے عمران کے لباس پر وی پلگ لگا دیا تھا چیف تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ عمران وہاں کیوں اور کیسے آیا تھا''...... ٹیرم نے جواب دیا۔

''میں نے وی پلگ کو لنک کر کے چیک کیا تو مجھے عمران لائیو دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ وہ واقعی میجر راشد کے کمرے کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لے رہا تھا لیکن اسے وہاں سے کوئی بلیک بک نہیں ملی تھی۔ اس نے کرنل درانی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر میجر راشد کی رہائش گاہ کے ہر حصے کی جامع تلاشی لی تھی

لیکن اسے کہیں سے بھی کچھ نہیں ملا تھا''...... ٹیرم نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بلیک بک میجر راشد کے پاس ہی ہونی چاہئے تھی اور عمران جیسا انسان وہاں موجود تھا اور میجر راشد کی رہائش گاہ کی تلاشی لینے کے باوجود اسے بلیک بک نہیں ملی تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو ایسا انسان ہے جو بھوسے کے ڈھیر سے سوئی بھی ڈھونڈنے کا فن جانتا ہے''...... چیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ لیکن یہ سچ ہے۔ عمران کو وہاں بلیک بک نہیں ملی تھی۔ میں نے اس کے لباس پر لگے ہوئے وی پلگ سے خود بھی کمرے اور میجر راشد کی رہائش گاہ کی سرچنگ کی تھی عمران جہاں جہاں چیکنگ کر رہا تھا میں بھی ان جگہوں کی ساتھ ساتھ چیکنگ کر رہا تھا لیکن مجھے بھی وہاں کوئی بلیک بک دکھائی نہیں دی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کو بلیک بک کا علم نہ ہو اسی لئے اسے وہاں بلیک بک نہیں ملی تھی لیکن میں بلیک بک کو اچھی طرح سے پہچانتا ہوں اور پوری رہائش گاہ میں کہیں بھی بلیک بک موجود نہیں تھی''...... ٹیرم نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس سے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میجر راشد نے بلیک بک اپنے پاس رکھی ہی نہ ہو''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ہو سکتا ہے کہ میجر راشد نے بلیک بک اپنے پاس رکھنے کی بجائے کسی اور جگہ رکھ دی ہو یا پھر اپنے کسی بااعتماد دوست

کو دے دی ہو''...... جیرم نے کہا۔

''نہیں۔ میں میجر راشد کو پہلے سے جانتا ہوں۔ بلیک بک کوڈ بک ہے جسے سمجھنا خود میجر راشد کے لئے بھی آسان نہیں تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس نے بلیک بک کے بارے میں کرنل درانی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہو گا جب تک وہ بلیک بک کا کوڈ، ڈی کوڈ نہیں کر لیتا وہ اس کے بارے میں کسی سے بات بھی نہیں کر سکتا تھا اور وہ بلیک بک کو تب ہی ڈی کوڈ کر سکتا تھا جب بلیک بک اس کے پاس ہی موجود ہوتی''...... چیف نے کہا۔

''تو پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے چیف کہ اسے بلیک بک کا کوڈ سمجھ ہی نہ آیا ہو اور اس نے بلیک بک کو ڈی کوڈ کرانے کے لئے کسی کوڈ ایکسپرٹ کو دے دی ہو''...... ٹیرم نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہئے لیکن اگر ایسا ہوا ہے تو بہت برا ہوا ہے۔ کوڈ ایکسپرٹ نے اگر بلیک بک کو ڈی کوڈ کر لیا تو ہمارا سارا مشن فیل ہو جائے گا اور پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اسرائیل کے یہاں جتنے بھی سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں ان کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پھر ملٹری سپیشل فورس کو علم ہو جائے گا اور پھر وہ یا تو ان سب کو پکڑ لیں گے یا پھر انہیں چن چن کر ہلاک کر دیں گے''...... چیف نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اوہ۔ تو کیا بلیک بک میں ان اسرائیلی ایجنٹوں کے بارے میں تفصیل موجود ہے جو پاکیشیا میں موجود ہیں''...... ٹیرم نے

چونکتے ہوئے کہا جیسے وہ یہ بات پہلے سے نہ جانتا ہو۔

''ہاں۔ بلیک بک میں ان تمام فارن ایجنٹوں کی تفصیلات موجود ہے جو پاکیشیا میں انتہائی راز داری سے رہ رہے ہیں اور اسرائیل کے لئے جاسوسی کر رہے ہیں''...... چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن میجر راشد کو وہ بلیک بک کہاں سے ملی ہے''۔ جیرم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میجر راشد اور اس کے ساتھیوں نے اسرائیل میں موجود ایک فلسطینی تنظیم کے ساتھ مل کر وزارتِ دفاع کے سٹرانگ روم پر حملہ کیا تھا۔ انہیں اس بات کا علم ہوا تھا کہ اسرائیل، بلگارنیہ پر حملہ کرنے کے لئے سرحدی پٹی پر جو خفیہ میزائل اسٹیشن بنا رہا ہے اس میزائل اسٹیشن کا محل وقوع اور اس کا تفصیلی نقشہ وہاں موجود ہے۔ وہ اس نقشے کے حصول کے لئے وہاں آئے تھے اور انہیں وہاں سے وہ نقشہ بھی مل گیا تھا اور ساتھ ہی میجر راشد کو اس سٹرانگ روم سے وہ بلیک بک بھی مل گئی تھی جو اس نے اپنے ساتھیوں سے نظر بچا کر اپنی جیب میں ڈال لی تھی۔ سٹرانگ روم میں خفیہ کیمروں نے ان کے حملے کی ساری ریکارڈنگ کر لی تھی۔ اس ریکارڈنگ میں وہ فوٹیج بھی آ گئی تھیں جب میجر راشد نے بلیک بک اپنے ساتھوں سے نظر بچا کر اپنی جیب میں ڈالی تھی۔

اسرائیلی فورس نے میجر راشد اور اس کے ساتھیوں کو میزائل

اسٹیشن تک پہنچنے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تھے اور وہ نہ صرف میزائل اسٹیشن پہنچ گئے بلکہ انہوں نے میزائل اسٹیشن کو تباہ بھی کر دیا تھا۔ میزائل اسٹیشن تباہ کرتے ہی وہ سب وہاں سے نکل گئے تھے۔ وزارت دفاع کے سٹرانگ روم پر ہونے والے حملے کی فوٹیج کچھ روز کے بعد سامنے آئیں۔ جب پرائم منسٹر کو معلوم ہوا کہ پاکیشیا کی ملٹری سپیشل فورس سٹرانگ روم سے سیکرٹ میزائل اسٹیشن کے نقشے کے ساتھ بلیک بک بھی اپنے ساتھ لے گئی ہے تو انہیں بے حد تشویش ہوئی۔ پرائم منسٹر نے فوراً ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ طلب کی اور اس میٹنگ کے شرکاء سے یہ ڈسکس کیا گیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل کا سیکرٹ میزائل اسٹیشن تو تباہ کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے ہیں جس کا ازالہ ناممکن ہے لیکن وہ جو بلیک بک اپنے ساتھ لے گئے ہیں اس سے اسرائیل کا مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے۔ بلیک بک میں نہ صرف ان فارن ایجنٹس کی تفصیلات موجود ہیں جو پاکیشیا میں موجود ہیں بلکہ اس بلیک بک میں ان فارن ایجنٹوں کے نام و پتے اور ان کے بارے میں ساری تفصیلات درج ہیں جو بلگارنیہ میں بھی اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ گو کہ بلیک بک کوڈ میں ہے لیکن اگر اس کوڈ کو ڈی کوڈ کر لیا گیا تو دونوں ممالک میں موجود فارن ایجنٹ ان کے سامنے آ جائیں گے اور پھر ان کا پاکیشیا اور بلگارنیہ میں رکنا محال ہو جائے گا۔ اس لئے پرائم منسٹر نے فوری فیصلہ کرتے ہوئے

کسی اسرائیلی ایجنسی کو پاکیشیا ملٹری سپیشل فورس کے پیچھے بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تا کہ وہ ایجنسی بلیک بک کے ڈی کوڈ ہونے سے پہلے اسے میجر راشد سے حاصل کر لے۔ اس میٹنگ میں، میں بھی موجود تھا۔ جب میں نے پرائم منسٹر کو بتایا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا ملٹری سپیشل فورس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں تو پرائم منسٹر نے مجھے ہی یہ کیس سونپ دیا اور مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر پاکیشیا جاؤں اور میجر راشد سے ہر حال میں بلیک بک حاصل کروں چاہے اس کے لئے مجھے پاکیشیا میں لاشوں کے ڈھیر ہی کیوں نہ لگانے پڑیں۔ چونکہ یہ کیس میں نے خود پرائم منسٹر سے حاصل کیا تھا اس لئے یہ ریڈ فلائی کی عزت کا مسئلہ بن گیا تھا کہ ریڈ فلائی پاکیشیا جا کر ملٹری سپیشل فورس سے بلیک بک حاصل کرے۔ اس بلیک بک کے لئے میں تم دونوں کو لے کر پاکیشیا آ گیا۔ میں نے یہاں آ کر اپنے مخصوص ذرائع سے ملٹری سپیشل فورس کے ایک ایک فرد کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔ مجھے چند خفیہ ذرائع سے اس بات کی مصدقہ اطلاعات مل گئی تھیں کہ میجر راشد نے ابھی تک بلیک بک کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے اور بلیک بک بدستور اسی کے پاس ہے۔ چنانچہ میں نے میجر راشد کا ایڈریس معلوم کیا اور پھر میں خفیہ طور پر وہاں پہنچ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ میجر راشد نے اگر بلیک بک کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے تو بلیک بک لازماً اسی کے پاس ہو گی اور

وہ پچھلے چند روز سے اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں گیا تھا اس لئے مجھے شک تھا کہ بلیک بک اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی رکھی ہو گی۔ چونکہ میں میجر راشد کی پرتجسس طبیعت سے واقف ہوں اس لئے مجھے یقین تھا کہ میجر راشد اس وقت تک بلیک بک کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائے گا جب تک وہ اسے ڈی کوڈ کر کے یہ معلوم نہیں کر لیتا کہ اس بلیک بک میں ہے کیا۔ میجر راشد کسی کو بلیک بک کے بارے میں کچھ بتا نہ دے اس لئے میں نے فوری طور پر اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ چونکہ ایک حساس علاقے میں رہتا تھا اس لئے مجھے اس کی ہلاکت کا خصوصی طور پر انتظام کرنا پڑا۔ بہرحال میں نے اسے اپنے خاص انداز میں ہلاک کیا۔ میجر راشد کی ہلاکت کے بعد میں مطمئن ہو گیا تھا کہ اب بلیک بک کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا اور ہم بعد میں آسانی سے اس کی رہائش گاہ سے بلیک بک تلاش کر لائیں گے لیکن مجھے اس بات کا بھی خدشہ تھا کہ میجر راشد کی ہلاکت کی وجہ سے ملٹری سپیشل فورس فوراً حرکت میں آ جائے گی اور اگر انہیں ذرا بھی بھنک مل گئی کہ میجر راشد اسرائیل سے ایک سیکرٹ بلیک بک اپنے ساتھ لایا ہے تو ملٹری سپیشل فورس اس کی رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ چھان مارے گی اور اگر بلیک بک کرنل درانی کے ہاتھ لگ گئی تو وہ فوراً اسے ڈی کوڈ کرا لے گا اور ہماری ساری پلاننگ پر پانی پھر جائے گا اسی لئے میں نے تم دونوں کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ تم

دونوں چونکہ انتہائی تیز اور لمحہ بہ لمحہ روپ بدل لینے کے ماہر ہو اس لئے تم فوراً کسی طرح سے میجر راشد کی رہائش گاہ پہنچ جاؤ اور وہاں سے بلیک بک ڈھونڈ کر لے آؤ۔ میں نے تمہیں میجر راشد کی رہائش گاہ تک جانے کے تمام راستے سمجھا دیئے تھے اور تمہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم کس طرح سے ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتے ہو لیکن تم نے میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم میجر راشد کی رہائش گاہ میں ملٹری سپیشل فورس کے افراد کے ہی بھیس میں داخل ہونا لیکن تم نے ایسا کرنے کی بجائے فرسٹ چیک پوسٹ کے ایک عام سے کیپٹن کا روپ دھارا اور وہاں پہنچ گئے۔ عمران کے اچانک سامنے آنے پر تم نے بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کر دیا۔ اگر تم اس کے سامنے خود کو چیک پوسٹ کے آفیسر کی بجائے ملٹری سپیشل فورس کا رکن ظاہر کرتے تو شاید اسے تم پر شک نہ ہوتا لیکن تم نے نہ صرف اسے اپنے بارے میں شک میں مبتلا کر دیا بلکہ اس پر حملہ بھی کر دیا۔ جس سے عمران اور کرنل درانی کو سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ میجر راشد کی ہلاکت کسی خاص وجہ سے ہوئی ہے اور اسے ہلاک کرنے والے میجر راشد سے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں''۔ چیف نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ ہم نے وہاں ملٹری سپیشل فورس کے افراد کے آنے کا بہت انتظار کیا تھا۔ ہم نے وہاں ماسک میکر مشین بھی اسی

لئے آن کر رکھی تھی تا کہ ان میں سے اگر کوئی آپس میں بات
کرے تو میں انہیں کسی بہانے سے اس سڑک پر بلا سکوں جہاں ہم
موجود تھے لیکن پھر کرنل درانی کی کال نے ہمیں وہی طریقہ اختیار
کرنے پر مجبور کر دیا جس پر ہم نے عمل کیا تھا اور یہ بھی درست
ہے کہ میں وقتی طور پر اچانک عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گیا
تھا۔ وہ ہم دونوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اگر وہ مجھے پہچان جاتا تو وہ
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ملٹری سپیشل فورس بھی اب
تک ہمارے پیچھے لگ چکی ہوتی اس لئے میں نے فوری طور پر
وہاں سے نکل جانا ہی غنیمت سمجھا تھا''...... جیرم نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران نے تمہارا خیال ذہن
سے نکال دیا ہو گا اور وہ تمہارے پیچھے نہیں آئے گا''...... اسرائیلی
ایجنسی ریڈ فلائی کے چیف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے
کہا۔

''نو چیف۔ مجھے نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پیچھے آئے گا۔ میں نے
فرار ہوتے ہوئے اس بات کا خاص دھیان رکھا تھا کہ عمران
میرے پیچھے نہ آ سکے اور نہ ہی اس کے ہاتھ ایسا کوئی سراغ آئے
جس سے اسے پتہ چل سکے کہ ریڈ فلائی کے سپر ایجنٹ ٹیرم اور جیرم
یہاں پر موجود ہیں''...... جیرم نے کہا۔

''اس کے علاوہ وہی پلگ بدستور عمران کے لباس پر لگا ہوا ہے
چیف۔ اس پلگ کی مدد سے ہم ہر وقت عمران پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

اگر اسے ہمارے بارے میں علم ہوا اور اس نے ہمارے خلاف کام
کرنے کی کوشش کی تو ہم اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیں گے۔
اس پلگ کی وجہ سے ہمیں اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ عمران
کو بلیک بک کے بارے میں کچھ علم ہوا ہے یا نہیں اور اگر وہ بلیک
بک اسے مل گئی تو ہم اس سے بھی بلیک بک حاصل کرنے کے لئے
ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے''...... ٹیرم نے کہا۔

''جیسے بھی ہو مجھے ہر حال میں بلیک بک حاصل کرنی ہے۔ تم
دونوں اب عمران پر نظر رکھو اور دیکھو اگر اسے بلیک بک کا پتہ چل
جائے یا وہ بلیک بک تک پہنچ جائے تو مجھے اس کے بارے میں فوراً
انفارم کرنا۔ تب تک میں ان چار افراد کو بھی چیک کر لوں گا جو میجر
راشد کے ساتھ تھے۔ انہوں نے میجر راشد کے ساتھ مل کر اسرائیل
کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے لئے میں انہیں کبھی معاف نہیں
کروں گا۔ اگر بلیک بک ان کے پاس نہ بھی ہوئی تو بھی میں نے
انہیں ہلاک کرنے کے لئے پرائم منسٹر سے باقاعدہ اجازت لے لی
ہے۔ میں ان چاروں کو بھی اسی طرح ہلاک کروں گا جس طرح
میں نے میجر راشد کو ہلاک کیا ہے۔ ان چاروں کی ہلاکت بھی
سرخ مکھیوں سے ہی ہو گی جن سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو گا
قطعی ناممکن''...... چیف نے کہا جو اسرائیلی ایجنسی ریڈ فلائی کا چیف
کرنل ڈریمن تھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سرد مہری اور سفاکی
جیسے ثبت سی ہو کر رہ گئی تھی۔

''چیف اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں بھائی مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں، میرا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی اور طرف الجھا دیں تاکہ آپ یہاں اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں''...... جیرم نے چند لمحے سوچنے کے بعد چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا مطلب۔ تم دونوں ایسا کیا کرو گے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس الجھ جائیں اور وہ کسی بھی طرح سے میرے راستے میں نہ آئیں''...... چیف نے چونک کر پوچھا۔

''اس کے لئے میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے چیف۔ ایسی پلاننگ کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے دوڑتے رہ جائیں گے لیکن ہم کسی بھی طرح ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے اور ہم انہیں تگنی کا ناچ نچا دیں گے۔ انہیں اس بات کی خبر تک نہیں ہو گی کہ ہمارے ساتھ ریڈ فلائی کا چیف کرنل ڈریمن بھی موجود ہے''...... جیرم نے کہا۔

''اپنی پلاننگ بتاؤ''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو جیرم اسے اپنی پلاننگ بتانے لگا جسے سن کر ٹیرم اور کرنل ڈریمن کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم یہ سب کر لو گے اور کسی بھی طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قابو میں نہیں آؤ گے''...... کرنل ڈریمن نے جیرم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری گرد بھی نہیں پا سکیں گے اور انہیں یہی معلوم ہو گا کہ ہم دونوں بھائی اسرائیل کے سیکرٹ میزائل اسٹیشن کی تباہی کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں جو ملٹری سپیشل فورس کے میجر راشد اور اس کے ساتھیوں نے تباہ کیا تھا''...... جیرم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں یقین ہے تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے کھل کر آ جاؤ اور اپنی پلاننگ کے مطابق اپنے پیچھے لگا لو اور جہاں تمہیں موقع ملے تو ان سب کو ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم ایسا ہی کریں گے تاکہ آپ کو وقت مل جائے اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دھیان صرف ہماری طرف ہی رہے تاکہ آپ مکمل آزادی سے اپنا پلان مکمل کر سکیں۔ اب ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے اتنا دوڑائیں گے کہ وہ ہمیں پکڑتے پکڑتے تھک جائیں گے اور ہمیں جہاں موقع ملے گا ہم انہیں ہلاک کر دیں گے''...... اس بار ٹیرم نے کہا تو کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دھویں سے گزرتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر مسلح افراد کے ساتھ کرنل درانی بھی موجود تھا جو شاید کمرے میں دھواں دیکھ کر اندر آنے کی بجائے وہیں رک گیا تھا۔

''یہ سب کیا ہے عمران۔ کمرے سے کیسی آوازیں آ رہی تھیں اور یہ دھواں''...... کرنل درانی نے عمران کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ سب کیپٹن شاہد کا چلایا ہوا چکر ہے جناب۔ وہی کیپٹن شاہد جو ویسٹرن کالونی کی فرسٹ چیک پوسٹ کا نائٹ انچارج ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیپٹن شاہد۔ کیا مطلب''...... کرنل درانی نے چونک کر کہا۔

''وہ کیپٹن شاہد نہیں کوئی اور تھا جو کیپٹن شاہد کے روپ میں یہاں آیا تھا۔ میں جب اس کمرے میں داخل ہوا تو وہ کمرے میں

پہلے سے ہی موجود تھا اور کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔ میں نے جب اسے پکارا تو اس نے اچانک مجھ پر حملہ کر دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجھ پر اس کا حملہ بے کار ثابت ہوا ہے تو اس نے جیب سے ایک گیند سی نکال کر فرش پر پھینک دی جس سے کمرے میں زہریلا دھواں پھیل گیا اور وہ اس دھویں کی آڑ لے کر نکل بھاگا تھا''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ وہ بھاگ گیا ہے۔ جلدی کرو۔ ہر طرف پھیل جاؤ۔ کیپٹن شاہد جہاں بھی ہو اسے فوراً ڈھونڈو اور اسے پکڑ کر میری پاس لاؤ۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ سب''...... کرنل درانی نے بری طرح سے چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور اس کا حکم سن کر اس کے ساتھی تیزی سے واپس بھاگتے چلے گئے۔

''کوئی فائدہ نہیں۔ جب وہ شخص مجھے دھوکہ دے کر نکل سکتا ہے تو بھلا وہ تمہارے آدمیوں کے ہاتھ کہاں آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... کرنل درانی نے چونک کر کہا۔

''اس نے ماسک میک اپ کیا ہوا تھا۔ ماسک میک اپ کے بدلنے میں اسے بھلا کتنا وقت لگے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس رہائش گاہ سے نکل کر باہر چلا گیا ہو اور اپنا میک اپ بدل کر یہاں سے اب تک نکل بھی گیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر میں اس سارے علاقے کی ناکہ بندی کرا دیتا ہوں۔

چیک پوسٹس پر آرڈرز دے دیتا ہوں کہ اس کالونی سے اس وقت تک کسی کو نہیں نکلنا چاہئے جب تک ہم اسے کلیئر نہ کر دیں''۔ کرنل درانی نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال اسے جانے دو''...... عمران نے کہا تو کرنل درانی بے اختیار چونک پڑا۔

''جانے دوں۔ مگر کیوں''...... کرنل درانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اسے پہچان چکا ہوں کہ وہ کون ہے۔ اگر اسے روکنے کی کوشش کی گئی تو وہ یہاں لاشوں کے پشتے لگا دے گا۔ اگر تم بلاوجہ اپنے آدمی ہلاک نہیں کرانا چاہتے ہو تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ فی الحال اسے جانے دو۔ وہ جہاں بھی جائے گا میں اس تک پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ مگر وہ ہے کون اور یہاں کیا کر رہا تھا''...... کرنل دارنی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی یہ عجیب و غریب منطق سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ مجرم کو آسانی سے فرار ہونے کا کیوں کہہ رہا ہے۔

''بتا دوں گا اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ وہ یہاں کر کیا رہا تھا۔ جس طرح سے وہ میجر راشد کے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا اس سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن میجر راشد کے پاس ایسی کون سی چیز ہے جس کی تلاش کے لئے وہ یہاں آیا تھا اور تم مجھے اس کے بارے میں بتا کیوں نہیں رہے ہو کہ وہ آخر ہے کون اور تم اسے اتنی آسانی سے یہاں سے کیوں فرار ہونے کا موقع دینا چاہتے ہو''...... کرنل درانی نے کہا۔

''کہا ہے نا کہ ابھی صبر کرو۔ مجھے ساری معلومات حاصل کر لینے دو جب میں حقیقت کی تہہ تک پہنچ جاؤں گا تو پھر میں تمہیں بھی بتا دوں گا۔ ویسے بھی میں تمہیں کسی بات سے لاعلم کیسے رکھ سکتا ہوں۔ تم ٹھہرے کرنل اور وہ بھی پاکیشیا ملٹری سپیشل فورس کے چیف اور میں ٹھہرا ایک معمولی سا فری لانسر جسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف کبھی کبھار ہائر کر لیتا ہے''...... عمران نے کہا تو کرنل درانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر مجھے سر سلطان اور ایکسٹو کا خیال نہ ہوتا تو میں تم سے ابھی اور اسی وقت سب کچھ اگلوا لیتا لیکن میں مجبور ہوں۔ سر سلطان کے حکم کے مطابق تم یہاں ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے آئے ہو اور میرے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ میں ایکسٹو کے نمائندے پر دباؤ ڈال سکوں یا اسے کچھ کرنے سے روک سکوں''...... کرنل درانی نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میرا ادب و آداب بھی ملحوظِ خاطر رکھو۔ اگر ایکسٹو کو معلوم ہو گیا کہ تم اس کے خصوصی نمائندے کے سامنے کس انداز

میں بات کر رہے ہو تو تم جانتے ہو کہ تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''مجھے اپنے انجام کی پرواہ نہیں ہے۔ سمجھے تم۔ میں ایکسٹو اور سر سلطان کی عزت کرتا ہوں اس لئے میں خاموش ہو رہا ہوں۔ ورنہ......'' کرنل درانی نے اسی انداز میں کہا۔

''ورنہ کیا''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا سر''...... کرنل درانی نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہو وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''میرا سر۔ ارے باپ رے۔ اسے کہیں میرے سر پر چھپے ہوئے سینگ تو دکھائی نہیں دے گئے۔ لیکن نہیں میں گدھا تو ہوں نہیں جس کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ اب ہوتے ہیں یا نہیں اس کے بارے میں، میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں نے گدھے تو دیکھے ہیں مگر سینگوں والا گدھا نہیں دیکھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں چند ویڈیو ٹیپ تھے جنہیں وہ اٹھائے لا رہا تھا۔

''میں نے ارد گرد کے مکینوں سے شارٹ سرکٹ کیمروں کے فوٹیج حاصل کر لئے ہیں باس اور میں نے انہیں چلا کر بھی دیکھ لیا ہے۔ یہ سب وہ ٹیپس ہیں جن میں سرخ مکھیاں میجر راشد کے گھر داخل ہوتیں اور پھر واپس جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں''...... ٹائیگر

نے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر بتاؤ۔ کہاں سے آئی تھیں سرخ مکھیاں اور واپس کہاں گئی تھیں''...... عمران نے پوچھا۔

''سرخ مکھیوں کا جتھہ چھ سو تیرہ نمبر کی کوٹھی سے برآمد ہوا تھا باس اور پھر ساری مکھیاں واپس اسی رہائش گاہ میں چلی گئی تھیں۔ اس کے بعد وہ مکھیاں کہیں دکھائی نہیں دی تھیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ چھ سو تیرہ کس کی رہائش گاہ ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ اس رہائش گاہ میں پروفیسر عدنان ترمذی اور ان کی فیملی رہتی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''پروفیسر عدنان ترمذی۔ یہ وہی ایٹمی سائنس دان ہیں نا جو سر داور کے ساتھ ریڈ لیبارٹری میں کام کرتے تھے اور پھر مسلسل بیمار رہنے کی وجہ سے انہوں نے ریزائن کر دیا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ وہی سائنس دان ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''آؤ۔ ان کی رہائش گاہ پر چلتے ہیں۔ دیکھیں تو سہی کہ سرخ مکھیاں ان کی رہائش گاہ میں کہاں کہاں انڈے بچے دے رہی ہیں اور ان مکھیوں کا پروفیسر عدنان ترمذی سے کیا تعلق ہے''۔ عمران نے

سنجیدگی سے کہا۔

''یس باس۔ اور ان ویڈیو ٹیپوں کا کیا کرنا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''جب تم نے انہیں چیک کر لیا ہے تو پھر مجھے انہیں دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر بھی تم انہیں کار میں رکھ دو۔ ضرورت ہوئی تو میں انہیں بعد میں چیک کر لوں گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے میجر راشد کی رہائش گاہ سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے ویڈیو ٹیپس کار میں رکھیں اور پھر عمران کے ساتھ چلتا ہوا کوٹھی نمبر چھ سو تیرہ کی جانب بڑھ گیا۔

کوٹھی کے باہر ایک کیبن بنا ہوا تھا جس کے باہر ایک مسلح گارڈ انتہائی چاک و چوبند انداز میں کھڑا تھا۔ انہیں اس طرف آتے دیکھ کر وہ اور زیادہ چوکس ہو گیا۔

''یس سر فرمائیں سر''...... گارڈ نے ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔ اس نے شاید دیکھ لیا تھا کہ یہ دونوں کہاں سے آ رہے ہیں اور پھر ان کے لباس بھی ایسے تھے جنہیں دیکھ کر گارڈ مرعوب ہو گیا تھا۔

''پروفیسر عدنان ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ اندر ہی ہیں۔ کیا آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں''۔ گارڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں بھائی ہم ان سے نہیں تم سے ملنے آئے ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''مجھ سے لیکن کیوں جناب۔ مجھ سے آپ کو کیا کام ہو سکتا ہے''...... گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بتاؤ۔ تم یہاں ڈے اینڈ نائٹ ڈیوٹی دیتے ہو یا دن کو تم اور رات کو کوئی اور ہوتا ہے ڈیوٹی پر''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں تین گارڈ ہیں جناب۔ ہم تینوں نے آپس میں آٹھ آٹھ گھنٹوں کی ڈیوٹیاں بانٹ رکھی ہیں۔ پہلے ٹائم میں ہوتا ہوں۔ دوسرے ٹائم دوسرا گارڈ اور تیسرے آٹھ گھنٹوں کی ڈیوٹی جو رات کو شروع ہوتی ہے تیسرا گارڈ دیتا ہے''...... گارڈ نے جواب دیا۔

''کیا تم تینوں یہیں رہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ہم پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کے عقب میں موجود سرونٹ کوارٹرز میں رہتے ہیں''...... گارڈ نے جواب دیا۔

''اچھا کیا تم بتا سکتے ہو کہ کل دن کے وقت یا رات کو پروفیسر صاحب سے ملنے کوئی آیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''کل۔ نہیں جناب کل سارا دن تو یہاں کوئی نہیں آیا تھا البتہ رات کے وقت پروفیسر صاحب کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی تو بیگم صاحبہ نے اپنے فیملی ڈاکٹر کو ضرور بلایا تھا جو پروفیسر صاحب کو چیک کرنے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے پروفیسر صاحب کو ٹریٹمنٹ کیا اور پروفیسر صاحب ٹھیک ہو گئے تھے''...... گارڈ نے

اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کس ٹائم آئے تھے ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے پوچھا۔

''وقت کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن کافی رات بیت چکی تھی شاید اس وقت دو بجے کا وقت ہو گا''...... گارڈ نے جواب دیا۔

''تم نے اس رہائش گاہ سے سرخ مکھیاں نکلتے دیکھی تھیں تو کیا یہ چیک کیا تھا کہ مکھیاں کس وقت اس رہائش گاہ سے باہر آئی تھیں''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر عبرانی زبان میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ سرخ مکھیاں سوا دو بجے ہی اس رہائش گاہ کی باؤنڈری وال کے اوپر سے ہوتی ہوئیں باہر آئی تھیں اور پھر اگلے دس منٹ بعد وہ واپس یہیں آ گئی تھیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم پروفیسر صاحب کو بتاؤ کہ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ میرا کارڈ دے دینا''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کو دے دیا۔ گارڈ نے کارڈ دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا وہ ذیلی گیٹ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا۔

''آئیں جناب۔ پروفیسر صاحب نے آپ کو اندر بلایا ہے''۔ گارڈ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں گارڈ کے ہمراہ گیٹ کراس کر کے کوٹھی کے اندر گئے اور پھر گارڈ انہیں لے کر رہائشی حصے کے سٹنگ روم میں آ گیا۔ جہاں ایک بوڑھا

شخص صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگا رکھا تھا اور وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

''السلام علیکم قبلہ محترم جناب اولڈ پروفیسر عدنان ترمذی تشریف نشیں بغیر ہم نشیں''...... عمران نے سٹنگ رُوم میں داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں صوفے پر بیٹھے ہوئے پروفیسر عدنان ترمذی کو سلام کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو پروفیسر عدنان ترمذی چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

''وعلیکم السلام۔ آؤ آؤ۔ ناٹی بوائے۔ آج اتنے عرصے بعد تم میرے گھر کا راستہ کیسے بھول گئے''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے اس دیکھ کر انتہائی خوشگوار اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔ پروفیسر عدنان ترمذی چونکہ سرداور کے ساتھ ان کی لیبارٹری میں کام کر چکے تھے اور عمران ریڈ لیبارٹری میں اکثر جاتا رہتا تھا اس لئے وہ پروفیسر عدنان ترمذی کو اور پروفیسر عدنان ترمذی اسے بخوبی جانتے تھے۔ عمران کو دیکھ کر وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ عمران اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ان سے انتہائی پرتپاک انداز میں ہاتھ ملائے۔

''بس ایسے ہی کبھی اس طرف آنا نہیں ہوا اس لئے آپ کی ریٹائرمنٹ کے بعد آپ سے ملاقات ہی نہیں ہو سکی تھی۔ اور سنائیں کیسے ہیں آپ''...... عمران نے کہا۔

''الحمدللہ میں ٹھیک ہوں''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے کہا۔

''گارڈ بتا رہا تھا کہ آپ کی طبیعت کل رات اچانک خراب ہو

گئی تھی جس کے لئے رات کے دو بجے ایمرجنسی طور پر ڈاکٹر بلانا پڑا تھا''...... عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اچانک سینے میں درد اٹھا تھا اور پھر پتہ نہیں میں کیسے بے ہوش ہو گیا۔ بیگم اور بچے بتا رہے تھے کہ انہوں نے فیملی ڈاکٹر، ڈاکٹر سبطین کو بلایا تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق مجھے مائنر ہارٹ اٹیک ہوا تھا لیکن انہوں نے مجھے کوئی ایسا انجکشن لگا دیا تھا جس سے میرا درد ختم ہو گیا اور مجھے ہوش بھی آ گیا تھا''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ اب پہلے سے آپ بہتر محسوس کر رہے ہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب تو بالکل ٹھیک ہوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو''۔ پروفیسر ترمذی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ آپ ٹھیک ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی مجھ پر اللہ کا خصوصی کرم ہوا ہے ورنہ اس عمر میں ہارٹ اٹیک اچھا نہیں ہوتا چاہے وہ مائنر ہی کیوں نہ ہو۔ بہرحال کیا منگواؤں تمہارے لئے''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ میں تو میجر راشد کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ سوچا کہ چلتے چلتے آپ سے بھی ملاقات کرتا جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں نے میجر راشد کے بارے میں سنا ہے۔ کیا ہو ہے اسے۔ سنا ہے کہ اس پر سرخ رنگ کی مکھیوں نے حملہ کیا تھا اور وہ ہلاک ہو گیا ہے''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے کہا۔ عمران ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا لیکن پروفیسر عدنان ترمذی کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا جس سے عمران ان کی ذات پر کوئی شک کر سکتا ہو۔

''جی ہاں۔ ملٹری سپیشل فورس اس سلسلے میں تحقیقات کر رہی ہے۔ فی الحال تو یہی بتایا جا رہا ہے کہ میجر راشد پر سرخ مکھیوں کا ہی حملہ ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس قدر زہریلی اور خطرناک سرخ مکھیاں آئی کہاں سے تھیں۔ اگر وہ میجر راشد کے گھر حملہ کر سکتی ہیں تو پھر وہ تو کہیں بھی جا سکتی ہیں۔ ان کا جلد سے جلد کوئی نہ کوئی تدارک ہونا چاہئے۔ ورنہ یہاں ہر طرف ان کے حملے کا خطرہ رہے گا''...... پروفیسر عدنان نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہی معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سرخ مکھیاں کہاں سے آئی تھیں اور پھر وہ میجر راشد کو ہلاک کرنے کے بعد کس طرف گئی تھیں۔ اسی لئے اردگرد کی رہائش گاہوں کی بھی چیکنگ کی جا رہی ہے تاکہ یہاں کے مکینوں کو سرخ مکھیوں کے حملوں سے بچایا جا سکے۔ باقی رہائش گاہوں کی پیٹنگ ملٹری سپیشل فورس کر رہی ہے۔ میں چونکہ آپ کو ذاتی طور پر جانتا تھا اس لئے

میں نے سوچا کہ میں خود اس رہائش گاہ کو چیک کر لوں۔ خدانخواستہ سرخ مکھیوں نے یہاں نہ ڈیرا ڈال لیا ہو۔ ان میں سے ایک بھی سرخ مکھی کسی کی بھی جان لے سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ سرخ مکھیاں میری رہائش گاہ میں بھی ہوسکتی ہیں''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے چونک کر اور بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ مکھیاں تو مکھیاں ہوتی ہیں۔ سرخ ہوں، سیاہ ہوں یا پھر کسی اور رنگ کی انہیں کوئی کہیں جانے سے کیسے روک سکتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے گھر کو ایک نظر دیکھ لیں۔ ویسے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملٹری سپیشل فورس سرخ مکھیوں کا تدارک کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں یہاں سپرے شروع کرا دیا جائے گا پھر سرخ مکھیاں کہیں بھی ہوئیں انہیں ان کے انڈوں اور لاروا سمیت ختم کر دیا جائے گا''۔ عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا تو پروفیسر عدنان ترمذی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کے چہرے پر بدستور فکر مندی کے تاثرات تھے اور وہ چاروں طرف یوں دیکھ رہے تھے کہ کہیں کوئی سرخ مکھی یہاں موجود نہ ہو۔

''ہم سب سے پہلے آپ کے کمرے سے شروعات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا میرے کمرے میں کوئی سرخ مکھی ہوسکتی ہے''۔

پروفیسر عدنان ترمذی نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو ان کا خوف دیکھ کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں وثوق سے تو نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن ممکن ہے کہ سرخ مکھی کسی کونے کھدرے میں چھپ گئی ہو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر آؤ۔ میرے کمرے کے ساتھ ساتھ سارا گھر چھان مارو۔ یہاں ایک بھی سرخ مکھی ہو تو اسے ختم کر دینا ورنہ میں اور میری فیملی سرخ مکھی کے خوف سے نہ رات کو چین سے سو سکیں گے اور نہ ہی ہمیں دن کو سکون ملے گا''...... پروفیسر عدنان ترمذی نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

ٹیرم اور جیرم، چیف سے ملنے کے بعد اس کی رہائش گاہ سے باہر آئے۔ پورچ میں ایک کار کھڑی تھی۔ ٹیرم کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور جیرم نے گیٹ کی طرف جا کر گیٹ کھول دیا۔ اس نے جیسے ہی گیٹ کھولا ٹیرم نے تیزی سے کار بیک کی اور وہ کار لے کر گیٹ سے نکل کر باہر آ گیا۔

جیرم نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ گیٹ کا ذیلی دروازہ کھول کر باہر آ گیا جو بند ہوتے ہی اندر سے آٹو لاک ہو جاتا تھا۔ ٹیرم نے کار روکی ہوئی تھی۔ جیرم آگے بڑھ کر اس کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

''کہاں چلیں''...... ٹیرم نے جیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اپنے فلیٹ پر چلو اور کہاں چلنا ہے''...... جیرم نے جواب دیا۔

''فلیٹ میں جا کر کیا کرنا ہے۔ کیوں نہ ہم عمران کو چیک کریں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے۔ ہمیں اپنی پلاننگ کے تحت عمران کی حرکات پر نظر رکھنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کسی طریقے سے بلیک بک تک پہنچ جائے۔ اگر بلیک بک اسے مل گئی تو ہمارے لئے اچھا ہوگا پھر وہ جہاں بھی ہوگا ہم وہاں پہنچ کر اس سے بلیک بک حاصل کر لیں گے''...... ٹیرم نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ ابھی اور کچھ نہیں تو ہم عمران پر نظر رکھ کر اس کے ٹھکانوں کا تو پتہ چلا ہی سکتے ہیں کہ وہ کہاں کہاں جاتا ہے اور اس کے کس کس سے مراسم ہیں''...... جیرم نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ہاں۔ میں بھی تو یہی چاہتا ہوں اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہمیں سب کچھ چھوڑ کر عمران پر گہری نظر رکھنی چاہئے اور یہ بھی ممکن ہے کسی موڑ پر ہم میں سے کسی کو عمران کی جگہ لینے کی ضرورت پڑ جائے۔ ایسی صورت میں ہمیں یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ عمران کس سے کس انداز میں ملتا ہے اور اس کے ذرائع کیا ہیں''...... ٹیرم نے کہا۔

''تو یہ کام ہم اپنے فلیٹ میں بھی تو جا کر کر سکتے ہیں۔ عمران کے لباس پر میں نے جو وی پلگ لگایا ہے اس کا لنک میں نے ایک جدید سافٹ وئیر سے کر کے اپنے لیپ ٹاپ کمپیوٹر سے کر دیا ہے۔ اب ہم جہاں سے چاہیں عمران پر نظر رکھ سکتے ہیں''...... جیرم نے

کہا۔

''اوکے۔ تو پھر ہم فلیٹ میں ہی چلتے ہیں''...... ٹیرم نے کہا ان دونوں بھائیوں میں اس قدر اتفاق تھا کہ وہ ایک دوسرے کی بات نہیں ٹالتے تھے اور آسانی سے ایک دوسرے کی بات مان لیتے تھے۔ ان میں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بات کرنے اور لڑنے جھگڑنے کی عادت نہیں تھی۔ اسی لئے وہ جہاں جاتے تھے ایک ساتھ جاتے تھے اور اب تک ان دونوں نے ریڈ فلائی کے لئے جتنے بھی مشن مکمل کئے تھے اس میں ہمیشہ کامیابیاں ہی حاصل کی تھیں۔

ریڈ فلائی ایجنسی کا سربراہ کرنل ڈریمن تھا۔ یوں تو اس کی ایجنسی میں شاطر اور ذہین ایجنٹوں کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن وہ ٹیرم اور جیرم کو اپنی ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ کہتا تھا جن کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ کسی مشن پر اگر کرنل ڈریمن کو جانا ہوتا تو وہ اپنے ساتھ ٹیرم اور جیرم کو ہی لے جاتا تھا اور اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اسرائیلی پرائم منسٹر سے چونکہ کرنل ڈریمن نے ذاتی بنیاد پر یہ کیس حاصل کیا تھا اس لئے وہ اس مشن کو پورا کرنے کے لئے خود پاکیشیا آیا تھا اور اپنی معاونت کے لئے وہ ٹیرم اور جیرم کو بھی ساتھ لے آیا تھا۔

ٹیرم نے کار آگے بڑھائی اور پھر کار تیزی سے سڑک پر فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ ٹیرم کار دوڑاتا ہوا شہر کے وسط میں ایک کمرشل پلازہ میں پہنچ گیا۔ وہ کار کمرشل پلازا کی بیسمنٹ

میں لے گیا جہاں وسیع کار پارکنگ بنا ہوا تھا۔

کار پارک کرنے کے بعد ٹیرم اور جیرم نے کار کی پچھلی سیٹ سے اپنا سامان اٹھایا اور پھر وہ پارکنگ سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ایک لفٹ میں سوار تھے اور لفٹ انہیں لئے تیزی سے اوپر اٹھتی جا رہی تھی۔ لفٹ پلازہ کے رہائشی فلور پر رکی اور جیسے ہی اس کا دروازہ کھلا ٹیرم اور جیرم لفٹ سے باہر آ گئے۔ یہ فلور نمبر گیارہ تھا۔

لفٹ سے نکل کر وہ دائیں بائیں بنے ہوئے رہائشی فلیٹس کی راہداریوں سے گزر کر آخری راہداری کے آخری فلیٹ کے دروازے پر آ کر رک گئے۔ جیرم نے جیب سے دروازے کی چابی نکالی اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازے کا لاک کھولنا شروع کر دیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ دونوں اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہو گئے۔ فلیٹ اندر سے کافی کشادہ تھا اور وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

''تم لیپ ٹاپ آن کرو تب تک میں فریش ہو کر آتا ہوں''۔ ٹیرم نے کہا تو جیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیرم نے وہ تمام چیزیں جو وہ ساتھ لے کر گئے تھے ایک کمرے کے وارڈ روب میں رکھیں اور پھر اپنا لیپ ٹاپ کمپیوٹر لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے صوفے پر بیٹھ کر سامنے پڑی ہوئی میز اپنی طرف کھسکائی اور پھر اس نے لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر اسے کھول لیا۔ اس نے کمپیوٹر

آن کیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں کمپیوٹر کی ونڈو اوپن ہونے
کا انتظار کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں ونڈو اوپن ہو گئی تو جیرم نے
ماؤس کی سے ڈیسک ٹاپ پر موجود پروگرامز میں سے ایک سافٹ
وئیر کو کلک کیا تو سکرین پر وہ سافٹ ویئر لوڈ ہونا شروع ہو گیا۔

جیسے ہی سافٹ وئیر لوڈ ہوا جیرم نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر کام
کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں سکرین پھیل گئی اور سکرین پر
ایک میڈیا پلیئر لانچ ہو گیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک منظر ابھر
آیا۔ اس منظر میں عمران اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس جگہ موجود
تھا جہاں ٹیرم اور جیرم نے مل کر کیپٹن شاہد کو اغوا کیا تھا۔ عمران کا
ساتھی درخت پر چڑھا ہوا تھا اور ایک رسی کی مدد سے کیپٹن شاہد کی
لاش نیچے لٹکا رہا تھا اور نیچے کھڑا عمران کیپٹن شاہد کی لاش کو پکڑنے
کی کوشش کر رہا تھا۔

''ہونہہ۔ تو عمران یہاں تک پہنچ گیا ہے''...... جیرم نے جبڑے
بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ لیپ ٹاپ آن رکھ کر پیچھے ہٹ گیا اور پھر وہ
عمران اور اس کے ساتھی کی حرکات دیکھنا شروع ہو گیا۔ تھوڑی ہی
دیر میں اس نے عمران اور اس کے ساتھی کو سرخ رنگ کی سپورٹس
کار میں واپس جاتے دیکھا۔

کچھ دیر کے بعد ٹیرم بھی وہاں آ گیا اور پھر وہ بھی جیرم کے
ساتھ بیٹھ کر عمران اور اس کے ساتھی کو سرخ رنگ کی سپورٹس کار
میں سفر کرتے ہوئے دیکھنے لگا۔ جیرم نے ٹیرم کو بتا دیا تھا کہ عمران

اور اس کا ساتھی اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں انہوں نے کیپٹن شاہد کو
اغوا کر کے ہلاک کیا تھا اور پھر اس کی جگہ لی تھی۔ ٹیرم نے اس پر
کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔

عمران نے اپنے ساتھی کو ایک جگہ ڈراپ کیا اور پھر وہ کار لے
کر ایک سمت روانہ ہو گیا۔

''اب یہ شاید واپس اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا ہے''...... ٹیرم
نے سکرین پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے۔ یہ کنگ روڈ کی طرف
نہیں بلکہ ہائی وے کی طرف جا رہا ہے۔ کنگ روڈ کی طرف جانے
والی سڑک کو یہ کافی پیچھے چھوڑ آیا ہے''...... جیرم نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر یہ اب کہاں جا رہا ہے''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''دیکھتے ہیں۔ کہاں جاتا ہے یہ''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم
اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ عمران مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا
ہوا ایک ایسے علاقے میں آ گیا جہاں رہائشی عمارتیں تو موجود تھیں
لیکن وہ ایک دوسرے سے ہٹ کر اور کافی فاصلے پر تھیں اور یہ
علاقہ خاموش اور سنسان سا دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں
عمران کی کار ایک بے حد وسیع عمارت کے گیٹ کے سامنے رک
گئی۔ عمارت کی بناوٹ دیکھ کر ٹیرم اور جیرم بری طرح سے چونک
پڑے تھے۔ بلاشبہ یہ عمارت کسی مضبوط بنکر جیسی دکھائی دے رہی
تھی۔ س عمارت کی دیواریں اور اس کی ساخت دیکھ کر ٹیرم اور جیرم

کو یوں لگ رہا تھا جیسے عمارت انتہائی حفاظتی حصاروں میں گھری ہوئی ہو۔ انہیں اس عمارت کے ارد گرد اور اوپر بے شمار رنگ برنگی روشنیاں ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جو عام انداز میں نہیں دیکھی جا سکتی تھیں لیکن وہ چونکہ سیٹلائٹ سسٹم کے ایک جدید ترین سافٹ ویئر سے یہ سب دیکھ رہے تھے اس لئے انہیں عمارت کے گرد بنے ہوئے ریزز کے حصار واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

''حیرت ہے۔ یہ کیسی عمارت ہے جس کے گرد اس قدر حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں''...... ٹیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔ ان میں تو بلاکر ریزز بھی موجود ہیں جو کسی بھی قسم کے دھماکہ خیز مواد کو روکنے کا کام کرتی ہیں۔ ان ریزز کی موجودگی میں اگر اس عمارت پر ایٹم بم بھی گرا دیا جائے تب بھی یہ عمارت اسی طرح سے محفوظ رہے گی اور اس عمارت کے مکینوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ تابکاری کے اثرات سے بھی محفوظ رہیں گے''...... جیرم نے کہا۔

''اس قدر حفاظتی انتظامات تو ایکریمی صدر کے سپیشل ہاؤس میں بھی نہیں ہیں''...... ٹیرم نے کہا۔

''ہاں۔ اس عمارت کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ پاکیشیا کی انتہائی اہم عمارت ہو جس میں پاکیشیا کی کوئی خفیہ ایٹمی لیبارٹری موجود ہو''...... جیرم نے کہا۔

''نہیں۔ اس عمارت کی ساخت کسی لیبارٹری جیسی نہیں ہے۔ یہ تو ایک رہائشی عمارت کے طرز پر بنی ہوئی ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ یہاں پاکیشیا کی انتہائی اہم شخصیت موجود ہو سکتی ہے''...... جیرم نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''لیکن پاکیشیا کی ایسی کون سی اہم شخصیت ہو سکتی ہے جس کی حفاظت کے لئے اس قدر جدید اور فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں''...... جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحے ٹیرم سوچتا رہا پھر وہ یکلخت اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ یہ عمارت کیا ہے اور اس عمارت میں کون سی اہم شخصیت موجود ہو سکتی ہے''...... ٹیرم نے کہا تو جیرم حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''مجھے بتاؤ۔ کون ہے اس عمارت میں جو پاکیشیا کے لئے اس قدر اہم ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے صدر اور پرائم منسٹر ہاؤس سے بھی زیادہ بندوبست کیا گیا ہے''...... جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

''غور کرو۔ عمران ویسٹرن کالونی میں اپنی تحقیقات مکمل کر کے تمہارے خیال میں کہاں جا سکتا ہے اور پاکیشیا کی وہ کون سی ہستی ہے جو صدر سے بھی بلند مرتبہ ہے اور اس کے احترام کے لئے صدر بھی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے''...... ٹیرم نے مسکراتے ہوئے کہا

تو پہلے جیرم حیرت سے ٹیرم کی شکل دیکھتا رہا پھر اچانک وہ اس
بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک اس کے سر پر طاقتور بم پھٹ گیا
ہو۔

''ایکسٹو''...... جیرم کے منہ سے سنسناتی ہوئی آواز نکلی۔

''ہاں۔ یہ ایکسٹو کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ عمران ویسٹرن کالونی ایکسٹو
کی ایماء پر ہی گیا ہوگا اور اب چونکہ وہ اپنی تحقیقات مکمل کر کے
واپس آیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے
لئے یہاں آیا ہو''...... ٹیرم نے کہا۔

''تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا
تھا کہ ہم عمران کے ذریعے دنیا کے اس پراسرار ترین چیف ایکسٹو
کے ٹھکانے تک بھی پہنچ جائیں گے''...... جیرم نے اسی انداز میں
کہا۔

''عمران عمارت کے اندر جا رہا ہے۔ اس کے جسم پر لگا ہوا وی
پلگ اس قدر طاقتور ہے کہ ہم اس کی مدد سے عمارت کے ایک
ایک حصے کا آسانی سے جائزہ لے سکتے ہیں اور اگر یہ واقعی پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر آج ہم دنیا
کی انتہائی پراسرار اور طاقتور ترین ہستی کو دیکھ لیں گے۔ اس ہستی
جسے پاکیشیا کے صدر اور پرائم منسٹر تک نے نہ دیکھا ہوگا''...... ٹیرم
نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ گویا ہم دنیا کے ان افراد میں سے ہوں گے جو ایکسٹو

کو اپنی آنکھوں سے اس کے اصل روپ میں دیکھ سکیں گے''۔ ٹیرم
نے بھی اسی طرح جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن ایسا اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب عمران کے
لباس پر لگا ہوا وی پلگ کام کرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ وی پلگ عمارت
کے حفاظتی انتظامات کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دے اور ہماری بھی
ایکسٹو کو دیکھنے کی حسرت، حسرت بن کر ہی رہ جائے''...... ٹیرم
نے کہا۔

''اس کے لئے میں وی پلگ کی کپیسٹی کم کر دیتا ہوں۔ کپیسٹی کم
ہونے کی وجہ سے وی پلگ کسی بھی ریز کی زد میں نہیں آئے گا اور
اگر عمارت میں سائنسی آلات کو چاہے وہ مائیکروفون ہی کیوں نہ ہو
کو ٹریس کرنے کے لئے سرچ سسٹم لگا ہوا ہو گا تو وہ بھی وی پلگ کو
چیک نہیں کر سکے گا''...... جیرم نے کہا۔

''تو جلدی کرو۔ گیٹ کھل رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ عمران کار
عمارت کے اندر لے جائے۔ وی پلگ کی پاور کپیسٹی کم کر دو تاکہ یہ
اسی طرح عمران کے لباس سے چپکا رہے اور کام کرتا رہے''۔ ٹیرم
نے کہا تو جیرم نے آگے ہو کر ایک بار پھر کمپیوٹر کیز پر کام کرنا
شروع کر دیا۔ اس دوران گیٹ آٹو میٹک انداز میں کھل گیا تھا اور
عمران کار اندر لے گیا تھا۔ عمارت کی اندرونی ساخت دیکھ کر ٹیرم
اور جیرم کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئی تھیں۔

''باپ رے۔ یہ عمارت تو واقعی کسی خفیہ ہیڈ کوارٹر سے کم معلوم

نہیں ہو رہی ہے۔ عمارت کی دیواروں میں آٹو میٹک مشین گنیں بھ چھپی ہوئی ہیں اور جگہ جگہ منی میزائل لانچر بھی لگے ہوئے ہیں تا اس عمارت پر اگر حملہ کیا جاسکے تو عمارت کے اندر سے ہی حم آوروں کا بھرپور مقابلہ کیا جائے اور اگر کوئی خفیہ طریقے ۔ عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو وہ عمارت کے حفاظ حصاروں سے گزر ہی نہ سکے''...... جیرم نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہ سارے حفاظتی انتظامات دیکھ کر تو مجھے اور زیا یقین ہوگیا ہے کہ یہ ایکسٹو کا ہی ہیڈ کوارٹر ہے''...... ٹیرم نے کہا انہوں نے عمران کو کار سے نکل کر عمارت کے مختلف حصوں سے گز کر ایک راہداری میں جاتے دیکھا۔ اسی لمحے ان کی سکرین پر ہلکی ہلکی سی لرزش ہونا شروع ہوگئی۔ سکرین یوں ہل رہی تھی جیسے سافٹ ویئر میں کوئی خلل آ گیا ہو۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ سکرین ہل کیوں رہی ہے''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''اس راہداری میں ہیوکو ریز کا جال پھیلا ہوا ہے جو کسی بھی ٹیلی ویوسسٹم کو بلاک کرسکتا ہے تاکہ اندرونی تصویریں نہ لی جاسکیں لیکن تم فکر نہ کرو۔ وی پلگ ہیوکو ریز کا بھی آسانی سے مقابلہ کر لے گا اور یہ بلاک نہیں ہوگا لیکن اگر عمران اس مشین روم میں چلا گیا جہاں سے ہیوکو ریز آپریٹ کی جا رہی ہیں تو''...... جیرم کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہوا تو کیا ہوگا''...... ٹیرم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جہاں ہیوکو ریز کا دباؤ زیادہ ہوگا وہاں ہمارے لئے اردگرد کا ماحول دیکھنا مشکل ہو جائے گا۔ عمران کے لباس پر تو چونکہ وی پلگ لگا ہوا ہے اس لئے وہ تو سکرین پر ہمیں صاف دکھائی دے گا لیکن اس کے اردگرد کیا ہے وہ ہمیں صاف طور پر دکھائی نہیں دے گا یہاں تک کہ اگر عمران کے سامنے کوئی اور شخص بھی ہوا تو ہم اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکیں گے''...... جیرم نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم اس پرابلم کو ایڈجسٹ نہیں کر سکتے''...... ٹیرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جب تک ہیوکو سسٹم کو آف نہیں کیا جاتا اس پرابلم کو ٹھیک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بس تم دعا کرو کہ ایکسٹو اس روم میں نہ ہو جہاں سے ہیوکو سسٹم کو آپریٹ کیا جا رہا ہے''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

عمران راہداری کے آخری سرے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا اور وہ جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا اس کے اردگرد کا ماحول دھندلاتا جا رہا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ تو لگتا ہے اسی مشین سسٹم کی طرف جا رہا ہے جہاں سے ہیوکو سسٹم آپریٹ ہو رہا ہے''...... ٹیرم نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔ اسی لمحے عمران ایک کمرے کے دروازے پر جا کر

رک گیا پھر اس نے نجانے کیا کیا کہ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ سکرین پر دھندلاہٹ اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ صحیح طور پر دروازہ بھی نہیں دیکھ پا رہے تھے کہ وہ کس ساخت کا ہے اور عمران نے اسے کیسے کھولا ہے۔

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کے گرد کا ماحول اور زیادہ دھندلا گیا۔ اب عمران کے ایک فٹ کے فاصلے کے بعد انہیں سوائے دھند کے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”یہ کیا ہو گیا۔ یہاں تو کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے“۔ ٹیرم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”میں کوشش کرتا ہوں کہ وی پلگ کی کپیسٹی اور کم کر سکوں تا کہ ہمیں کمرے کی ساخت معلوم ہو سکے اور یہاں موجود چیزیں دکھائی دے سکیں“...... جیرم نے کہا اور اس نے ایک بار پھر کمپیوٹر پر کام کرنا شروع کر دیا لیکن کوششوں کے باوجود وہاں کا ماحول کلیئر نہیں ہو رہا تھا۔ دونوں کی نظریں بدستور سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ انہیں عمران کے سامنے ایک انسان کا انتہائی دھندلا سا سایہ دکھائی دے رہا تھا۔ سایہ اس قدر دھندلا تھا کہ وہ نہ تو اس کے خد و خال دیکھ سکتے تھے نہ ہی اس بات کا اندازہ لگا سکتے تھے کہ دوسرے شخص نے کس قسم کا لباس پہن رکھا ہے اور اس کا قد کاٹھ کیا ہے۔

”ہونہہ۔ یہاں تیوکو ریزز کی پاور زیادہ ہے۔ میری کوئی کوشش کام نہیں کر رہی ہے“...... جیرم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تو پھر کیا کریں۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ آج ہماری قسمت جاگ اٹھی ہے اور ہم اس شخص کو دیکھ لیں گے جو ساری دنیا کے لئے انتہائی پراسرار بنا ہوا ہے“...... ٹیرم نے منہ بنا کر کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ ہم آج نہ صرف ایکسٹو کا چہرہ دیکھیں گے بلکہ اس کے ہیڈ کوارٹر پر بھی قبضہ کریں گے“...... جیرم نے کہا تو ٹیرم چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”وہ کیسے“...... ٹیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سکرین پر تو ہمیں اب کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے لیکن وی پلگ کو ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر کے کسی حفاظتی سسٹم نے مارک نہیں کیا ہے۔ وی پلگ اب بھی کام کر رہا ہے۔ میں سرچ کر کے اس ہیڈ کوارٹر کے تمام حفاظتی سسٹم کا نہ صرف پتہ لگا سکتا ہوں بلکہ انہیں بلاک کر کے اپنے کنٹرول میں بھی کر سکتا ہوں۔ ہم یہ تو دیکھ ہی چکے ہیں کہ عمران کن کن راستوں سے ہوتا ہوا اس عمارت تک گیا تھا۔ ایکسٹو کو اصلی حالت میں دیکھنے اور اس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے کے لئے ہمیں اس عمارت میں جانا ہو گا۔ ایک بار ہم اس عمارت میں داخل ہو گئے تو پھر سمجھ لو کہ عمران کے ساتھ ایکسٹو بھی ہمارے قدموں میں ہو گا اور پھر ایکسٹو کا یہ جنگی قلعہ بھی ہمارے قبضے میں ہو گا۔ جہاں بیٹھ کر ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں“...... جیرم کہتا چلا گیا۔

”ونڈر فل۔ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو ہم پاکیشیا کے سیاہ و سفید

کے مالک بن جائیں گے۔ ہم جس بلیک بک کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اسے تلاش کرنے کے لئے ہمیں مزید تگ و دو بھی نہیں کرنی پڑے گی۔ ہم میں سے کوئی ایک ایکسٹو بن کر یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی لے سکتا ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''لیس۔ تو کیا کہتے ہو''...... جیرم نے مسکرا کر کہا۔

''نیکی اور پوچھ پوچھ''...... ٹیرم نے ہنس کر کہا تو جیرم بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو پھر ہمیں نیکی کے اس کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے، ایکسٹو کے ساتھ اگر عمران بھی وہیں ہمارے ہاتھ آ جائے تو یہ ہمارے لئے اور زیادہ اچھا ہو گا''...... جیرم نے کہا۔

''تو پھر چلو۔ دیکھیں تو سہی کہ آخر یہ ایکسٹو ہے کون اور اس نے کس طرح اتنے عرصے سے خود کو دنیا کی نظروں سے چھپا رکھا ہے''...... ٹیرم نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جیرم نے لیپ ٹاپ آف کیا اور پھر وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں کے چہروں پر انتہائی مسرت اور جوش کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ واقعی دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک محاذ فتح کرنے کے لئے جا رہے ہوں۔

عمران جیسے ہی دانش منزل میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے کہا تو بلیک زیرو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور عمران اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کچھ پتہ چلا''...... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

''نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سرخ مکھیاں وہاں خود نہیں آئی تھیں انہیں وہاں باقاعدہ میجر راشد کو ٹارگٹ کرنے کے لئے لایا گیا تھا''......عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ مگر کون لایا تھا وہاں زہریلی سرخ مکھیاں اور کسی کی میجر راشد سے کیا دشمنی ہو سکتی تھی''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''دشمنی نہیں۔ یہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ جس کی تہہ تک پہنچنا ہی ہو گا۔ زہریلی سرخ مکھیاں پیرا میڈیکل کمپلیکس کا چیف ڈاکٹر سبطین لایا تھا۔ ڈاکٹر سبطین کے روپ میں آنا والا کوئی اور ہی تھا۔ اس نے ڈاکٹر سبطین کا میک اپ کر رکھا تھا۔ میں نے پروفیسر عدنان ترمذی سے ڈاکٹر سبطین کا فون نمبر لیا تھا اور انہیں کال کی تھی تو ڈاکٹر سبطین نے اس بات سے لاعلمی کا اظہار کر دیا تھا کہ مسز عدنان نے انہیں کوئی فون کیا تھا یا پھر وہ کسی غرض سے پروفیسر عدنان ترمذی کے ہاں گئے تھے۔ میں نے پروفیسر عدنان ترمذی کی رہائش گاہ چیک کی تھی وہاں مجھے کوئی سراغ تو نہیں ملا تھا البتہ یہ ضرور پتہ چل گیا تھا کہ ڈاکٹر سبطین بن کر آنے والے شخص نے پروفیسر عدنان ترمذی کو کوئی انجکشن نہیں لگایا تھا۔ اگر انہیں کوئی انجکشن لگایا گیا ہوتا تو ان کے بازو پر اس انجکشن کا ضرور کوئی نشان ہوتا۔ البتہ پروفیسر ترمذی کے جسم پر ہلکے ہلکے سرخ نشان ضرور بنے ہوئے تھے جو اس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ پروفیسر عدنان ترمذی کو ہائمنٹ پلز دی گئی تھی تا کہ انہیں اپنے دل کے مقام پر شدید درد ہو اور وہ بے ہوش ہو جائیں۔ میں نے اور ٹائیگر نے وہاں تحقیقات کی ہیں وہاں سے صرف اس بات کا پتہ چلا تھا کہ پروفیسر عدنان ترمذی کے ایک ملازم کو کسی شخص نے کچھ گولیاں دی تھیں تا کہ وہ کسی طرح ایک دو گولیاں پروفیسر عدنان ترمذی کو کھلا دے تا کہ ان

کے سینے میں درد اٹھے اور ان کے گھر والے ڈاکٹر سبطین کو بلانے پر مجبور ہو جائیں۔ اس ملازم نے تھوڑی سی رقم کی خاطر اس انجان شخص کی بات مان لی تھی۔ میں نے اسے کرنل درانی کے سپرد کر دیا ہے تا کہ وہ اس سے مزید پوچھ گچھ کر سکیں لیکن میرا نہیں خیال کہ ملازم مزید کچھ جانتا ہو گا۔ اسے محض پروفیسر عدنان ترمذی کو تکلیف دینے کے لئے آگے کیا گیا تھا تا کہ ڈاکٹر سبطین کے روپ میں اس شخص کو ویسٹرن کالونی میں داخل ہونے کا راستہ مل سکے اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ ڈاکٹر سبطین بن کر وہ پروفیسر عدنان ترمذی کی رہائش گاہ میں ان کا علاج کرنے کے بہانے گیا اور پھر اس نے پروفیسر عدنان ترمذی کے کمرے کی ایک کھڑکی سے سرخ مکھیاں اڑائیں جنہوں نے میجر راشد کے گھر جا کر ڈائریکٹ اس پر حملہ کیا اور اسے ہلاک کر دیا اور پھر سرخ مکھیاں پروفیسر عدنان ترمذی کی رہائش گاہ میں واپس آ گئیں جنہیں ڈاکٹر سبطین کے میک میں موجود شخص نے شاید کسی جار میں رکھ لیا ہو گا اور پھر وہ وہاں سے اطمینان سے نکل گیا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کسی کو اس بات کا علم نہیں ہوا کہ ڈاکٹر سبطین اصلی ہے یا پھر نقلی''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''شاید اس شخص کا قد کاٹھ ڈاکٹر سبطین جیسا تھا اور پھر اس نے میک اپ بھی تو کر رکھا تھا اس کے علاوہ پروفیسر عدنان ترمذی کی حالت اس قدر خراب تھی کہ شاید ہی کسی نے ڈاکٹر سبطین پر کوئی

توجہ دی ہو''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر سبطین کو باقاعدہ فون کر کے بلایا گیا تھا۔ اگر ڈاکٹر سبطین کو کال کی گئی تھی تو ان کی کال مجرم نے کیسے رسیو کی ہو گی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اس شخص نے اس کے لئے بھی پہلے سے ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کیا ہو گا۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی آدمی ڈاکٹر سبطین کے پاس رہا ہو اور اس نے ڈاکٹر سبطین کے سیل میں ڈائیورٹ سسٹم آن کر دیا ہو۔ ڈائیورٹ سسٹم کے تحت کال ایک نمبر سے دوسرے نمبر پر آسانی سے منتقل ہو جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لگتا ہے میجر راشد کو قتل کرنے کے لئے ذہانت آمیز پلاننگ کی گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ساری گیم میجر راشد کو ہلاک کرنے کے لئے ہی کھیلی گئی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن عمران صاحب میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ سرخ مکھیاں اگر ڈاکٹر سبطین اپنے ساتھ کسی جار یا کسی باکس میں لایا تھا اور اس نے وہ مکھیاں پروفیسر عدنان ترمذی کے گھر سے ہی اڑائی تھیں تو مکھیاں وہاں سے سیدھی میجر راشد کی رہائش گاہ میں ہی کیوں گئی تھیں اور انہوں نے میجر راشد پر ہی کیوں حملہ کیا تھا۔ میجر راشد کو ہلاک کر کے مکھیاں کسی اور کو نقصان پہنچائے بغیر واپس پروفیسر عدنان ترمذی کے گھر آئیں جنہیں ڈاکٹر سبطین کے روپ

میں موجود مجرم نے پھر سے باکس یا کسی جار میں بند کیا اور وہاں سے نکل گیا۔ ایسا تو تب ہی ممکن ہے جب سرخ مکھیاں اصلی نہ ہوں بلکہ مشینی ہوں اور انہیں باقاعدہ کنٹرول کیا جا رہا ہو جبکہ آپ نے بتایا ہے کہ وہاں سے ملنے والی سرخ مکھیاں اصلی تھیں۔ اگر وہ اصلی تھیں پھر انہیں اس طرح سے کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا ٹارگٹ ہٹ کریں اور پھر واپس بھی آ جائیں''...... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی بات سے تو میں بھی پریشان ہوں۔ مجھے وہاں ایک بھی سرخ مکھی نہیں ملی تھی۔ میجر راشد کے بیڈ روم سے جو مردہ سرخ مکھیاں ملی تھیں انہیں کرنل درانی نے چیکنگ کے لئے فرانسک لیبارٹری میں بھیج دیا تھا۔ میں نے فرانسک لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ادریس سے بات کی ہے اور اس سے کہا ہے کہ وہ ایک دو مکھیاں میرے لئے بھی سنبھال کر رکھے ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی ان مکھیوں کا اپنے طور پر پوسٹ مارٹم کرنا پڑ جائے''...... عمران نے کہا تو مکھیوں کے پوسٹ مارٹم کرنے کا سن کر بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر سرخ مکھیوں کا راز معلوم ہو جائے تو ان سے میجر راشد کی ہلاکت کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے ہلاک کرنے کی اصل پلاننگ کیا تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ پلاننگ صرف میجر راشد کو قتل کرنے کے لئے

نہیں تھی بلکہ میجر راشد کے پاس کچھ ایسا ہے جسے مجرم ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں یہ سن کر اور زیادہ حیرت ہو گی کہ جب میں میجر راشد کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک فوجی وردی میں ملبوس شخص پہلے سے ہی موجود تھا جو میجر راشد کے کمرے کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لے رہا تھا۔ میں نے جب اسے آواز دی تو وہ یوں چونک پڑا جیسے میری غیر متوقع آمد پر وہ بوکھلا گیا ہو۔ اس کا چہرہ تو میرے لئے انجان تھا اور مجھے یہ بھی محسوس نہیں ہوا تھا کہ اس نے میک اپ کیا ہوا ہے لیکن اس کی آنکھیں دیکھ کر مجھے ایسا لگا تھا جیسے میں اسے بخوبی جانتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں اس سے مزید بات کرتا اس نے اچانک خنجر نکال کر مجھ پر حملہ کر دیا“...... عمران نے کہا اور پھر وہ میجر راشد کے کمرے میں حملہ آور سے ہونے والی فائٹ کے بارے میں اسے تفصیل بتانے لگا۔

”حیرت ہے۔ کون تھا وہ آدمی اور اسے آپ نے اتنی آسانی سے جانے کیوں دیا تھا“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اب میں نے اس کی آنکھوں کی بناوٹ سے پہچان لیا ہے۔ وہ جیرم تھا۔ ٹیرم کا جڑواں بھائی جو اسرائیل میں دو بڑے شیطانوں کی طرح مشہور ہیں اور جن کا تعلق اسرائیل کی ایک طاقتور اور انتہائی فعال ریڈ فلائی ایجنسی سے ہے۔ دونوں انتہائی تیز اور ایکشن

ایجنٹ ہیں“...... عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا تو ریڈ فلائی اور ایکشن ایجنٹوں کا سن کر بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ تو کیا میجر راشد کی ہلاکت کے پیچھے ریڈ فلائی کا ہاتھ ہے“...... بلیک زیرو نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر جیرم یہاں موجود ہے تو پھر اس کا بھائی ٹیرم بھی یہیں ہو گا اور جیرم کا میجر راشد کے گھر میں موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ میجر راشد کی ہلاکت اتفاقیہ حادثہ نہیں تھی۔ میجر راشد کے پاس ضرور کوئی خاص چیز موجود تھی جس کے لئے جیرم ویسٹرن کالونی کی فرسٹ چیک پوسٹ کے کیپٹن شاہد کے میک اپ میں وہاں پہنچا تھا۔ میں نے کیپٹن شاہد کے ساتھ آنے والے اس کے ساتھیوں سے بات کی تھی تو انہوں نے بتایا تھا کہ راستے میں ایک سڑک پر درخت گرا ہوا تھا جسے وہ چاروں اٹھانے کے لئے گئے تھے اور جب انہوں نے درخت اٹھایا تو کیپٹن شاہد جیپ میں نہیں تھا لیکن پھر چند لمحوں کے بعد وہ درختوں کے پیچھے سے نکل آیا تھا اور یہ کہا کہ وہ پیشاب کرنے کے لئے گیا تھا۔ میں نے اور ٹائیگر نے اس جگہ جا کر چیکنگ کی تو ایک درخت پر ہمیں کیپٹن شاہد کی لاش ملی تھی اور وہاں کچھ ایسی چیزیں موجود تھیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی تھیں کہ وہاں ٹیرم اور جیرم دونوں ہی موجود تھے اور انہوں نے بڑے اطمینان سے کیپٹن شاہد کو ہلاک کر کے اس کی جگہ لی تھی اور پھر جیرم، میجر راشد کے گھر پہنچ گیا تھا“...... عمران

نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”کیا آپ نے بعد میں میجر راشد کی رہائش گاہ کی چیکنگ نہیں کی تھی جس سے معلوم ہوتا کہ جیرم وہاں سے کیا لینے کے لئے آیا تھا“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”میں نے وہاں بہت باریک بینی سے چیکنگ کی ہے لیکن مجھے تو وہاں سے کچھ نہیں ملا ہے جس سے میں بے حد پریشان ہوں اور میری سمجھ میں یہ بھی نہیں آ رہا ہے کہ آخر میجر راشد مجھے کیا بتانا چاہتا تھا۔ مجھے تو اس بات کا افسوس ہو رہا ہے کہ مجھے کل ہی اس سے مل لینا چاہئے تھا۔ اسرائیلی ایجنٹوں کا یہاں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ میجر راشد کے پاس کوئی ایسی چیز تھی جس سے اسرائیل کا بہت بڑا راز ہمارے ہاتھ آ سکتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے فوری طور پر اور انوکھے انداز میں میجر راشد کو ہلاک کیا تاکہ وہ کسی کو اس چیز کے بارے میں نہ بتا سکے اور بعد میں اسرائیلی ایجنٹ وہ چیز حاصل کر کے یہاں سے نکل جائیں“...... عمران نے کہا۔

”واقعی یہ انتہائی پریشانی والی بات ہے کہ میجر راشد آخر اسرائیل سے ایسی کیا چیز لے آیا ہے کہ ریڈ فلائی جیسی خطرناک تنظیم اس کے پیچھے آ گئی ہے اور پھر میجر راشد نے اس چیز کے بارے میں اپنے چیف کو کیوں نہیں بتایا“...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ انداز میں کہا۔

”اب مجھے ریڈ فلائی کے ان ایجنٹوں پر نظر رکھنی پڑے گی۔ ان کے ذریعے ہی اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ آخر وہ یہاں کیوں آئے ہیں“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”آپ کو چاہئے تھا کہ جیرم اگر آپ کے سامنے آ ہی گیا تھا تو آپ اسے وہیں قابو کر لیتے اور اسے وہاں سے بھاگنے کا موقع ہی نہ دیتے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ وہ راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا اور ویسے بھی میں اسے فوری پہچان نہیں سکا تھا۔ وہاں کرنل درانی سمیت ملٹری سپیشل فورس کے بہت سے رکن موجود تھے۔ یہ تو شکر ہے کہ اس نے فرار ہونے کے لئے زہریلے دھویں والا کیپسول استعمال کیا تھا ورنہ وہ فرار ہونے کے لئے وہاں بلاسٹر بھی پھینک سکتا تھا جس سے مجھ سمیت وہاں موجود ملٹری سپیشل فورس کو بھی نقصان ہو سکتا تھا۔ وہ ڈینجر اور ایکشن ایجنٹ ہیں اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ جیرم کو وہاں سے نکلنے کے لئے لاشوں کے انبار لگانے پڑیں“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر اب آپ اس تک کیسے پہنچیں گے۔ ٹیرم اور جیرم ڈینجر اور ایکشن ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے انتہائی عیار انسان ہیں۔ وہ لمحوں میں اپنا روپ بدل لیتے ہیں اور ان کے پاس ایسی ایسی سائنسی ایجادات ہیں جن کی مدد سے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ایسے خطرناک ایجنٹوں کا پاکیشیا میں کھلے عام گھومنا کسی بھی طرح

پاکیشیا کے لئے سود مند ثابت نہیں ہو سکتا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک بار مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ وہ دونوں میجر راشد سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں ان کے لئے ایسا جال پھیلاؤں گا کہ وہ دونوں زخمی پرندوں کی طرح پھڑ پھڑاتے رہ جائیں گے''......عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''واقعی ان دونوں ڈینجر اور ایکشن ایجنٹوں کا ہمیں جلد سے جلد کچھ کرنا ہو گا ورنہ وہ یہاں کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ دونوں جس قدر عیار ہیں اسی قدر ظالم، بے رحم اور سفاک بھی ہیں۔ انسانوں کو وہ کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور اپنے مفاد کے لئے وہ لاشوں کے ڈھیر تک لگا دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ عیار اور بے رحم ہیں تو میں ان جیسے مجرموں کے لئے ان سے بھی بڑا عیار اور سفاک انسان ہوں۔ اگر انہوں نے یہاں انسانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھا تو میں بھی انہیں کیڑے مکوڑوں کی طرح اپنے پیروں تلے کچل کر رکھ دوں گا''......عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی درندگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور عمران کے چہرے پر درندگی کے تاثرات دیکھ کر بلیک زیرو بھی دہل گیا۔ اس نے عمران کا یہ روپ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی لمحے اچانک عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے اپنی ناک میں عجیب سی بو کا احساس ہوا۔ اس سے

پہلے کہ وہ کچھ کرتا اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کا دماغ جکڑا گیا ہو اور ساتھ ہی اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران کا پورا جسم ساکت سا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ دیکھ اور سن سکتا تھا لیکن وہ اپنی ایک انگلی کو بھی جنبش نہیں دے سکتا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

یہی حال بلیک زیرو کا بھی ہوا تھا اس کا دماغ بھی سن ہو گیا تھا اور اس کا جسم بھی کسی بت کی طرح سے ساکت ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے باہر سے یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر چند لمحوں بعد دوڑتے قدموں کے ساتھ جیسے دو افراد آپریشن روم کے دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔

''یہی کمرہ ہے جس میں عمران اور ایکسٹو موجود ہیں۔ اڑا دو اس دروازے کو''...... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی عمران کو اپنا دل ڈوبتا اور سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں کیونکہ وہ ساکت ہونے کے باوجود اس آواز کو پہچان گیا تھا۔ یہ آواز اسی اسرائیلی ایجنٹ جیرم کی تھی جس سے اس کی میجر راشد کی رہائش گاہ میں فائٹ ہوئی تھی اور جیرم وہاں دھوئیں کا بم پھینک کر نکل گیا تھا۔

دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور آپریشن روم کا دروازہ اچھل کر اندر آ گرا۔ شاید دروازے کو کسی بم سے اڑایا گیا تھا۔ اسی لمحے دو افراد اچھل کر آپریشن روم میں داخل ہو گئے۔ وہ جیسے ہی

سامنے آئے عمران کا دل جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا کیونکہ وہ دونوں
ٹیرم اور جیرم ہی تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر میک اپ تھا لیکن
اس کے باوجود عمران انہیں ایک لمحے میں پہچان گیا تھا۔

ٹیرم نے کار درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر وہ کار سے اتر کر باہر نکل آیا۔ جیرم جو سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا وہ بھی کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ لیپ ٹاپ کمپیوٹر اس کے ہاتھوں میں تھا جو آن تھا اور وہ اس کمپیوٹر پر دانش منزل کے بارے میں مسلسل انفارمیشن حاصل کرتا ہوا آیا تھا۔

''سب ٹھیک ہے''...... ٹیرم نے جیرم کو کار سے نکلتے دیکھ کر اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے عمارت کے تمام سیکورٹی سسٹم کا پتہ چلا لیا ہے''...... جیرم نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم عمارت کے تمام سیکورٹی سسٹم کو بلاک کر سکتے ہو''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ یہ بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے''...... جیرم نے

مسکرا کر کہا تو ٹیرم نے جواباً مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ڈگی سے سامان نکالو۔ تب تک میں کمپیوٹر سسٹم آف کرتا ہوں''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کے عقبی حصے کی جانب بڑھ گیا جبکہ جیرم نے لیپ ٹاپ کار کی چھت پر رکھا اور اسے آف کرنے میں مصروف ہو گیا۔

ٹیرم نے ڈگی کھول کر اس میں سے ایک تھیلا باہر نکالا اور پھر وہ تھیلا اٹھا کر سائیڈ میں موجود ایک مسطح چٹان کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے تھیلا لے کر اس چٹان پر رکھا اور پھر وہ مڑ کر جیرم کو دیکھنے لگا جو کمپیوٹر آف کر کے اسے کار کی سیٹ پر رکھ کر اسی طرف آ رہا تھا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر ٹیرم نے تھیلا کھول دیا۔

''جو چاہئے اس میں سے خود نکال لو''...... ٹیرم نے کہا تو جیرم نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے تھیلے سے چھوٹی چھوٹی مشینیں نکالنی شروع کر دیں۔ مشینوں کو باہر نکال کر اس نے انہیں نیچے ایک خاص ترتیب سے رکھا اور پھر ان مشینوں سے لگی ہوئی تاریں کھینچ کھینچ کر انہیں آپس میں لنک کرنا شروع ہو گیا۔ جب تمام مشینیں ایک دوسرے سے لنکڈ ہو گئیں تو اس نے مشینوں کو آن کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں مشینوں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ یہ چار مشینیں تھیں جن کے ساتھ ایریل بھی نصب تھے۔ جیرم نے ان ایریلوں کو کھینچ کر لمبا کیا اور پھر اس نے تھیلے سے ایک اور چھوٹی سی مشین نکالی اور اسے آن کرنا

شروع ہو گیا۔ جیسے ہی مشین آن ہوئی اس پر لگے مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

''یہ لو۔ یہ پاور مشین ہے۔ تم اسے لے جا کر اس عمارت کے کسی حصے میں پھینک آؤ۔ اس مشین کی مدد سے عمارت کے تمام حفاظتی سسٹم کا ڈیٹا ہماری ان مشینوں میں آ جائے گا اور پھر یہ مشینیں خود بخود عمارت کے تمام حفاظتی سسٹم کو ناکارہ کر دیں گی۔ جیسے ہی عمارت کا حفاظتی نظام بریک ڈاؤن ہو گا ہم فوراً عمارت میں داخل ہو جائیں گے اور اندر جاتے ہی ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے۔ عمران اور ایکسٹو عمارت کے کسی بھی حصے میں چھپے ہوئے ہوں گے ہم آسانی سے ان تک پہنچ جائیں گے''...... جیرم نے مشین ٹیرم کو دیتے ہوئے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر مشین لے کر تیز تیز چلتا ہوا دانش منزل کی عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ عمارت کے سامنے نہ آئے اور عمارت کے سامنے موجود درختوں میں ہی چھپا رہے تاکہ اگر ایکسٹو عمارت کے باہر کی نگرانی کر رہا ہو تو اسے اس کی آمد کا علم نہ ہو سکے۔ جب وہ عمارت کے ٹھیک سامنے پہنچ گیا تو وہ ایک درخت کے عقب میں آ گیا اور پھر عمارت کو غور سے دیکھنے لگا۔ گیٹ اور دیواروں پر شارٹ سرکٹ کیمرے لگے ہوئے تھے جو باقاعدہ موو ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ٹیرم چونکہ احتیاط کے ساتھ اور درختوں کے پیچھے چھپتا ہوا عمارت کے سامنے آیا تھا اس لئے

اسے یقین تھا کہ اسے کسی کیمرے سے نہیں دیکھا گیا ہو گا۔ وہ چند لمحے کیمروں کی لوکیشن چیک کرتا رہا کہ وہ کس طرف موو ہوتے ہیں۔ پھر جیسے ہی اس نے کیمروں کو دائیں بائیں ہوتے دیکھا تو وہ تیزی سے درخت کے پیچھے سے نکلا اور اس نے پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گیٹ کے اوپر سے عمارت کے اندر پھینک دی۔ مشین اُڑتی ہوئی گیٹ کے اوپر سے گزرتی ہوئی عمارت کے اندر جا گری۔ جیسے ہی مشین اندر گری اندر ایک ہلکا سا دھاکہ ہوا اور ساتھ ہی عمارت میں یکلخت جیسے سینکڑوں فلیش ایک ساتھ چمکے ہوں۔ جیسے ہی عمارت میں فلیش ہوا اس کے ساتھ ہی ٹیرم نے موو کرنے والے کیمروں کو ساکت ہوتے دیکھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ عمارت کے اندر تمام سسٹم بلاک ہو چکے ہیں۔ اسی لمحے جیرم تیزی سے بھاگتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

”عمارت کا تمام حفاظتی سسٹم بلاک ہو گیا ہے۔ پاور مشین کے فلیش سے نہ صرف عمارت کا تمام حفاظتی نظام ختم ہو گیا ہے بلکہ اس مشین کے پھٹنے کی وجہ سے عمارت کے اندر امبروس گیس بھی پھیل گئی ہے جو ہر جاندار کی جسمانی طاقت سلب کر لیتی ہے۔ اس گیس کی وجہ سے عمران اور ایکسٹو پتھر کے بتوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے وہ سوائے سننے اور دیکھنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے ہم اب اطمینان سے عمارت کے ہر حصے میں پہنچ سکتے ہیں“...... جیرم نے کہا۔

”تو کیا اب اندر جانے سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو گا“۔ ٹیرم نے پوچھا۔

”نہیں۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پہلے تو شاید ہم اندر ایک فائر بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن اب ہم چاہیں تو اس عمارت کو بموں اور میزائلوں سے ایک لمحے میں ملبے کا ڈھیر بنا سکتے ہیں“...... جیرم نے کہا۔ اس نے جیب سے ایک موٹی نال والی گن نکالی اور پھر اس نے گن کا رخ گیٹ کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ گن سے ایک منی میزائل نکل کر گیٹ سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گیٹ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

”آؤ جلدی“...... جیرم نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے اس خلاء کی طرف بڑھا جو گیٹ کے تباہ ہونے کی وجہ سے بن گیا تھا۔

”تم چلو۔ میں اسلحہ لے کر آتا ہوں“...... ٹیرم نے کہا اور تیزی سے اس طرف دوڑ گیا جس طرف جیرم نے تھیلے سے مشینیں نکال کر وہاں ایڈجسٹ کر رکھی تھیں۔ اسے جاتے دیکھ کر جیرم وہیں رک گیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں ٹیرم مشین گنیں اور جیبوں میں بم ڈال کر لے آیا۔

”تم یہیں ہو ابھی“...... ٹیرم نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے سوچا ہم اندر ایک ساتھ ہی جائیں گے“۔ جیرم نے جواب دیا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔

''تمہیں یاد ہے نا کہ عمران کن راستوں سے گزرتا ہوا راہداری اور پھر اس کمرے کی طرف گیا تھا جہاں ایک اور آدمی بھی موجود تھا جو ایکسٹو کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے''...... ٹیرم نے جیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے تمام راستے یاد ہیں''...... جیرم نے جواب دیا اور پھر وہ عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ایک راہداری میں داخل ہو رہے تھے۔

''یہ ہے وہ راہداری۔ اس کے آخری حصے میں وہ کمرہ ہے جہاں عمران اور ایکسٹو موجود ہیں''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے بھاگتے ہوئے راہداری کے آخری حصے میں پہنچ گئے جہاں ایک بڑا فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔

''یہی کمرہ ہے جس میں عمران اور ایکسٹو موجود ہیں۔ اڑا دو اس دروازے کو''...... جیرم نے چیختے ہوئے کہا تو ٹیرم تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جیب سے ایک میگنٹ بم نکال کر اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے دروازے سے چپکا دیا اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہی وہ تیزی سے راہداری کے سرے پر آ گئے۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کمرے کے دروازے کے پرخچے اُڑ گئے۔ دروازے کا ایک بڑا حصہ ٹوٹ کر اندر جا گرا تھا۔

''آؤ آؤ۔ جلدی''...... جیرم نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں ہر طرف بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھی۔ وہاں دیواروں پر بھی جگہ جگہ سکرینیں نصب تھیں جن میں سے کچھ روشن تھیں اور کچھ آف۔ دائیں طرف صوفے اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جہاں عمران ساکت حالت میں بیٹھا تھا۔ عمران کے سامنے ایک بڑی سی مشین تھی جس کے قریب ان دونوں نے کمپیوٹرائزڈ سکرین پر دوسرے شخص کو ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھے دیکھا تھا۔ گو کہ وہ شخص انہیں سکرین پر انتہائی دھندلا دکھائی دے رہا تھا لیکن ان کے خیال کے مطابق اس شخص کو اسی جگہ پر ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں تھا۔ وہاں نہ تو کوئی کرسی دکھائی دے رہی تھی اور نہ کوئی دوسرا انسان۔

''یہ کیا۔ یہاں تو صرف عمران موجود ہے۔ ایکسٹو کہاں ہے''۔ ٹیرم نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیرم کے چہرے پر بھی شدید حیرت لہرا رہی تھی۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا جہاں اس کے خیال کے مطابق ایک کرسی اور کرسی پر ایکسٹو کو موجود ہونا چاہئے تھا۔ مشین کے نیچے ٹھوس زمین تھی۔ جیرم فوراً زمین پر جھک گیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہوا''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''ہمارے آنے سے پہلے ایکسٹو یہیں موجود تھا''...... جیرم نے

کہا۔

''اگر وہ یہیں تھا تو پھر اب کہاں ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ عمران اور ایکسٹو امبروس گیس سے بے حس ہو جائیں گے اور وہ حرکت کے قابل نہیں رہیں گے''...... ٹیرم نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ایکسٹو کو وہاں نہ پا کر اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔

''یہاں فرش پر ایک چوکور ٹکڑا بنا ہوا ہے۔ ہم نے جیسے ہی دروازے کو بم سے اُڑایا اسی وقت ایکسٹو کی کرسی کے نیچے خلاء بن گیا ہو گا اور ایکسٹو کرسی سمیت فرش کے نیچے چلا گیا ہو گا اور اس کے نیچے جاتے ہی فرش دوبارہ برابر ہوگیا ہو گا''...... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا اب ایکسٹو اس فرش کے نیچے ہے''...... ٹیرم نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ فرش کے نیچے کسی تہہ خانے میں ہے لیکن وہ چونکہ حرکت نہیں کر سکتا ہے اس لئے ہمیں اس سے وقتی طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر اس پر سے امبروس گیس کا اثر ختم ہو گیا تو وہ ہمارے لئے مصیبت کا باعث بن جائے گا اس لئے ہمیں جلد سے جلد اس ساری عمارت کو چیک کر کے نیچے پہنچنا چاہئے۔ اگر ایکسٹو حرکت میں آ گیا تو پھر ہم دونوں کا یہاں سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا''...... جیرم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔ ہم تہہ خانے میں جانے کا راستہ

ڈھونڈتے ہیں۔ ہمارا ایکسٹو تک پہنچنا بے حد ضروری ہے ورنہ ہماری ساری پلاننگ دھری کی دھری رہ جائے گی''...... ٹیرم نے کہا۔

''عمران کا کیا کرنا ہے۔ کیا اسے یہیں گولیاں مار کر ختم کر دیا جائے۔ اس سے اچھا موقع پھر ہمیں نہیں ملے گا''...... جیرم نے ساکت بیٹھے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے ٹیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی رکو۔ عمران کا اس طرح ایکسٹو کے سامنے ہونا مجھے کھٹک رہا ہے۔ یہ کمرہ ایکسٹو کا آپریشن روم معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کہ عمران نے بھی آج تک ایکسٹو کی شکل نہیں دیکھی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر عمران ایکسٹو کے آپریشن روم میں کیا کر رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم یہاں کے حفاظتی نظام کی وجہ سے عمران کے لباس پر لگے ہوئے وی پلگ کے باوجود ایکسٹو کا چہرہ نہیں دیکھ پائے۔ یہاں موجود ہیوکو ریز ہمارے لئے رکاوٹ بن گئی تھی جس سے ہمیں سکرین پر ایکسٹو کا ہلکا سا سایہ دکھائی دے رہا تھا۔ اگر وہ ایکسٹو ہی تھا تو پھر وہ عمران کے سامنے اس طرح بے نقاب ہو کر کیسے آ سکتا ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''اوہ۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ عمران نے ایکسٹو کا چہرہ دیکھا ہے اور یہ ایکسٹو کو جانتا ہے''...... جیرم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کا یہاں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایکسٹو کی حقیقت سے واقف ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسے ابھی یہاں اسی حالت میں رہنے دو بلکہ ہم اسے باندھ دیتے ہیں تاکہ اگر اس پر سے امبروس گیس کا اثر ختم بھی ہو جائے تو یہ یہاں سے کہیں نکل نہ سکے''...... ٹیرم نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ تم اسے باندھو تب تک میں عمارت کا جائزہ لیتا ہوں اور تہہ خانے تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیرم بھاگتا ہوا وہاں سے نکل گیا جبکہ ٹیرم نے جیب سے ایک پتلی سی نائیلون کی رسی نکالی جو شاید وہ اسی مقصد کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا۔ وہ عمران کے عقب میں آیا اور اس نے عمران کے دونوں ہاتھ عقب میں کرتے ہوئے اسے باندھنا شروع کر دیا۔ ہاتھ باندھ کر ٹیرم نے رسی عمران کے جسم پر مخصوص انداز میں لپیٹی اور پھر اس نے باقی رسی سے عمران کے پیر باندھنے شروع کر دیئے۔ عمران اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے واقعی اس کے جسم میں اتنی بھی سکت نہ ہو کہ وہ ٹیرم کے خلاف کچھ کر سکے۔ چند ہی لمحوں میں ٹیرم نے عمران کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔

''اب ٹھیک ہے۔ اب تم رسی کھول کر کہیں نہیں جا سکتے ہو عمران۔ بس ایک بار ہم ایکسٹو تک پہنچ جائیں پھر اس ہیڈ کوارٹر میں ہمارا کنٹرول ہو گا۔ صرف ہمارا''...... ٹیرم نے مسکرا کر عمران کی کھلی

ہوئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ عمارت کے مختلف حصوں سے دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے جیرم وہاں رکاوٹ بننے والے تمام دروازوں کو بموں اور منی میزائلوں سے تباہ کر رہا ہو۔

''تم اب آرام سے بیٹھے رہو عمران میں جیرم کی مدد کے لئے جا رہا ہوں''...... ٹیرم نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا اور پھر وہ بھی عمارت کے مختلف حصوں میں موجود کمروں، راہداریوں اور دوسرے تمام حصوں کو چیک کرنا شروع ہو گیا۔ وہ دونوں پاگلوں کے سے انداز میں ہر طرف دھماکے کرتے پھر رہے تھے تاکہ کسی طرح سے وہ اس تہہ خانے تک پہنچ سکیں جہاں ایکسٹو خود کار نظام کے تحت کرسی سمیت چلا گیا تھا۔

ٹیرم اور جیرم کے پاس جو بم اور منی میزائل تھے ان سے وہ کمروں کے دروازے تو تباہ کر سکتے تھے لیکن چونکہ عمارت کی تمام دیواریں ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھیں اس لئے وہ عمارت کی ایک بھی دیوار نہیں توڑ پائے تھے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ان کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی کیونکہ کسی بھی وقت ایکسٹو پر سے امبروس گیس کا اثر ختم ہو سکتا تھا۔ آپریشن روم میں اس قدر جدید مشینیں دیکھ کر ٹیرم اور جیرم کو شدید خدشات پیدا ہو گئے تھے اگر ایسی ہی مشینیں تہہ خانے میں بھی ہوئیں تو ایکسٹو ان کے لئے موت کا روپ دھار سکتا تھا اور پھر ان کے لئے واقعی وہاں سے نکلنا ناممکن

ہو جاتا۔

''ہم بھی کس قدر نانسنس ہیں''...... اچانک جیرم نے بری طرح
سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ مگر کیوں''...... ٹیرم نے چونک کر کہا۔

''ہم بلا وجہ ادھر ادھر دھماکے کرتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے
پاس تو ایکسٹو تک پہنچنے کا ایک آسان راستہ موجود ہے''...... جیرم
نے کہا۔

''آسان راستہ۔ کیا مطلب۔ کہاں ہے آسان راستہ''...... ٹیرم
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپریشن روم۔ تم نے دیکھا نہیں تھا۔ آپریشن روم میں کتنی
بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ان مشینوں سے شاید ایکسٹو اس
عمارت کا تمام نظام کنٹرول کرتا ہے اور پھر وہ کرسی سمیت آپریشن
روم کے نیچے گیا تھا اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپریشن روم میں ایسا
کوئی نہ کوئی سسٹم ضرور موجود ہو گا جس سے ایکسٹو کو اسی حالت
میں فرش کے نیچے سے نکال کر باہر لایا جا سکے یا پھر نیچے تہہ خانے
میں پہنچا جا سکے۔ اگر ایسا نہ بھی ہوا تو تم نے یہ بھی تو دیکھا تھا کہ
دیواروں پر بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ ہم ان سکرینوں سے
اس تہہ خانے کو بھی تو چیک کر سکتے ہیں جہاں ایکسٹو موجود ہے''۔
جیرم نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی مجھے بھی اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ ہم واقعی

آپریشن روم سے اس عمارت کا ایک ایک حصہ چیک کر سکتے ہیں
اور آپریشن روم ہمارے کنٹرول میں آ گیا تو سمجھو ایکسٹو بھی ہمارے
ہی کنٹرول میں ہو گا''...... ٹیرم نے کہا۔

''آؤ۔ جلدی کرو''...... جیرم نے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی
سے بھاگتے ہوئے واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
آپریشن روم تک جانے کے لئے وہ راہداری میں آئے اور پھر تیزی
سے سامنے کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے ابھی وہ تھوڑی ہی دور
گئے ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا۔
راہداری کے فرش پر ایک بڑا سا خلاء بن گیا تھا۔ ٹیرم اور جیرم نے
فرش پر بننے والا خلاء دیکھ لیا تھا۔ وہ رکنا چاہتے تھے لیکن خلاء اور
ان کے درمیان فاصلہ چند فٹ سے زیادہ نہیں تھا اور ان کے
دوڑنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ رکتے رکتے بھی وہ خلاء تک پہنچ
گئے۔ ان دونوں نے اپنے جسموں کو کمان کی طرح پیچھے کی طرف
موڑا اور الٹی قلابازیاں کھانے کی کوششیں کیں مگر ان کے پاؤں
پھسلتے ہوئے خلاء میں گرے۔ الٹی قلابازیاں بھی ان کے کام نہ آ
سکیں اور دونوں آپس میں الجھتے ہوئے خلاء میں گرتے چلے گئے۔
خلاء میں ان دونوں کی تیز چیخیں گونجتی چلی گئیں۔ جیسے ہی وہ دونوں
خلاء میں گرے ان کے اوپر چھت برابر ہوتی چلی گئی۔

کرنل ڈریمن نے کار ماؤنٹ کلب کی پارکنگ میں روکی اور
وہ کار کا انجن بند کر کے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ کار سے
نکلتے ہی وہ کلب میں جانے کی بجائے تیزی سے کلب کی دائیں
طرف موجود لفٹوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ایک لفٹ میں سوار
کر وہ کلب کے فرسٹ فلور پر آیا اور پھر کلب کے مین ڈور
جانب بڑھتا چلا گیا جہاں ایک باوردی گارڈ موجود تھا۔
اسے آتے دیکھ کر گارڈ نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام
کیا اور پھر اس نے کرنل ڈریمن کے لئے بڑے ادب کے ساتھ
گلاس ڈور کھول دیا۔ کرنل ڈریمن اس کی جانب دیکھے بغیر گلاس ڈور
کراس کرتا ہوا کلب کے ہال میں آ گیا۔ ہال میں بے شمار میزیں
موجود تھیں جہاں ملکی اور غیر ملکی اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے
شراب نوشی کرنے میں مصروف تھے۔ اس ہال میں چونکہ منشیات

استعمال ممنوع تھا اس لئے وہاں سوائے شراب کے اور کچھ مہیا نہیں
کیا جاتا تھا۔
ہال میں الکوحل کی مخصوص بو پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے ایک بڑا سا
کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ریکس میں شراب کی مختلف برانڈز کی
بے شمار بوتلیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ کاؤنٹر کے پیچھے دو خوش
شکل نوجوان کھڑے تھے جنھوں نے کاؤنٹر پر مختلف بوتلوں کے
ساتھ وائن گلاس سجا رکھے تھے۔ وہ ویٹروں کے آرڈر کے مطابق
ان گلاسوں میں مختلف برانڈز کی شراب ڈالتے تھے اور ویٹر بھرے
ہوئے گلاس ٹرے میں رکھ کر وہاں سے اٹھا کر لے جاتے تھے اور
ہال میں سرو کرتے تھے۔
کرنل ڈریمن تیز تیز چلتا ہوا کاؤنٹر کے پاس آ گیا۔ کاؤنٹر کے
دائیں طرف ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں ایک خوبصورت
لڑکی شیشے کے ایک چھوٹے سے کیبن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے
سامنے ایک پنچنگ مشین تھی کسٹمرز سے وہ کیش لے کر رسید پنچ کر
کے رسید کسٹمرز کو مہیا کرتی تھی۔
کرنل ڈریمن اس کیبن کی طرف بڑھ گیا اور اس کے پاس آ
کر کھڑا ہو گیا۔
''یس سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں''...... لڑکی نے
اسے دیکھ کر انتہائی خوش اخلاق لہجے میں پوچھا۔
''ریڈ فلائی''...... کرنل ڈریمن نے لڑکی کی جانب غور سے

دیکھتے ہوئے کہا تو لڑکی ریڈ فلائی کا نام سن کر بری طرح سے چونک پڑی اور فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''اوہ۔ یس سر۔ آپ ایک منٹ ویٹ کریں۔ میں باس کو آپ کے آنے کی اطلاع دیتی ہوں۔ وہ پہلے سے ہی آپ کے منتظر تھے''...... لڑکی نے کہا تو کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لڑکی نے فوراً دائیں طرف رکھا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگاتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی ایک پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''روزی بول رہی ہوں باس''...... لڑکی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بولو۔ کیوں کال کی ہے''...... دوسری طرف باس نے اسی طرح انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ریڈ فلائی''...... روزی نے فوراً کہا اس کا لہجہ بے حد دھیما تھا جیسے وہ ریڈ فلائی کا نام لیتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لے رہی ہو۔

''اوہ۔ کیا وہ آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ وہ میرے سامنے ہی کھڑے ہیں''...... روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم اسے خود لے کر میرے آفس میں پہنچو''...... باس نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں آ رہی ہوں''...... روزی نے کہا۔ اس نے رسیور رکھا اور پھر وہ مڑی اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔

''آپ آئیں میرے ساتھ''...... روزی نے کہا تو کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ لڑکی کے ساتھ چلنے لگا۔ سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ روزی، کرنل ڈریمن کے ساتھ اس دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئی اور پھر مختلف راہداریوں سے ہوتی ہوئی وہ کرنل ڈریمن کو ایک کمرے کے دروازے کے پاس لے آئی۔ روزی نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''یس کم اِن''...... اندر سے تیز آواز سنائی دی تو روزی نے دروازہ کھولا اور کرنل ڈریمن کو اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوگئی۔ کمرہ کسی بڑے آفس کے طرز پر انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ساگوان کی ایک کرسی پر ایک گھٹے ہوئے قد کا ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا البتہ اس کے سر کی سائیڈوں پر ہلکے ہلکے سیاہ اور سفید بالوں کی جھالریں سی لٹکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ادھیڑ عمر کے ہونٹوں میں سگار دبا ہوا تھا جس سے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''میں انہیں لے آئی ہوں باس''...... روزی نے کہا تو ادھیڑ عمر نے چونک کر روزی کے ساتھ آنے والے شخص کو دیکھا اور پھر وہ اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ویل کم۔ ویل کم۔ میں آپ کو اپنے کلب میں دل کی گہرائیوں سے ویل کم کرتا ہوں''...... ادھیڑ عمر نے میز کے پیچھے سے نکل کر انتہائی والہانہ انداز میں کرنل ڈریمن کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈریمن کا چہرہ بے حد سپاٹ تھا۔ وہ گہری نظروں سے ادھیڑ عمر کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ادھیڑ عمر نے آگے بڑھ کر اس سے انتہائی پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

''آئیں۔ تشریف لائیں جناب۔ آپ کو اپنے کلب میں دیکھ کر مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے۔ آئیں۔ تشریف رکھیں''...... باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلایا اور دائیں طرف رکھے ہوئے صوفے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔

''روزی۔ جاؤ اور جا کر اپنے کلب کی نایاب اور دنیا کی سب سے اعلیٰ ترین شراب لاؤ۔ جاؤ جلدی''...... باس نے روزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... روزی نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی آفس سے نکلتی چلی گئی۔

''آپ کو یہاں تک آنے میں کوئی زحمت تو نہیں اٹھانی پڑی

جناب''...... باس نے کرنل ڈریمن کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ میں یہاں آرام سے پہنچ گیا ہوں''...... کرنل ڈریمن نے خشک لہجے میں کہا۔

''آپ اطلاع دے دیتے تو میں خود آپ کو ایئر پورٹ پر ریسیو کرنے پہنچ جاتا''...... باس نے کہا جو کلب کا مالک ریمنڈ تھا۔

''میں یہاں پچھلے ایک ہفتے سے موجود ہوں نانسنس''...... کرنل ڈریمن نے کہا اور ریمنڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''پچھلے ایک ہفتے سے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ یہاں پچھلے ایک ہفتے سے موجود تھے تو پھر آپ نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا اور مجھے آپ کی آمد کی اطلاع کیوں نہیں دی گئی''...... ریمنڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم یہاں اپنی آنکھیں اور کان بند رکھو گے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ کیا تمہیں میجر راشد کی پراسرار ہلاکت کی خبر سن کر بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہوا تھا کہ اس کی ہلاکت کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈریمن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ریمنڈ ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں اس قدر پھیل گئیں جیسے ابھی ابل پڑیں گی۔

''اوہ اوہ۔ تو وہ زہریلی سرخ مکھیاں آپ نے بھیجی تھیں۔ آپ

نے ہی میجر راشد کو ہلاک کیا تھا''...... ریمنڈ نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا کوئی اور بھی ہے جو سرخ مکھیاں کا اس طرح استعمال کر سکتا ہے اور سرخ مکھیاں صرف اسی کو ٹارگٹ کر سکتی ہیں جسے ٹارگٹ کرنے کے لئے انہیں آزاد کیا جائے''...... کرنل ڈریمن نے اور زیادہ غضبناک لہجے میں کہا۔

''نہیں۔نہیں۔ پوری دنیا میں سرخ مکھیوں کا کنٹرول آپ کے پاس ہے۔ آپ چاہیں تو سرخ مکھیوں کو کہیں بھی لے جا سکتے ہیں اور ان کی مدد سے کسی کو بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔ آئی ایم سوری۔ رئیلی سوری جناب کہ میں نے میجر راشد کی ہلاکت کی خبر پڑھ کر اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اسے سرخ مکھیوں سے آپ نے ہلاک کیا ہے تو......'' ریمنڈ نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا۔

''تو کیا''...... کرنل ڈریمن نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''تو میں آپ سے خود ہی اور فوراً رابطہ کر لیتا''...... ریمنڈ نے کہا۔

''ان سب باتوں کو چھوڑو۔ تم جانتے ہو کہ میں اپنا کام خود کرنے کا عادی ہوں۔ جب تک مجھے اشد ضرورت نہ پڑے میں کسی کی مدد نہیں لیتا اور نہ ہی مجھے کسی کی مدد لینے کی ضرورت پڑتی

ہے''...... کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں''...... ریمنڈ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور روزی ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آ گئی۔ ٹرالی پر شراب کی ایک بڑی بوتل، دو گلاس اور دو پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ روزی ٹرالی دھکیلتی ہوئی ان کے قریب لے آئی۔

''تم جاؤ۔ میں انہیں خود ہی سرو کر دوں گا''...... ریمنڈ نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر ایک بار پھر تیز تیز چلتی ہوئی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

''میں یہاں شراب پینے نہیں آیا ہوں۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو ریمنڈ جس نے شراب کی بوتل اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

''لیس سر کیوں نہیں۔ مجھے آپ کے کام آ کر بے حد خوشی ہو گی۔ حکم کریں آپ کہ میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں''۔ ریمنڈ نے کہا۔ کرنل ڈریمن نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ایک بڑی سکرین والا سکرین ٹچ سیل فون نکال لیا۔ کرنل ڈریمن نے سیل فون کا مینو اوپن کیا اور پھر اس نے فنگر ٹچ سے مینو کو رول کرنا شروع کر دیا۔ ملٹی میڈیا پوائنٹ پر اس نے ٹچنگ کی تو اس میں موجود فوٹو فولڈر اوپن ہو گیا۔ کرنل ڈریمن نے ایک فوٹو پر کلک کیا تو سکرین پر تیزی سے ایک فوٹو

پھیلتا چلا گیا۔ اس فوٹو میں چار افراد کی تصویریں تھیں جو الگ الگ تھیں۔

''ان چاروں کو دیکھو''...... کرنل ڈریمن نے سیل فون کی سکرین کا رخ ریمنڈ کی جانب کرتے ہوئے کہا۔ ریمنڈ چند لمحے غور سے ان تصویروں کو دیکھتا رہا پھر اس نے کرنل ڈریمن سے سیل فون لیا اور غور سے ان تصویروں کو دیکھنے لگا۔

''میں انہیں نہیں جانتا۔ کون ہیں یہ''...... ریمنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ میجر راشد کے ساتھی ہیں جنہوں نے اسرائیل میں آ کر نہ صرف وزارت دفاع کے سٹرانگ روم پر حملہ کیا تھا بلکہ اسرائیل کی سرحدی پٹی پر موجود اسرائیل کا ایک انتہائی اہم میزائل اسٹیشن بھی تباہ کر دیا تھا۔ میں یہاں ان کی ہی تلاش کے میں آیا ہوں۔ میجر راشد کو تو میں نے ٹریس کر لیا تھا لیکن مجھے ان چاروں کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکی ہیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''آپ نے میجر راشد کے بارے میں کہاں سے معلومات حاصل کی تھیں''...... ریمنڈ نے پوچھا۔

''وہ میرے اپنے ذرائع تھے۔ تم ان باتوں کو چھوڑو۔ کیا تمہارے پاس ایسے ذرائع ہیں جن سے تم ان چاروں کا پتہ چلا سکو کہ یہ چاروں کہاں ہیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''دیکھنا پڑے گا۔ ان کا تعلق اگر ملٹری سپیشل فورس سے ہے تو

پھر انہیں تلاش کرنا ہمارے لئے اتنا آسان نہیں ہو گا''...... ریمنڈ نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے اور میری معلومات کے مطابق انہیں میجر راشد کی ہلاکت کے بعد فوری طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اس لئے مجھے ان تک پہنچنے میں مشکل پیش آ رہی ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اگر آپ ملٹری سپیشل فورس تک رسائی حاصل کر چکے تھے تو پھر آپ کو چاہئے تھا کہ آپ ان سے اٹیچ رہتے۔ ان چاروں کو ملٹری سپیشل فورس نے ہی انڈر گراؤنڈ کیا ہو گا''...... ریمنڈ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''ہاں۔ مگر میرے لئے ملٹری سپیشل فورس کے ساتھ مسلسل اٹیچ رہنا ناممکن تھا۔ ملٹری سپیشل فورس کے تمام ممبران دن میں ایک بار ہیڈ کوارٹر میں اپنی حاضری لگوانے جاتے ہیں اور میری معلومات کے مطابق ملٹری سپیشل فورس کے ہیڈ کوارٹر کا حفاظتی نظام انتہائی فول پروف ہے۔ وہاں کوئی غیر متعلق شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں ایسے اسکینرز لگے ہوئے ہیں جو انسانی ڈی این اے کو بھی چیک کر لیتے ہیں۔ جن سے پتہ چل جاتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے والا شخص کون ہے اور اس کا تعلق ملٹری سپیشل فورس سے ہے بھی یا نہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی کا بھی روپ دھار لوں تو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی میرا پول کھل جائے گا اور میں اپنا کام جاری

نہیں رکھ سکوں گا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ واقعی یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے''...... ریمنڈ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ کچھ کر سکتے ہو تو کرو اور ان چاروں کو تلاش کرو۔ اس کے بعد ان کا کیا کرنا ہے اس کا فیصلہ میں خود کر لوں گا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''جب آپ انہیں کہیں سے ٹریس نہیں کر سکے ہیں تو میں بھلا انہیں کیسے اور کہاں سے ٹریس کر سکتا ہوں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتے''...... کرنل ڈریمن نے اسے گھورتے ہوئے غرا کر کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا''...... ریمنڈ نے بوکھلا کر کہا۔

''تو پھر اور کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... کرنل ڈریمن نے اسی طرح سے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آ رہا ہے۔ اگر کہیں تو بتاؤں آپ کو''...... ریمنڈ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''بتاؤ۔ کیا آئیڈیا ہے''...... کرنل ڈریمن نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کے بارے میں تو میں نہیں جانتا لیکن مجھے اس بات کا اندازہ ضرور ہے کہ آپ کا وہ مسئلہ ملٹری سپیشل فورس سے ہی تعلق رکھتا ہے اور آپ کا یہ

مسئلہ ملٹری سپیشل فورس سے ہی حل ہو سکتا ہے اس لئے اگر آپ ان چاروں تک پہنچنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ آپ ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے ملٹری سپیشل فورس کے چیف کی طرف توجہ دیں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''ملٹری سپیشل فورس کے چیف کی طرف۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... کرنل ڈریمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ آپ کسی طرح سے ملٹری سپیشل فورس کے چیف پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں۔ وہ آپ کے ہاتھ آ گیا تو سمجھ لیں کہ پاکیشیا ملٹری سپیشل فورس پر آپ کا ہی کنٹرول ہو گا پھر آپ ہر سیاہ و سفید کے مالک ہو جائیں گے''...... ریمنڈ نے کہا تو کرنل ڈریمن بے اختیار اچھل پڑا۔

''گڈ آئیڈیا۔ رئیلی گڈ آئیڈیا۔ اس طرف تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ واقعی اگر میں کرنل درانی کی جگہ لے لوں تو میرا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا اور مجھے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا''...... کرنل ڈریمن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس طرح آسانی سے کوئی اور ایجنسی آپ پر ہاتھ بھی نہیں ڈال سکے گی اور آپ اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں گے''...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

''اب مجھے یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ کرنل درانی کہاں رہتا ہے۔

اس کی رہائش گاہ کا پتہ چل جائے تو پھر میں وہاں ڈائریکٹ پہنچ جاؤں گا۔ ایک بار میں نے کرنل درانی کا روپ دھار لیا تو پھر کوئی اور تو کیا کرنل درانی خود بھی مجھے اپنے روپ میں دیکھ کر پہچان نہیں سکے گا“...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

”کرنل درانی کی رہائش گاہ کو تلاش کرنے کی آپ کو ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ جی او آر سکس میں رہتا ہے اور اس کی رہائش گاہ ایٹ بلاک میں ہے اور اس کی رہائش گاہ کا نمبر سات سو چالیس ہے“...... ریمنڈ نے کہا۔

”اوہ۔ تم اس کی رہائش گاہ کے بارے میں کیسے جانتے ہو۔ وہ ملٹری سپیشل فورس کا چیف ہے اور تم اس کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے ایسے بتا رہے ہو جیسے وہ کسی عام سے سرکاری محکمے کا عام سا آفیسر ہو“...... کرنل ڈریمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی او آر سکس کے ایٹ بلاک میں میرا ایک دوست رہتا ہے اور وہ اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہے اس لئے میں کبھی کبھار اس سے ملنے اس کی رہائش گاہ پر چلا جاتا ہوں۔ دو روز پہلے بھی میں وہاں گیا تھا تو میں نے کرنل درانی کو وہاں سے گزر کر کوٹھی نمبر سات سو چالیس میں جاتے ہوئے دیکھا تھا جو میرے دوست کی کوٹھی سے دو کوٹھیاں آگے تھی۔ میں چونکہ کرنل درانی کو پہچانتا تھا اس لئے مجھے پتہ چل گیا تھا کہ کرنل درانی وہاں رہتا ہے“۔ ریمنڈ نے جواب دیا۔

”تمہارا دوست کس سرکاری محکمے میں کام کرتا ہے اور اس کا ینک کیا ہے“...... کرنل ڈریمن نے پوچھا۔

”وہ وزارتِ آثار قدیمہ کا سیکرٹری ہے اور اس کا نام حامد جمیل ہے۔ وہ میرے کلب میں آتا رہتا ہے۔ کلب میں آ کر شراب نوشی ر خاص طور پر اسے جوا کھیلنے کا بے حد شوق ہے۔ وہ اکثر ہار جاتا ہے لیکن میرے حکم پر اسے ہارنے پر بھی کچھ نہیں کہا جاتا البتہ میں ں کی ہاری ہوئی رقم کے بدلے میں اس سے اپنے کوئی نہ کوئی کام لواتا رہتا ہوں“...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

”گڈ۔ کیا تم اسے کسی طرح سے یہاں بلا سکتے ہو یا پھر مجھے پنے ساتھ اس کی رہائش گاہ تک لے جا سکتے ہو“...... کرنل ڈریمن نے پوچھا۔

”ہاں۔ دونوں کام ہو سکتے ہیں۔ میرے ایک فون کال پر وہ ہاں آ بھی سکتا ہے اور میں آپ کو لے کر اس کی رہائش گاہ پر بھی اسکتا ہوں“...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

”اس کی فیملی میں کون کون ہے“...... کرنل ڈریمن نے پوچھا۔

”وہ یہاں اپنے ملازمین کے ساتھ اکیلا ہی رہتا ہے۔ اس کی لی ایکریمیا میں سیٹل ہے“...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ پھر تو تم مجھے اس کی رہائش گاہ پر لے چلو۔ میں اس ی رہائش گاہ پر جا کر اس بات کا جائزہ لوں گا کہ کرنل درانی کی ہائش گاہ میں کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے۔ ضرورت پڑی تو میں

تمہارے دوست کی رہائش گاہ کے نیچے سے سرنگ بنا کر بھی کرا
درانی کی رہائش گاہ میں پہنچ جاؤں گا۔ میں یہ کام آج ہی کر
چاہتا ہوں''......کرنل ڈریمن نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ میں تو یہاں آپ کی خدمت کے
ہی موجود ہوں''......ریمنڈ نے کہا تو کرنل ڈریمن نے اثبات
سر ہلا دیا۔

ران نے ایک زور دار جھرجھری لی۔ دوسرے ہی لمحے اس کے
ں زندگی سی دوڑتی چلی گئی۔ اس پر سے اچانک ہی امبروس
کا اثر ختم ہو گیا تھا جس سے اس کے جسم میں پھر سے جان آ
ا۔

م نے چونکہ عمران کو رسیوں سے باندھ دیا تھا اس لئے عمران
پر پڑا ہوا تھا۔ جسم میں حرکت ہونے کے باوجود وہ کسمسا کر
تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں
لنا شروع ہو گئی تھیں۔ ٹیرم اور جیرم، دانش منزل میں بھی
و گئے تھے اور انہوں نے دانش منزل کا تمام حفاظتی سسٹم بھی
ر دیا تھا۔ حفاظتی نظام بلاک ہونے کی وجہ سے ٹیرم اور جیرم،
نزل میں دندناتے پھر رہے تھے اور وہ دانش منزل کے مختلف
میں بم برسا کر اس تہہ خانے میں پہنچنے کی کوشش کر رہے

تھے جہاں ان کے خیال کے مطابق ایکسٹو کرسی سمیت غائب ہ
پہنچ گیا تھا۔ ہوا بھی ایسا ہی تھا جیسے ہی ٹیرم اور جیرم نے آپ
روم کا دروازہ دھماکے سے تباہ کیا۔ دروازے سے منسلک ایک خ
سسٹم کی وجہ سے بلیک زیرو کی کرسی کے نیچے ایک خلاء بنا اور
زیرو کرسی سمیت اس خلاء میں اتر گیا تھا اور خلاء دوبارہ برابر ہ
تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں تک پہنچنے کے باوجود ٹیرم اور جیرم ایک
نہیں دیکھ سکے تھے۔

ٹیرم اور جیرم نے عمران کے سامنے آ کر جو باتیں کی تھیں
سب باتیں عمران نے سن لی تھیں اور اسے یہ بھی معلوم ہو گ
کہ کس طرح جیرم نے میجر راشد کے گھر لڑتے ہوئے اس
لباس پر وی پلگ نامی سائنسی آلہ چپکا دیا تھا جس سے وہ عمرا
باقاعدگی سے مانیٹر کرتا رہا تھا اور پھر جب عمران، دانش منزل
تو وہ دونوں اسے فالو کرتے ہوئے اس کے پیچھے آ گئے۔ ع
نے ان کی یہ باتیں بھی سن لی تھیں کہ دانش منزل میں جو خ
ریز پھیلی ہوئی تھیں ان ریز کی وجہ سے ان کا وی پلگ کمز
گیا تھا جس سے انہیں سوائے عمران کے وہاں ہر چیز دھ
دھندلی سی دکھائی دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عمران کے سامنے
ہوئے ایکسٹو کو بھی نہیں دیکھ سکے تھے۔

وی پلگ کی وجہ سے چونکہ ایکسٹو انہیں دکھائی نہیں دے ر
اس لئے وہ ایکسٹو کو دیکھنے اور ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ ک

کے لئے یہاں پہنچ گئے تھے۔

صورتحال بے حد نازک تھی۔ عمران جانتا تھا کہ عمارت کی تمام دیواریں اور فرش ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھیں اس لئے وہ وہاں جتنے مرضی بم برسا دیتے عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن اگر وہ دونوں آپریشن روم پر قبضہ کر لیتے تو پھر ساری عمارت کا کنٹرول ان کے ہاتھ آ سکتا تھا۔

یہ عمران کی بے پناہ قوت ارادی کا ہی اثر تھا کہ اس کے دماغ سے جلد ہی امبروس گیس کا اثر ختم ہو گیا تھا۔ ورنہ ساکت ہونے کے باوجود اسے جس طرح سے ٹیرم باندھ کر گیا تھا عمران ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ عمران کو بلیک زیرو کی کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ تہہ خانے میں پہنچ کر ٹیرم اور جیرم سے محفوظ ہو چکا تھا لیکن جب تک اس کے جسم سے امبروس گیس کا اثر ختم نہ ہوتا اس وقت تک وہ بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا اور اگر ٹیرم اور جیرم آپریشن روم پر قبضہ کر لیتے تو پھر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو کو بھی انتہائی خطرناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔

عمران کو جسم چونکہ حرکت میں آ چکا تھا اس لئے وہ دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دے رہا تھا تاکہ کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیوں کو اس پوزیشن پر لا سکے کہ وہ انہیں ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے کاٹ سکے۔ رسیاں نائیلون کی تھیں اور ٹیرم نے اس کے ہاتھ اس قدر مضبوطی سے باندھے تھے کہ عمران کوشش کے

باوجود انگلیاں رسیوں تک نہ لا پا رہا تھا البتہ اس کوشش میں نائیلون کی رسیاں اسے اپنی کلائیوں میں دھنستی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ عمران کے پاس وقت کم تھا۔ ٹیرم اور جیرم کسی بھی وقت وہاں آ سکتے تھے۔ عمران نے رسیوں کو بلیڈوں سے کاٹنے کی بجائے دونوں ہاتھوں کو زگ زیگ انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔ ایسا کرتے ہی اسے رسیوں کے تناؤ میں قدرے کمی آتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے ہاتھوں کو مسلسل زگ زیگ انداز میں حرکت دینی شروع کر دی۔ نائیلون کی رسیوں سے کلائیوں پر رگڑ لگنے کی وجہ سے اسے تکلیف تو ہو رہی تھی لیکن اس وقت ایکسٹو کی عزت کا سوال تھا جو داؤ پر لگی ہوئی تھی اس لئے عمران نے تکلیف کو بالائے طاق رکھ کر اپنا کام جاری رکھا اور پھر آخر پانچ منٹ کی کوشش کے بعد وہ اپنی جدجہد میں کامیاب ہو گیا۔ نائیلون کی رسیوں کی گرہیں شاید خاصی ڈھیلی پڑ گئی تھیں اس لئے عمران کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیوں کی گرفت بھی خاصی ڈھیلی ہو گئی تھی۔ عمران نے فوراً ایک ہاتھ کھینچ کر رسی سے نکال لیا۔ جیسے ہی اس کا ایک ہاتھ رسی سے آزاد ہوا اس نے دوسرا ہاتھ آگے کیا اور پھر وہ اس ہاتھ کے ساتھ اپنے جسم اور ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنا شروع ہو گیا۔ رسیاں کھولتے ہوئے اس کی نظریں بار بار دروازے کی طرف اٹھ رہی تھیں جیسے اسے فکر ہو کہ کہیں ٹیرم اور جیرم اس کی رسیاں کھلنے سے پہلے ہی وہاں نہ پہنچ جائیں۔ چند ہی لمحوں میں عمران رسیوں

سے آزاد ہو گیا۔ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی وہ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ آپریشن روم کے اس دروازے جسے ٹیرم اور جیرم نے دھماکے سے تباہ کر دیا تھا، کی ایک دیوار سے ایک فولادی دروازہ نکل کر دوسری دیوار میں گھستا چلا گیا۔ ٹیرم اور جیرم نے بم مار کر آپریشن روم کا دروازہ تباہ کیا تھا۔ دھماکے سے صرف دروازہ ہی تباہ ہوا تھا جبکہ دیواریں اسی طرح سے سلامت تھیں اور اب ان دیواروں میں سے ایک دیوار کے درمیان سے ایک فولادی دروازہ نکل کر دوسری دیوار میں چلا گیا تھا جس سے آپریشن روم کا باہر جانے والا راستہ بند ہو گیا تھا۔

”آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ میں نے ایمرجنسی سسٹم آن کر دیا ہے۔ اس ایمرجنسی سسٹم کی وجہ سے نہ صرف آپریشن روم کا دروازہ ڈبل ڈور کی وجہ سے بند ہو گیا ہے بلکہ بیرونی گیٹ کی جگہ بھی ایسا ہی دروازہ نکل آیا ہے جس سے باہر جانے کا راستہ بھی بند ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا کہ جس طرح سے بلیک زیرو کرسی سمیت تہہ خانے میں چلا گیا تھا اسی طرح وہ ایک بار پھر کرسی سمیت آپریشن روم میں واپس آ گیا تھا اور وہ پہلے جیسا تندرست اور ایکٹیو دکھائی دے رہا تھا۔ شاید عمران کی طرح اس کے جسم سے بھی امبروس گیس کا اثر جلد ہی ختم ہو گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ تو شکر ہے کہ آپ نے آپریشن روم کے دروازے کے ساتھ ایسا سسٹم منسلک کر رکھا ہے کہ اگر اسے مخصوص طریقے سے نہ کھولا جائے تو میری کرسی مجھ سمیت فوراً انڈر گراؤنڈ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے چونکہ دروازے کو بم سے اُڑایا تھا اسی لئے میں کرسی سمیت نیچے چلا گیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دونوں ایکشن ایجنٹ آج مجھے دیکھ چکے ہوتے اور ان کے سامنے ایکسٹو کا پول کھل گیا ہوتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایکشن ایجنٹ واقعی زیادہ ہی تیز طرار ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ اس طرح دانش منزل پہنچ جائیں گے اس کے بارے میں مجھے معمولی سا بھی گمان نہیں تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ دونوں یہاں آئے کیسے اور انہوں نے ایسا کیا کیا تھا کہ دانش منزل کا سارا حفاظتی نظام ہی بلاک ہو کر رہ گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کو یہاں میری وجہ سے آنے کا موقع ملا ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی وجہ سے۔ وہ کیسے"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"یہ سب میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے انہیں چیک کرو وہ کہاں ہیں۔ انہیں جلد سے جلد روکنا ہو گا ورنہ وہ نجانے کیا کر گزریں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے فوراً

دائیں سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین کو آن کرتے ہوئے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین کے اوپر لگی ہوئی ایک سکرین آن ہوئی اور اس سکرین پر دانش منزل کی وہ راہداری دکھائی دی جو سیدھی آپریشن روم کی طرف آتی تھی۔ ٹیرم اور جیرم راہداری میں بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے چلے آ رہے تھے۔

"وہ دونوں اسی طرف آ رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ زیرو روم کی چھت اوپن کر دو تاکہ یہ دونوں زیرو روم میں گر جائیں"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے فوراً مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے راہداری کے درمیان سے فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا۔ ٹیرم اور جیرم جو بجلی کی سی تیزی سے بھاگے چلے آ رہے تھے انہوں نے فرش کو ہٹتے دیکھ لیا تھا۔ خلاء دیکھ کر انہوں نے کمان کی طرح خود کو ٹیڑھا کر کے اور الٹی قلابازیاں کھا کر رکنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ پوری قوت سے بھاگے چلے آ رہے تھے اس لئے کوشش کے باوجود وہ خود کو نہ روک سکے تھے۔ دوسرے لمحے دونوں کے پاؤں پھسلتے ہوئے خلاء کے کنارے پر پہنچے اور اچھل اچھل کر خلاء میں گرتے دکھائی دیئے۔

"گڈ شو۔ بند کر دو خلاء کو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اسی بٹن کو دوبارہ پریس کیا جسے پریس کر کے اس نے راہداری کا خلاء اوپن کیا تھا۔ بٹن پریس ہوتے ہی خلاء برابر ہوتا چلا گیا۔

"زیرو روم میں فائیو ون گیس فائر کر دو تاکہ وہ وہیں بے ہوش

ہو جائیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو یکے بعد دیگر مشین کے کئی بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ مشین سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلیں اور پھر ختم ہو گئیں۔

''اب ٹھیک ہے۔ اب وہ اس وقت تک ہوش میں نہیں آئیں گے جب تک کہ انہیں اینٹی انجکشن نہ لگا دیئے جائیں''...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بتایا نہیں۔ یہ دونوں آپ کی وجہ سے یہاں کیسے پہنچ گئے تھے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جیرم بے حد چالاک انسان ہے۔ اس نے میجر راشد کی رہائش گاہ پر مجھ پر اچانک حملہ کر دیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو اس نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے لڑنے کے دوران ہی میرے لباس پر کوئی سائنسی آلہ چپکا دیا تھا۔ اس آلے کی مدد سے وہ مجھے مسلسل مانیٹر کر رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ میں اس عمارت میں آیا ہوں تو وہ اس عمارت کا حفاظتی نظام دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ انہیں اس بات کا شک ہوا کہ یہ مخصوص عمارت ضرور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ چنانچہ وہ فوری طور پر تیاری کر کے یہاں آ گئے تا کہ ایک تو ایکسٹو کو دیکھ سکیں کہ وہ کون ہے اور پھر وہ اس عمارت پر قبضہ کر لیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو کو وہ سب باتیں بتاتا چلا گیا جو اس کے سامنے ٹیرم اور جیرم نے کی تھیں۔

''اوہ۔ یہ تو اللہ کا کرم ہو گیا ہے ہم پر کہ یہاں موجود ریز کی وجہ سے وہ دونوں مجھے وی پلگ کے باوجود نہیں دیکھ سکے تھے ورنہ وہ میرا اصلی چہرہ دیکھ لیتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اس بار ہم پر اللہ کا خصوصی کرم ہوا ہے ورنہ ان ایکشن ایجنٹوں نے تو اپنا کام کر ہی دیا تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس نے اپنا کوٹ اتارنا شروع کر دیا اور اسے نہایت باریک بینی سے دیکھنے لگا۔

''وی پلگ دیکھ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کوٹ کے ہر حصے کو انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کی نظریں کوٹ کے کالر پر جم گئیں جس کے ایک حصے پر اسے سیاہ رنگ کا ایک بگ سا چپکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے چٹکی سے بگ پکڑا اور کوٹ صوفے پر رکھ کر اس نے بگ اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔

''یہ تو بگ معلوم ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ شاید اسے ہی یہ وی پلگ کہتے ہیں''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بگ بلیک زیرو کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

''تم اسے لیبارٹری میں لے جا کر چیک کرو تب تک میں باہر کا راؤنڈ لگا آتا ہوں تا کہ پتہ چل سکے کہ انہوں نے حفاظتی نظام بلاک کرنے کا کیا انتظام کیا ہے۔ جب تک اس انتظام کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہاں کا حفاظتی نظام بحال نہیں ہو

گا''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو آپریشن روم کا ایمرجنسی ڈور کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر عمران آپریشن روم سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی بلیک زیرو نے ایک بار پھر ایمرجنسی ڈور بند کر دیا تھا۔

عمران راہداری سے گزرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک اس کے عقب میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ عمران یکلخت اچھل کر گر پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ راہداری میں جس جگہ بلیک زیرو نے خلاء بنا کر ٹیرم اور جیرم کو زیرو روم مین گرایا تھا ٹھیک اسی جگہ پر ایک بار پھر خلاء بن گیا تھا۔ یہ خلاء بلیک زیرو نے نہیں کھولا تھا بلکہ زیرو روم میں موجود ٹیرم اور جیرم نے شاید زیرو روم کی چھت کسی دھماکہ خیز مواد سے اُڑا دی تھی۔

''ہونہہ۔ بڑے جاندار معلوم ہوتے ہیں دونوں جو فائیو ون گیس سے بھی بے ہوش ہونے سے بچ گئے ہیں''......عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے خلاء کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ وہ خلاء کے نزدیک پہنچتا اچانک ٹیرم اور جیرم خلاء سے اچھل کر یوں باہر نکل آئے جیسے ان دونوں کے جسموں میں سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کو اس طرح خلاء سے باہر آتے دیکھ کر عمران ٹھٹھک گیا۔ خلاء سے نکلتے ہی دونوں نے قلابازیاں کھائیں

اور پیروں کے بل ٹوٹے ہوئے فرش کے کنارے پر آ کھڑے ہوئے۔ جیرم کے ہاتھ میں ایک موٹی نال والی گن دکھائی دے رہی تھی۔ ان دونوں کے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔ دونوں کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں وہ بری طرح سے چونک پڑے۔ اسی لمحے جیرم نے گن کا رخ عمران کی جانب کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ عمران نے گن کو ایک زور دار جھٹکا لگتے اور اس کی نال سے سرخ رنگ کا ایک میزائل نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ جیسے ہی میزائل شعلے اگلتا ہوا اس کے نزدیک آیا۔ عمران نے اچانک چھلانگ لگا دی۔ وہ ہوا میں اچھلا ہی تھا کہ میزائل شائیں کی آوازیں نکالتا ہوا اس کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔

میزائل راہداری سے گزرتا ہوا عقبی دیوار سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور راہداری کے اس حصے میں آگ سی بھرتی چلی گئی۔ عمران ہوا میں قلابازی کھا کر نیچے آیا ہی تھا کہ جیرم نے اس پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔

''ارے ارے کیا کر رہے ہو۔ مجھے زندہ جلا کر ہلاک کرنا چاہتے ہو کیا۔ رک جاؤ''......عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے کمان کی طرح پیچھے کی طرف مڑتا چلا گیا۔ اس بار میزائل اس کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ یہ میزائل بھی پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور وہاں آگ کا الاؤ اور تیز ہو گیا۔ جیرم شاید فائر میزائل فائر رہا تھا جس سے وہاں تیز آگ بھڑک رہی تھی۔ عمران

کو دوسرے میزائل سے بچتے دیکھ کر جیرم اور ٹیرم بجلی کی سی تیزی سے عمران کی جانب دوڑ پڑے۔ جیرم دوڑتے دوڑتے عمران پر یکے بعد دیگرے میزائل فائر کر رہا تھا۔ میزائلوں سے بچنے کے لئے عمران کو بری طرح سے اچھل کود کرنی پڑ رہی تھی۔ وہ کبھی دائیں طرف چھلانگ لگا رہا تھا اور کبھی بائیں طرف، کبھی میزائل سے بچنے کے لئے وہ اوپر کی طرف اچھل جاتا اور کبھی زمین پر لیٹ جاتا۔ تمام میزائل اس کے ارد گرد اور اوپر نیچے سے گزر رہے تھے اور راہداری کے عقبی حصے میں آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران کی طرف دوڑ کر آتے ہوئے ٹیرم نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا اور اس نے عمران پر تڑاتڑ فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ اب عمران کو میزائلوں کے ساتھ ساتھ گولیوں سے بھی بچنے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرنا پڑ رہا تھا۔ اس کے پیر زمین سے لگتے اور وہ پھر ہوا میں اچھل جاتا۔ ہوا میں اپنا جسم گھماتے ہوئے وہ مخصوص انداز میں قلابازیاں کھاتا ہوا دائیں بائیں ہو رہا تھا جس سے گولیاں اس کے ارد گرد سے گزر رہی تھیں۔

ٹیرم اور جیرم عمران پر میزائل فائر کرتے اور گولیاں برساتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے بھاگتے ہوئے اس کے قریب سے نکلتے چلے گئے۔ ٹیرم نے بھاگتے ہوئے پلٹ کر عمران پر فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا جس سے عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ عمران خود کو سنبھالتا، ٹیرم اور جیرم بجلی کی سی تیزی سے راہداری کے اس حصے کی طرف بھاگتے چلے گئے جہاں شدید آگ بھڑک رہی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں تیزی سے آگ میں داخل ہو گئے۔ آگ میں داخل ہوتے ہی وہ یوں غائب ہو گئے جیسے آگ نے انہیں ان واحد میں جلا کر راکھ بنا دیا ہو۔ عمران قلابازیاں کھاتا ہوا فرش پر آیا اور پھر وہ تیزی سے آگ کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ آگ کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ آگ کی تپش کی وجہ سے اسے وہیں رک جانا پڑا۔

''حیرت ہے۔ یہ دونوں انسان تھے یا چھلاوے جو اس قدر خوفناک آگ سے بھی گزر گئے ہیں''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اسے واقعی ان دونوں ایکشن ایجنٹوں پر شدید حیرت ہو رہی تھی جو تیز ترین فائیو ون گیس سے بھی بے ہوش ہونے سے بچ گئے تھے اور پھر وہ دونوں زیرو روم کی چھت پھاڑ کر اچھل کر یوں باہر آ گئے تھے جیسے ان کے پیروں میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں حالانکہ زیرو روم کی چھت فرش سے بارہ فٹ سے زیادہ بلند تھی اور اتنا اونچا اچھلنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی اور پھر باہر آتے ہی انہوں نے عمران پر میزائل برسانا اور شدت سے فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ عمران خود کو میزائلوں اور گولیوں سے بچاتا رہ گیا اور وہ دونوں چھلاووں کی طرح اس کے قریب سے نکلتے چلے گئے۔ عمران کو سب سے زیادہ اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ

دونوں اس قدر شدید اور خوفناک آگ میں کیسے داخل ہو گئے تھے۔ کیا انہوں نے فائر پروف لباس پہن رکھے تھے یا ان پر آگ اثر ہی نہیں کرتی تھی۔

راہداری میں کچھ دیر تک آگ بھڑکتی رہی پھر آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی گئی۔ وہاں چونکہ ٹھوس دیواریں تھیں اس لئے شدید آگ میں سوائے دیواریں کالی ہونے کے کچھ نہیں ہوا تھا۔ عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے گیا تو راہداری کا فرش اور دیواریں بدستور دہک رہی تھیں وہاں کسی انسان کے جلنے کا کوئی نشان نہیں تھا۔ دو دونوں وہاں سے نکل گئے تھے۔

عمران چند لمحے ہونٹ بھینچے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اس نے اچانک تیزی سے گرم فرش پر دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے اس حصے سے نکل آیا جہاں آگ کی وجہ سے فرش گرم تھا۔ دوڑتے ہوئے وہ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا باہر لان میں آ گیا۔ عمران نے دانش منزل کا ایک ایک حصہ چھان مارا لیکن ٹیرم اور جیرم یوں غائب ہو چکے تھے جیسے وہ کبھی وہاں آئے ہی نہ ہوں۔ پہلے گیٹ کی جگہ ایمرجنسی گیٹ لگا ہوا تھا جو سلامت تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس بار ٹیرم اور جیرم گیٹ تباہ کئے بغیر دیواریں پھاند کر وہاں سے نکل گئے تھے۔

عمران کو لان میں ایک چھوٹی سی مشین کے ٹکڑے دکھائی دیئے۔ اس مشین کے کچھ ٹکڑے سلامت تھے۔ عمران نے جب انہیں اٹھا

کر چیک کیا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹیرم اور جیرم نے دانش منزل کا حفاظتی سسٹم کس طریقے سے بلاک کیا تھا۔ اس نے مشین کے ٹکڑوں کو زمین پر رکھ کر اپنے دائیں بوٹ کی ایڑی تلے کچلنا شروع کر دیا۔ مشین کے تمام ٹکڑوں کو اچھی طرح سے کچلنے کے بعد وہ ایک بار پھر آپریشن روم کی جانب بڑھ گیا۔ وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔

"وہ دونوں فرار ہو گئے ہیں عمران صاحب۔ میں نے انہیں زیرو روم کی چھت تباہ کرتے اور زیرو روم سے باہر آ کر آپ پر حملہ کرتے دیکھ لیا تھا"...... عمران کو دیکھتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا ان کے پیروں کے نیچے سپرنگ لگے ہوئے تھے جو وہ زیرو روم سے اس طرح چھلانگ لگا کر باہر آ گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیبارٹری میں جانے سے پہلے میں نے سوچا کہ میں انہیں ایک بار چیک کر لوں کہ وہ بے ہوش ہوئے ہیں یا نہیں۔ میں نے جیسے ہی زیرو روم چیک کرنے کے لئے سکرین آن کی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ دونوں بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ ان کے چہرے سرخ ہو رہے تھے جیسے انہوں نے فائیو ون گیس کا احساس ہوتے ہی سانس روک لئے ہوں۔ میں ابھی انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک نے اپنی جیب سے منی میزائل گن نکالی

اور پھر اس نے چھت پر ایک میزائل داغ دیا جس سے زیرو روم کی چھت تباہ ہو گئی۔ جیسے ہی چھت تباہ ہوئی دونوں نے اپنے جوتوں کے نیچے کوئی بٹن پریس کیا اور پھر وہ اس طرح اچھل کر کھلی ہوئی چھت سے باہر آ گئے جیسے ان کے جوتوں کے نیچے اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا تھا۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ میرے ساتھ ساتھ تم پر سے بھی امبروس گیس کا اثر ختم ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے یہاں سے نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی ہوگی۔ راہداری میں مجھے دیکھ کر انہوں نے مجھ پر فائر میزائل برسانے شروع کر دیئے جو دھماکہ کر کے ہر طرف آگ پھیلا دیتے ہیں اور پھر ٹیرم نے مجھ پر شدت سے فائرنگ کرنا شروع کر دی تاکہ میں سنبھل نہ سکوں وہ دونوں اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تیزی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ شاید انہوں نے کوئی خاص لباس پہن رکھے تھے کہ ان پر آگ نے کوئی اثر ہی نہیں کیا تھا اور وہ اطمینان سے آگ میں سے گزر گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آگ کے الاؤ سے گزر کر وہ باہر چلے گئے تھے اور پھر باؤنڈری وال کے پاس جاتے ہی انہوں نے ایک بار پھر جوتوں کے نیچے بٹن پریس کئے اور لمبی لمبی چھلانگیں لگاتے ہوئے دیوار کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ دانش منزل سے کچھ دور انہوں نے درختوں کے جھنڈ میں کار چھپا رکھی تھی۔ وہ تیزی سے

اس کار کی طرف دوڑے تھے۔ درختوں کے پیچھے سے انہوں نے چند چھوٹی چھوٹی مشینیں اٹھائیں اور پھر وہ ان مشینوں کو کار میں رکھ کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ دانش منزل کا تمام حفاظتی سسٹم بلاک تھا ورنہ میں انہیں یہیں سے میزائل مار کر ہٹ کر دیتا''...... بلیک زیرو نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کون سی گاڑی تھی اور اس کا نمبر کیا تھا''...... عمران نے چونک کر کہا تو بلیک زیرو نے اسے گاڑی کا ماڈل اور اس کا رجسٹریشن نمبر بتا دیا۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس رجسٹریشن آفس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سے سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں''۔ عمران نے سوپر فیاض کی آواز میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یس سر۔ فرمائیں سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... سپرنٹنڈنٹ فیاض کا نام سن کر دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ایک کار کا نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ یہ کار کس کی ملکیت ہے۔ اٹ از ایمرجنسی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یس سر۔ کار کا ماڈل اور نمبر بتائیں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اسے کار کا ماڈل اور نمبر بتا دیا۔

"ایک منٹ سر۔ میں ابھی آپ کو ساری ڈیٹیل بتا دیتا ہوں۔ صرف ایک منٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر خاموشی اختیار کر لی۔

"سر یہ کار ماؤنٹ کلب کے مالک مسٹر ریمنڈ گراس کی ہے جناب۔ اس نام سے ان کی مزید پندرہ کاریں رجسٹرڈ ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ اب مجھے یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ یہ سٹیٹ سیکرٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس سلسلے میں کسی سے بات نہیں کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس ٹائیگر سپیکنگ"...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ یس باس"...... ٹائیگر نے عمران کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ماؤنٹ کلب کے بارے کچھ جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس کلب میں، میں اکثر جاتا رہتا ہوں۔ کلب کا

مالک ایک ایکریمی نژاد یہودی ہے جس کا نام ریمنڈ گراس ہے۔ اس کلب میں چونکہ نایاب سے نایاب ترین شراب ملتی ہے اس لئے ملکی اور غیر ملکی اس کلب کو ترجیح دیتے ہیں اور شراب نوشی کے لئے اسی کلب کا رخ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کلب میں انڈر گراؤنڈ گیم رومز بھی ہیں جہاں بڑے پیمانے پر جوا بھی کھیلا جاتا ہے البتہ اس کلب میں منشیات کا استعمال ممنوع ہے۔ وہاں کوئی سگریٹ نوشی تک نہیں کر سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہاری ریمنڈ گراس تک رسائی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں اس کے کام اکثر کرتا رہتا ہوں۔ رقم کی وصولی یا پھر اس کے مخالفین میں سے کسی کا دماغ درست کرنے کا کام وہ مجھ سے ہی لیتا ہے۔ میں اس کا خاص منظور نظر ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر فوراً اس کلب کے پاس پہنچ جاؤ۔ میں بھی آ رہا ہوں۔ میرا ریمنڈ گراس سے ملنا بے حد ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ آ جائیں میں کلب کے باہر آپ کا انتظار کروں گا۔ ماؤنٹ کلب میں، میں بلیک کوبرا کے نام سے مشہور ہوں اس لئے میں آپ کو اسی حلیئے میں ملوں گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تمہارا بلیک کوبرا کا روپ دیکھا ہوا ہے۔ میں پندرہ منٹ تک وہاں پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تم فوری طور پر جولیا کو کال کرو اور اس سے کہو کہ وہ ممبران کے ساتھ شہر میں پھیل جائیں اور ٹیرم اور جیرم کو تلاش کریں۔ ان کی دیدہ دلیری بڑھتی جا رہی ہے اس لئے میں اب انہیں زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا۔ آج وہ اگر دانش منزل پر حملہ کر سکتے ہیں تو کل وہ کہیں اور بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس سائنسی اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اس طرح آزاد چھوڑنا پاکیشیا کے لئے نقصان دہ ہو گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''انہوں نے وائی ٹی فائیو ہنڈرڈ سسٹم کے تحت دانش منزل کا حفاظتی سسٹم بلاک کیا تھا۔ باہر لان میں مجھے اس مشین کے ٹکڑے ملے تھے جنہیں میں نے جوتے سے کچل دیا ہے۔ تم یہاں فائبر تھری سکس ایکسٹنشن سسٹم کو آن کر دو۔ یہ سسٹم وائی ٹی فائیو ہنڈرڈ جیسے سسٹمز کو بھی فیل کر سکتا ہے۔ اگر ٹیرم اور جیرم دوبارہ یہاں آئے تو وہ آسانی سے دانش منزل کے حفاظتی سسٹم میں خلل نہیں ڈال سکیں گے اور تم خود بھی محتاط رہنا۔ دانش منزل کے ہر حصے پر نظر رکھنا اگر تمہیں ٹیرم اور جیرم دوبارہ یہاں آتے دکھائی دیں تو

انہیں فوراً ہلاک کر دینا۔ اب انہیں کسی بھی صورت میں دانش منزل میں داخل نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں فائبر تھری سکس ایکسٹنشن کے ساتھ ساتھ ریڈ بلاکر سسٹم بھی آن کر دیتا ہوں تاکہ دانش منزل کے گرد ایسی حفاظتی دیوار بن جائے جسے میری اجازت کے بغیر ایک مکھی بھی کراس نہ کر سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ میں ٹائیگر کے ساتھ ماؤنٹ کلب جا رہا ہوں۔ دیکھوں تو سہی کہ ریمنڈ گراس اس سلسلے میں اسرائیلی ایجنٹوں کے ساتھ کس حد تک ملوث ہے اور اس معاملے میں اس کا کیا رول ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ دانش منزل سے نکلتا چلا گیا۔

کرنل ڈریمن ایک قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے سامنے میک اپ کٹ کھلی ہوئی تھی جس سے وہ مختلف اقسام کے لوشن نکال نکال کر اپنے چہرے پر لگا رہا تھا۔

ان لوشنز سے اس کے چہرے کے خدوخال تیزی سے بدلتے جا رہے تھے۔ اس سے کچھ فاصلے پر ماؤنٹ کلب کا مالک ریمنڈ کھڑا تھا جو آئینے میں حیرت سے کرنل ڈریمن کا چہرہ بدلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں جس کمرے میں موجود تھے وہاں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جس پر کرنل درانی انتہائی مضبوطی سے رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔

کرنل ڈریمن، ریمنڈ کے ساتھ اس کے دوست کی رہائش گاہ پہنچا تھا۔ رہائش گاہ میں آتے ہی کرنل ڈریمن نے ایک گن سے رہائش گاہ میں دو گیس کیپسول فائر کر دیئے تھے جن سے ہلکے ہلکے

دھماکے ہوئے تھے اور ریمنڈ کا دوست اور اس کی رہائش گاہ میں موجود اس کے تمام ملازمین بے ہوش ہو گئے تھے۔

کرنل ڈریمن نے ریمنڈ کے ساتھ مل کر فوری طور پر اس رہائش گاہ پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر اس نے ریمنڈ کے دوست کا میک اپ کر کے اس کی رہائش گاہ اور اردگرد کے علاقے کا سروے کرنا شروع کر دیا۔

کرنل درانی کی رہائش گاہ میں خاصی سیکورٹی تھی۔ وہاں مسلح افراد بھی موجود تھے اور رہائش گاہ کے اردگرد نظر رکھنے کے لئے ہر طرف شارٹ سرکٹ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے۔

کرنل ڈریمن جانتا تھا کہ اگر اس نے کرنل درانی کی رہائش گاہ پر ڈائریکٹ حملہ کیا تو اسے لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ خاموشی سے ہی اس رہائش گاہ میں داخل ہو اور خاموشی سے ہی کرنل درانی کو ٹھکانے لگا کر اس کی جگہ لے لے تاکہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ اس رہائش گاہ میں کرنل درانی نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

رات ہوتے ہی کرنل ڈریمن نے آثار قدیمہ وزارت کے سیکرٹری حامد جمیل کی رہائش گاہ کے صحن میں کھڑے ہو کر اردگرد کی رہائش گاہوں پر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے چاروں اطراف میں کیپسول فائر کئے تھے تاکہ اردگرد کی رہائش گاہوں کے تمام مکین بے ہوشی کی گیس کا شکار

ہو جائیں۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ اردگرد کے تمام مکین بے ہوش ہو گئے ہیں تو وہ رہائش گاہ کی چھت پر گیا اور پھر دوسری رہائش گاہوں کی چھتوں سے ہوتا ہوا کرنل درانی کی رہائش گاہ کی چھت پر آ گیا۔ اس نے کرنل درانی کی رہائش گاہ کی چھت پر ایک چھوٹی سی مشین آن کر کے رکھ دی۔ اس مشین کا یہ فائدہ تھا کہ اس مشین سے نہ صرف رہائش گاہ کے تمام سیکورٹی سسٹم بلاک ہو جاتے بلکہ رہائش گاہ میں لگے ہوئے شارٹ سرکٹ کیمرے بھی کام کرنا چھوڑ دیتے اور ان کے لینز اس قدر دھندلا جاتے تھے کہ وہ واضح طور پر کچھ بھی ریکارڈ نہیں کر سکتے تھے۔

کرنل ڈریمن ،ریمنڈ کے ساتھ کرنل درانی کی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا اور پھر اسے تھوڑی سی کوشش کے بعد ایک کمرے میں کرنل درانی مل گیا جو اپنے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور گیس کی وجہ سے وہیں بے ہوش ہو گیا تھا۔ رہائش گاہ کے دوسرے افراد اور گارڈز بھی گیس کے اثر سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

کرنل ڈریمن اور ریمنڈ نے مل کر کرنل درانی کو بیڈ سے اٹھایا اور ایک کرسی پر لا کر باندھنا شروع کر دیا اور پھر کرنل ڈریمن نے سب سے پہلے کرنل درانی کا لباس اتار کر پہنا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی میک اپ کٹ نکالی اور آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر کرنل درانی کا میک اپ کرنا شروع ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں کرنل ڈریمن، کرنل درانی کے میک اپ میں تھا۔ وہ اپنے فن میں اس قدر ماہر تھا کہ واقعی میک اپ کرنے کے بعد ایسا لگ رہا تھا جیسے کرنل درانی اور اس میں معمولی سا بھی فرق نہ ہو اور وہ دونوں جڑواں بھائی ہوں۔

”گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ آپ واقعی اپنے فن میں یکتا ہیں جناب۔ اگر آپ نے یہ میک اپ میرے سامنے نہ کیا ہوتا تو میں آپ کو ہی کرنل درانی سمجھتا“...... ریمنڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میک اپ کرنے میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ایکسپرٹ نہیں ہے۔ نانسنس۔ میرا کیا ہوا میک اپ نہ تو کوئی پہچان سکتا ہے اور نہ ہی میرا میک اپ کسی طریقے سے واش کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اب یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ میں کرنل درانی نہیں ہوں“۔ کرنل ڈریمن نے کہا۔

”بالکل بالکل۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اسی لئے تو آپ کو ماسٹر مائینڈ اور گیم ماسٹر کہا جاتا ہے آپ ایک بار جس کا روپ دھار لیں تو اصل انسان بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ اصلی اور آپ نقلی ہیں“...... ریمنڈ نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کیا تم نے اسے ایم نائن کا انجکشن لگا دیا ہے“...... کرنل ڈریمن نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے انجکشن لگا دیا ہے“...... ریمنڈ نے اثبات

میں سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر اسے ابھی تک ہوش کیوں نہیں آیا ہے۔ انجکشن لگنے کے ٹھیک تین منٹ بعد اسے ہوش آ جانا چاہئے تھا"...... کرنل ڈریمن نے حیرت سے کرنل درانی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کرنل درانی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔

"یہ لیں۔ ہوش آ رہا ہے اسے"...... ریمنڈ نے کرنل درانی کے جسم میں حرکت دیکھ کر کہا تو کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم باہر جا کر اس رہائش گاہ میں دو اور بے ہوشی کی گیس کے کیپسول فائر کر دو تا کہ رہائش گاہ کے افراد اور محافظ بدستور بے ہوش رہیں تب تک میں کرنل درانی سے بات چیت کر لیتا ہوں"...... کرنل ڈریمن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے بے ہوشی کی گیس کے کیپسول فائر کرنے والی گن نکال کر ریمنڈ کی جانب اچھال دیا جسے ریمنڈ نے ہوا میں ہی دبوچ لیا اور پھر وہ گن لے کر باہر نکلتا چلا گیا۔ کرنل ڈریمن نے اردگرد کے علاقے میں بے ہوشی کی گیس والے کیپسول فائر کرنے سے پہلے ایک گولی خود بھی کھا لی تھی اور ایک ریمنڈ کو بھی کھلا دی تھی تا کہ ان پر بے ہوشی کی گیس کا اثر نہ ہو سکے۔

اسی لمحے کرنل درانی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکا کھا کر رہ

گیا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ مضبوطی کے ساتھ ایک کرسی پہ رسیوں سے جکڑا ہوا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ مجھے کس نے باندھا ہے اور تم۔ تم......" کرنل درانی کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی اور پھر جیسے ہی اس کی نظر اپنے سامنے کھڑے اپنے ہمشکل پر پڑی تو بولتے بولتے جیسے اس کی زبان ہی بند ہو گئی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے ہمشکل کو دیکھنا شروع ہو گیا۔

"کیوں کرنل درانی، مجھے اپنے روپ میں دیکھ کر حیران ہو رہے ہو کیا"...... کرنل ڈریمن نے مسکرا کر کرنل درانی کی آواز میں کہا اور اس کے منہ سے اپنی آواز سن کر کرنل درانی ایک اور جھٹکا کھا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا ہمشکل اور میری آواز۔ کون ہو تم"...... کرنل درانی نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا ہمزاد"...... کرنل ڈریمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہمزاد۔ کیا مطلب"...... کرنل درانی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہر انسان کا ایک ہمزاد ہوتا ہے جس کا رنگ روپ، چال ڈھال اور آواز بھی ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ جیسی کہ تمہاری اور میری اب یہ فیصلہ تم کر لو کہ تم میرے ہمزاد ہو یا کہ میں تمہارا ہمزاد ہوں"...... کرنل ڈریمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ سچ بتاؤ کون ہو تم اور تم میری رہائش گاہ میں اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود کیسے داخل ہو گئے ہو اور تم نے میرا روپ کیوں دھار رکھا ہے''...... اس بار کرنل درانی نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں یہاں بلیک بک کے لئے آیا ہوں۔ اگر تم بلیک بک کے بارے میں جانتے ہو تو پھر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہو سکتا ہوں اور میں نے تمہارا روپ کیوں دھارا ہے''۔ کرنل ڈریمن نے کرنل درانی کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بلیک بک۔ کون سی بلیک بک''...... کرنل درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈریمن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے کرنل درانی کے لہجے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ واقعی بلیک بک کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔

''تو میری انفارمیشن غلط نہیں تھی۔ میجر راشد نے تمہیں بلیک بک کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔ میجر راشد کا سن کر کرنل درانی بے اختیار چونک پڑا۔

''میجر راشد۔ کیا مطلب۔ میجر راشد کا بلیک بک سے کیا تعلق اور تم اس کے بارے میں کیسے جانتے ہو''...... کرنل درانی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ میجر راشد کو ہلاک کرنے میں میرا ہاتھ ہے تو''...... کرنل ڈریمن نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل درانی ایک بار پھر چونک پڑا۔

''تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔ میجر راشد میرا دوست، میرا بھائی اور میرا بہت اچھا ورکر تھا۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر اسے کسی نے جان بوجھ کر ہلاک کیا ہے تو میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میں اس کا سر اپنے پیروں تلے نہ کچل دوں گا''...... کرنل درانی نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو میں تمہارے سامنے ہوں۔ آؤ۔ کچلو مجھے اپنے پیروں کے نیچے''...... کرنل ڈریمن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے بزدلوں کی طرح مجھے باندھ رکھا ہے۔ ہمت ہے تو کھولو مجھے۔ پھر دیکھنا میں تمہارا کیسا حشر کرتا ہوں''...... کرنل درانی نے اسی انداز میں کہا۔

''کھول دوں گا۔ بے فکر رہو۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی مجھے تم سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔ مجھے میری باتوں کا جواب دے دو پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گا وہ بھی ہمیشہ کے لئے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''کون سی باتیں پوچھنا چاہتے ہو تم مجھ سے اور کیوں''...... کرنل درانی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''میجر راشد کے ساتھ جن چار افراد نے اسرائیلی میزائل اسٹیشن تباہ کیا تھا اور تم نے انہیں کہاں انڈر گراؤنڈ کیا ہے''...... کرنل

ڈریمن نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا تو کرنل درانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تمہارا تعلق اسرائیل سے ہے''...... کرنل درانی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ کرنل ڈریمن سے باتیں کرتے ہوئے غیر محسوس انداز میں دونوں ہاتھوں کو حرکت دے کر اپنی رسیاں ڈھیلی کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کرنل ڈریمن نے اسے اس مضبوطی سے باندھ رکھا تھا کہ کوشش کے باوجود کرنل درانی ہاتھوں کی رسیاں ڈھیلی نہ کر پا رہا تھا۔ اسی لمحے ریمنڈ اندر داخل ہوا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر کرنل درانی ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یہ کون ہے''...... کرنل درانی نے پوچھا۔

''یہ میرا ساتھی ہے''...... کرنل ڈریمن نے جواب دیا۔

''یہ اندر کیسے آ گیا ہے۔ باہر میرے گھر والوں اور میرے محافظوں کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے''...... کرنل درانی نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''فی الحال تو وہ سب بے ہوش ہیں۔ اگر تم نے مجھ سے تعاون کیا تو ٹھیک ہے ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ ان سب کی بھی گردنیں توڑ دی جائیں گی''...... کرنل ڈریمن نے سفاکی سے کہا اور کرنل درانی چونک کر اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''اگر میرے گھر والوں یا میرے محافظوں کو ایک خراش تک بھی

آئی تو تمہارا انجام بے حد اذیت ناک ہو گا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''فی الحال تم اپنے انجام کی فکر کرو کرنل درانی۔ یہ تو تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے کہ میرا تعلق اسرائیل سے ہے۔ جب تمہیں یہ معلوم ہو گا کہ میرا تعلق اسرائیل کی کس ایجنسی سے ہے اور میں کون ہوں تو تمہارے ہوش اُڑ جائیں گے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''تم کون ہو اور تمہارا کس اسرائیلی ایجنسی سے تعلق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم مجھے رسیوں سے آزاد کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر مجھے موقع مل گیا تو پھر تم اور تمہارا یہ ساتھی میرے سامنے دوسرا سانس بھی نہیں لے سکے گا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''مجھے ان چاروں کے بارے میں بتاؤ کہاں ہیں وہ۔ تم نے انہیں کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے''...... کرنل ڈریمن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ جہاں بھی ہیں محفوظ ہیں۔ تم ان تک کسی بھی صورت میں نہیں پہنچ سکو گے''...... کرنل درانی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ کرنل ڈریمن ہے نانسنس۔ ریڈ فلائی کا چیف، کرنل ڈریمن جو ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتا ہے''...... ریمنڈ نے کہا اور ریڈ فلائی اور کرنل ڈریمن کا سن کر کرنل درانی بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو تم کرنل ڈریمن ہو۔ بہت خوب۔ اسرائیل نے میجر

راشد اور اس کے ساتھیوں سے انتقام لینے کے لئے تم جیسے سفاک اور بے رحم درندے کو یہاں بھیجا ہے۔ بہت خوب''...... کرنل درانی نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تم سب سے انتقام بھی لوں گا اور وہ چیز بھی حاصل کروں گا جو میجر راشد اسرائیل سے چوری کر کے لایا ہے''۔ کرنل ڈریمن نے کہا۔

''میجر راشد اسرائیل سے کچھ چرا کر لایا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ وہ چور نہیں تھا''...... کرنل درانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ چور ہی ہے۔ وہ اسرائیل کے وزارت دفاع کے سٹرانگ روم میں گیا تھا وہاں سے اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیکرٹ میزائل اسٹیشن کا نقشہ حاصل کیا تھا اور وہاں سے بلیک بک بھی چوری کی تھی جو اس نے اپنے ساتھیوں سے نظر بچا کر اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ میں بلیک بک کے لئے یہاں آیا ہوں۔ تمہاری باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ میجر راشد نے تمہیں اس بلیک بک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے لیکن بہرحال یہ طے ہے کہ بلیک بک میجر راشد کے پاس ہی تھی۔ وہ کہاں ہے اس کے بارے میں وہ چاروں ضرور جانتے ہوں گے جو میجر راشد کے ساتھ تھے۔ بلیک بک ہمارے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جسے حاصل کرنے کے لئے میں یہاں کچھ بھی کر سکتا ہوں اور اب تمہیں اس بات کا

بھی علم ہو چکا ہے کہ میں کون ہوں اور میری ایجنسی کا کیا نام ہے اس لئے تمہیں یہ یقین کر لینا چاہئے کہ بلیک بک کے لئے میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا سکتا ہوں''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں کسی بلیک بک کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اگر جانتا بھی ہوتا تو میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہ بتاتا۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ آخر اس بلیک بک میں ایسا ہے کیا جس کے لئے تم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے یہاں آئے ہو''...... کرنل درانی نے کہا۔

''تمہارے لئے یہ جاننا ضروری نہیں ہے کہ بلیک بک میں کیا ہے۔ تم مجھے ان چاروں افراد کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں۔ میں خود ہی ان سے پوچھ لوں گا کہ میجر راشد نے انہیں بھی بلیک بک کے بارے میں کچھ بتایا تھا یا نہیں۔ اگر وہ بھی بلیک بک کے بارے میں لاعلم ہوئے تو پھر میں تمہارے روپ میں ایک بار پھر میجر راشد کی رہائش گاہ میں جاؤں گا۔ میجر راشد نے ضرور بلیک بک اپنی رہائش گاہ میں ہی چھپا کر رکھی ہو گی جسے میں ہر صورت میں ڈھونڈ نکالوں گا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''تو ڈھونڈ لو جا کر۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل درانی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو تم نہیں بتاؤ گے''...... کرنل ڈریمن نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... کرنل درانی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''سوچ لو کرنل درانی۔ میں تمہارا بھیانک حشر کر سکتا ہوں۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ مجھے ان چاروں کے ٹھکانے بتا دو۔ تمہاری جان سستے میں چھوٹ جائے گی ورنہ......'' کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔

''میری یہ جان میرے وطنِ عزیز کے لئے ہے۔ وہ چاروں میرے وطن کے ہیرو ہیں۔ میں اپنے وطن کے ہیروز کے بارے میں تمہیں بتا کر اپنے وطن سے غداری نہیں کروں گا چاہے تم میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو''...... کرنل درانی نے اسی انداز میں کہا۔

''اوکے۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم اپنے وطن کے کتنے وفادار ہو۔ ریمنڈ''...... کرنل ڈریمن نے پہلے غرا کر کرنل درانی سے اور پھر اپنے ساتھی ریمنڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے بیگ سے وائٹ لوشن اور سرخ مکھیوں کا وہ جار نکال کر لے آؤ جس سے میں نے میجر راشد کو ہلاک کیا تھا''۔ کرنل ڈریمن نے کہا تو کرنل درانی ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک بار پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''تو وہ سرخ مکھیاں تم نے بھیجی تھیں''...... کرنل درانی نے غرا کر کہا۔

''جب میں نے مان لیا ہے کہ میجر راشد کو میں نے ہی قتل کیا ا تو تمہارا یہ سوال احمقانہ سا نہیں لگتا''...... کرنل ڈریمن نے سر ھٹک کر کہا۔

''تم اگر مجھے بلیک بک کے بارے میں بتا دو کہ اس میں کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ میں اس کے حصول کے لئے تمہاری کوئی مدد کر لوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس بک سے پاکیشیا کا کوئی مفاد نہ ہو۔ اگر یک بک سے پاکیشیا کا کوئی مفاد وابستہ ہوتا اور وہ بک میجر راشد کے پاس ہوتی تو وہ مجھ سے کبھی نہ چھپاتا۔ بک یا تو وہ میرے والے کر دیتا ورنہ وہ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور بتا یتا''...... کرنل درانی نے کہا۔

''تم مجھے صرف ان چار ایجنٹوں کا بتا دو کہ وہ کہاں ہیں۔ باقی ں خود دیکھ لوں گا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ جر راشد کے ساتھ ان چاروں نے بھی مجھ سے چند روز کی خصت لی تھی۔ رخصت لے کر وہ کہاں گئے ہیں اس کے بارے ں مجھے کچھ علم نہیں ہے''...... کرنل درانی نے کہا۔ اسی لمحے ریمنڈ ہڑے کا ایک بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بیگ لا کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

''بیگ سے سرخ مکھیوں والا جار نکالو''...... کرنل ڈریمن نے کہا و ریمنڈ نے اثبات میں سر ہلا کر بیگ کھولا اور اس میں سے شیشے کا

ایک جار نکال لیا۔ اس جار میں سرخ رنگ کی مکھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان مکھیوں کو دیکھ کر کرنل درانی بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گیا۔ کرنل ڈریمن آگے بڑھا اور اس نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی مگر لمبے منہ والی بوتل نکال لی۔ بوتل میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ کرنل ڈریمن وہ شیشی لے کر کرنل درانی کے قریب آ گیا۔

''اس بوتل میں میلاک بوٹی کا رس بھرا ہوا ہے۔ میں رس کا ایک قطرہ تمہارے جسم پر ٹپکاؤں گا اور پھر میں سرخ مکھیوں کے جار کا منہ کھول دوں گا۔ جیسے ہی جار کا منہ کھلے گا اس میں سے سرخ مکھیاں نکل کر تم پر جھپٹ پڑیں گی اور پھر یہ اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑیں گی جب تک کہ تمہاری رگوں سے خون کا ایک ایک قطرہ تک نہ نچوڑ لیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ ایسا کرنے سے تم مجھ سے ان چاروں کا پتہ اگلوانے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو یہ بھی آزما کر دیکھ لو''...... کرنل درانی نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دیکھتا ہوں کہ تم کس قدر قوت ارادی کے مالک ہو''...... کرنل ڈریمن نے غرا کر کہا اور اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کرنل درانی کے نزدیک لے آیا پھر ان نے محلول کا ایک قطرہ کرنل درانی کے سر پر ٹپکا دیا۔

''اب اس ایک قطرے کی وجہ سے دیکھنا سرخ مکھیاں تمہارا کیا

حشر کرتی ہیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا اور بوتل بند کرتے ہوئے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹ کر اس نے بوتل بیگ میں ڈالی اور میز پر پڑا ہوا سرخ مکھیوں والا جار اٹھا لیا۔ اسے جار اٹھاتے دیکھ کر ریمنڈ پریشانی کے عالم میں تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ یہ میری سدھائی ہوئی سرخ مکھیاں ہیں۔ یہ صرف اسی پر حملہ کرتی ہیں جن پر میلاک کا رس ٹپکایا گیا ہو۔ مجھے اور تمہیں یہ مکھیاں کچھ نہیں کہیں گی''...... کرنل ڈریمن نے ریمنڈ کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر کہا تو ریمنڈ کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔ کرنل ڈریمن نے جار کھولا تو اس میں سے سرخ رنگ کی کچھ مکھیاں نکل آئیں۔ جیسے ہی چند مکھیاں جار سے باہر آئیں کرنل ڈریمن نے جار دوبارہ بند کر دیا۔

جار سے نکلنے والی سرخ مکھیوں کی تعداد کم تھی لیکن ان کی بھنبھناہٹ اس قدر تیز تھی کہ کمرے میں آواز گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ مکھیاں بھنبھناتی ہوئیں تیزی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھیں اور پھر اچانک وہ تیزی سے مڑیں اور ایک ساتھ کرسی پر بندھے ہوئے کرنل درانی کی طرف لپک پڑیں۔ سرخ مکھیوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کرنل درانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے اللہ کا نام لے کر آنکھیں بند کیں او رپھر اس نے دل ہی دل میں مختلف آیات کا ورد کرنا شروع کر دیا۔

سرخ مکھیاں کرنل درانی کی گردن چہرے اور اس کے ہاتھوں پر

آ کر بیٹھ گئیں۔ دوسرے لمحے کرنل درانی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے مختلف حصوں میں گرم گرم سوئیاں سی اترنا شروع ہو گئی ہوں۔ چند ہی لمحوں میں کرنل درانی کو اپنی رگوں میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ وہ کچھ دیر سختی سے جبڑے بھینچے تکلیف برداشت کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن پھر جب اسے اپنے جسم کی ہڈیاں تک آگ کی طرح جلتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہوئیں تو اس کا منہ کھل گیا اور پھر کمرہ اس کی انتہائی دردناک اور زور دار چیخوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

حصہ اول ختم شد

51B

عمران سیریز نمبر

ایکشن ایجنٹس

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

''شکر کرو کہ ہم ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر سے بچ کر نکل آئے ہیں۔ اگر ہمیں وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ایکسٹو اور عمران ہمیں وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع ہی نہ دیتے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ ہمیں ہلاک ہی کر دیتے''...... ٹیرم نے اچھل کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ جیرم بھی اس کے سامنے دوسرے صوفے پر اطمینان سے بیٹھ گیا تھا۔ وہ دونوں دانش منزل سے نکل کر کار میں سوار ہو کر فوراً اپنے فلیٹ میں پہنچ گئے تھے۔

''موقع تو انہیں مل ہی گیا تھا لیکن ہم نے ان کی ایک نہیں چلنے دی تھی۔ اگر ہم یہاں سے تیاری کر کے نہ گئے ہوتے اور میرے پاس منی میزائل گن نہ ہوتی تو ہم اس قید خانے سے کبھی نہیں نکل سکتے تھے جہاں انہوں نے ہمیں گرایا تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ ہم نے

وہاں جانے سے پہلے احتیاطاً اپنے جسموں پر وائٹ لوشن لگا لیا تھا تاکہ ہم ہر قسم کی گیسوں اور خاص طور پر آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے علاوہ ہم دونوں نے ایسے جوتے پہن لئے تھے جن کے نیچے سپرنگ لگے ہوئے تھے جو بٹن پریس کرتے ہی باہر آ جاتے ہیں اور ہمیں کئی فٹ تک اچھال سکتے ہیں۔ یہ ان جوتوں کا ہی کمال تھا کہ ہم قید خانے کی چھت سے اُڑا کر باہر نکل آئے تھے۔ راہداری میں عمران تھا جسے دیکھتے ہی میں نے میزائل گن سے آگ برسانے والے میزائل فائر کئے تھے۔ ہمارے جسموں پر وائٹ لوشن لگا ہوا تھا اس لئے ہم پر اس آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور ہم وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے''...... جیرم نے کہا۔

''مجھے تو اس بات کی حیرت ہو رہی ہے کہ عمران اور ایکسٹو پر سے امبروس گیس کا اثر اتنی جلدی کیسے ختم ہو گیا تھا۔ انہیں تو چار سے چھ گھنٹوں تک اسی حالت میں رہنا چاہئے تھا جیسے وہ پتھر کے بے جان بت ہوں''...... ٹیرم نے کہا۔

''ان کی قوت ارادی بے حد مضبوط ہے اسی لئے جلد ہی ان پر سے امبروس گیس کا اثر ختم ہو گیا تھا۔ ہم سے غلطی ہوئی تھی اگر ہم باہر جانے کی بجائے آپریشن روم میں رہتے تو اس وقت ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول ہمارے ہاتھوں میں ہوتا''...... جیرم نے کہا۔

''مجھے بھی اس بات کا خیال نہیں آیا تھا ورنہ میں ہی وہاں رک جاتا''...... ٹیرم نے کہا۔

''خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ مجھے تو اس بات کا افسوس ہے کہ اتنی تگ و دو کے باوجود ہم ایکسٹو کی شکل نہیں دیکھ پائے ہیں''۔ جیرم نے کہا۔

''ہاں۔ اس بات کا تو مجھے بھی بے حد افسوس ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے ابھی تک یہ بات کھٹک رہی ہے کہ عمران بھی اگر ایکسٹو کی شخصیت سے واقف نہیں ہے تو وہ ایکسٹو کے آپریشن روم میں کیا کر رہا تھا۔ وی پلگ کی وجہ سے ہمیں اور کچھ نظر آ رہا ہو یا نہ آ رہا ہو لیکن عمران کے چہرے کے تاثرات ہم نمایاں طور پر دیکھ سکتے تھے اور عمران کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے سامنے ایکسٹو کی کوئی حیثیت ہی نہ ہو یا پھر جیسے وہ اور ایکسٹو ایک ہی ہوں''...... ٹیرم نے کہا۔

''کیا مطلب''...... اس کی بات سن کر جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے شاید عمران کا انداز چیک نہیں کیا تھا وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے اس انداز میں پیش آ رہا تھا جیسے اس کے سامنے بیٹھا ہوا شخص اس کے لئے کوئی خاص مقام نہ رکھتا ہو اور وہ اس سے بے حد کلوز ہو۔ میں نے عمران کے چہرے کے تاثرات سے خاص طور پر یہ سب نوٹ کیا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے عمران کے سامنے ایکسٹو نہیں بلکہ اس کا کوئی عام دوست بیٹھا ہوا ہو جس سے وہ بے حد کلوز ہو''...... ٹیرم نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اب مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ عمران جس انداز میں آپریشن روم میں داخل ہوا تھا اس وقت میں نے آپریشن روم میں بیٹھے ہوئے شخص کو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تھا گو کہ وہ شخص واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن اس کے اٹھنے کے انداز سے پتہ لگ رہا تھا کہ وہ عمران کے احترام میں اٹھا ہو۔ اگر وہ ایکسٹو تھا تو پھر وہ عمران کا اس قدر احترام کیسے کرسکتا ہے“...... جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ہم جسے ایکسٹو سمجھ رہے ہوں وہ کوئی اور ہو“۔ ٹیرم نے کہا۔

”لیکن وہ عمارت اور اس عمارت کے حفاظتی انتظامات۔ اگر وہ ایکسٹو نہیں تھا تو پھر تم ان حفاظتی انتظامات کو کس خانے میں فٹ کرو گے“...... جیرم نے کہا۔

”یہی سب سوچ سوچ کر تو میرا دماغ گھوم رہا ہے۔ عمارت اور اس کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر تو میں حیران ہی رہ گیا تھا ایسے انتظامات تو شاید پاکیشیا کے صدر اور پرائم منسٹر ہاؤس کے بھی نہ ہوں“...... ٹیرم نے کہا۔

”پاکیشیا میں ایکسٹو کے سوا ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جو اس قدر محفوظ عمارت میں رہتی ہو اور پھر تم نے آپریشن روم بھی تو دیکھا تھا۔ وہاں موجود مشینوں سے تو پورے ملک کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے“...... جیرم نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ ہم ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں ہی داخل ہوئے تھے لیکن یہ عمران۔ عمران کا ایکسٹو کے آپریشن روم میں ہونا اور پھر ایکسٹو کا اس طرح عمران کی آمد پر اس کے احترام میں کھڑا ہونا یہ سب میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ایکسٹو کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ جہاں ہوتا ہے اس کے احترام میں پاکیشیا کا صدر اور پرائم منسٹر تک اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ایکسٹو پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ صدر اور پرائم منسٹر کی آمد پر ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو“...... ٹیرم نے کہا۔

”کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ سارا سیٹ اپ عمران کا ہی بنایا ہوا ہے“...... جیرم نے چونکتے ہوئے کہا تو ٹیرم بھی چونک پڑا۔

”کیسا سیٹ اپ“...... ٹیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی پراسرار ایکسٹو کا سیٹ اپ۔ ہو سکتا ہے کہ پراسرار ایکسٹو خود عمران ہی ہو جس نے خود کو چھپانے کے لئے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ڈمی ایکسٹو بٹھایا ہوا ہو تا کہ وہ خود کو ڈمی ایکسٹو کی آڑ میں دنیا سے چھپا سکے“...... جیرم نے کہا تو ٹیرم کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہوتے چلے گئے۔

”عمران جیسے شیطان سے کوئی بعید نہیں۔ وہ ہر معاملے میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ مجھے تمہاری اس بات میں وزن محسوس ہو رہا ہے کہ واقعی اصل ایکسٹو عمران ہی ہے اور اس نے ہیڈ کوارٹر میں اپنے کسی راز دار کو بٹھا رکھا ہے جو ڈمی ایکسٹو کے طور پر کام کرتا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی عمران آپریشن روم میں داخل ہوا آپریشن روم میں بیٹھا ہوا ڈمی ایکسٹو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا“...... ٹیرم نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”اگر عمران ہی اصل ایکسٹو ہے تو پھر ہمارے لئے یہ بات اور زیادہ خطرناک صورتحال اختیار کر سکتی ہے۔ جس شخص نے سالوں سے خود کو اس طرح چھپا کر رکھا ہوا ہے اور جس کے سامنے پاکیشیا کا صدر بھی بات کرتے ہوئے ہکلاتا ہے تو اس کی پاور کا تو ہم شاید اندازہ بھی نہ لگا سکیں“...... جیرم نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم نے چیف کے سامنے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھانے کے لئے پلاننگ کی تھی کہ ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے لگا کر انہیں اپنی طرف متوجہ رکھیں گے تاکہ چیف آسانی سے اپنا کام کر سکیں لیکن اگر عمران ہی ایکسٹو ہے تو پھر شاید ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ عمران میں بے شمار صلاحیتیں ہیں اور اگر ان صلاحیتوں کو ایکسٹو کے ساتھ یکجا کر دیا جائے تو پھر عمران کی شخصیت اور اس کی حیثیت انتہائی طاقتور اور خوفناک ہو جاتی ہے جس کا شاید ہم مقابلہ بھی نہ کر سکیں“...... ٹیرم نے کہا۔

”اسی لئے میں میجر راشد کی رہائش گاہ میں عمران سے مارشل آرٹس میں مار کھا گیا تھا اور اس سے بچنے کے لئے مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا تھا“...... جیرم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”اب بھی تو ہمیں بھاگنا ہی پڑا ہے ہم کون سا وہاں کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں“...... ٹیرم نے منہ بنا کر کہا۔

”اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا ضروری تھا۔ ایکسٹو اگر ہمارے قابو میں آ گیا ہوتا تو اور بات تھی لیکن ایکسٹو کے ساتھ عمران بھی آزاد ہو گیا تھا اور یہ دونوں اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہمارے لئے وبالِ جان بن سکتے تھے“...... جیرم نے کہا۔

”بہرحال جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہم وہاں سے بچ کر نکل آئے ہیں۔ اب بتاؤ آگے کیا کرنا ہے۔ چیف سے ہم نے کہا تھا کہ ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سامنے لانے کے لئے ایسی کارروائیاں کریں گے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے ہی پیچھے بھاگتی رہ جائے گی“...... ٹیرم نے کہا۔

”ہم اپنی پلاننگ پر ضرور عمل کریں گے یہ تو اچانک ہی ایکسٹو تک پہنچنے کا ہمیں ایک راستہ دکھائی دیا تھا مگر اس راستے پر ہم نے ناکامی کا ہی منہ دیکھا ہے لیکن خیر ہمارے لئے یہ بھی کم نہیں کہ ہم ایکسٹو جیسے شیر کی کچھار سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ورنہ وہ ہمیں چیر پھاڑ کر رکھ سکتا تھا“...... جیرم نے کہا۔

”یاد کرو ہم وہاں ایسا کوئی نشان تو نہیں چھوڑ آئے ہیں جس کے ذریعے عمران یا ایکسٹو ہم تک پہنچ سکے“...... ٹیرم نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے بے حد احتیاط سے کام لیا تھا اور تمہارے پاس بھی ایسا کچھ نہیں تھا جو ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں رہ گیا ہو اور

اسے ذریعہ بنا کر عمران یا ایکسٹو ہم تک رسائی حاصل کر سکے"۔ جیرم نے کہا۔

"میرے خیال میں ایک چیز ایسی ہے جسے ذریعہ بنا کر ایکسٹو اور عمران ہم تک پہنچ سکتے ہیں"...... ٹیرم نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"...... جیرم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہماری کار"...... ٹیرم نے کہا۔ جیرم ایک لمحے کے لئے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا جیسے اسے ٹیرم کی بات کی سمجھ نہ آئی ہو لیکن پھر دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا اور یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اور کچھ نہیں تو ایکسٹو نے ہمیں وہاں سے کار لے جاتے ہوئے ضرور دیکھ لیا ہو گا۔ اس کار کی تلاش میں ہو سکتا ہے کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی الرٹ کر دیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کار کا ماڈل اور نمبر دیکھ کر ایکسٹو اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لے۔ اگر ایسا ہوا تو ایکسٹو کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ کار کس کی ملکیت ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کا علم ہو گیا کہ یہ کار ماؤنٹ کلب کے مالک ریمنڈ گراس کی ملکیت ہے تو پھر انہیں ہم تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ وہ ریمنڈ سے اگلوا لیں گے کہ ہم کہاں ہیں"۔ جیرم نے کہا۔

"یہی نہیں۔ کار میں ٹریکر سسٹم بھی لگا ہوا ہے۔ عمران یا پاکیشیا

سیکرٹ سروس ریمنڈ گراس تک پہنچ گئی تو پھر انہیں ٹریکر سسٹم کا کوڈ بھی مل جائے گا اور پھر وہ کار سمیت ہمیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے"...... ٹیرم نے کہا۔

"ہمیں کار یہاں نہیں لانی چاہئے تھی۔ اب اس کار کی وجہ سے ہمیں فوری طور پر اپنا ٹھکانہ بدلنا پڑے گا ورنہ ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی"...... جیرم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھکانہ بدلنے کے لئے ہمیں چیف سے بات کرنی ہو گی۔ اس کی اجازت کے بغیر ہم ٹھکانہ نہیں بدل سکتے ہیں"...... ٹیرم نے کہا۔

"ہم اس وقت خطرے میں ہیں ٹیرم۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے ہم جتنی جلد ہو سکے یہاں سے نکل جائے تو بہتر ہو گا۔ یہاں سے نکلنے کے بعد ہم چیف سے بات کریں گے اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کر دیں گے پھر وہ جیسا حکم دیں گے ہم اسی پر عمل کریں گے۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ گئی تو پھر ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے"...... جیرم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا سامان سمیٹو۔ میں اپنا سمیٹتا ہوں پھر ہم فوری طور پر یہاں سے نکل جاتے ہیں"...... ٹیرم نے کہا۔

"فی الحال ہم کسی ہوٹل میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ چیف سے

بات کرنے کے بعد دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اچانک کال بیل بج اٹھی۔ کال بیل کی آواز سن کر وہ دونوں ایک ساتھ یوں اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں پر کوئی بم پھٹ گیا ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب انتہائی تشویش زدہ انداز میں دیکھنا شروع ہو گئے۔

''میں دیکھتا ہوں''...... ٹیرم نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جیرم نے بھی فوراً جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

عمران نے اپنی کار ماؤنٹ کلب کے سامنے ایک ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں لے جا کر روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر باہر آ گیا اور تیز تیز چلتا ہوا پارکنگ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ پارکنگ سے نکل کر باہر آیا اسی لمحے سائیڈ سے ایک لمبا تڑنگا اور بدمعاش ٹائپ کا نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ اس شخص نے جینز اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں۔ اس نوجوان کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے چہرے پر انتہائی سختی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے دائیں گال پر زخم کا ایک پرانا اور لمبا نشان تھا جس سے اس کی شخصیت اور زیادہ خوفناک دکھائی دے رہی تھی۔ نوجوان کا ڈیل ڈول دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر ہو اور اپنے سامنے آنے والے کسی بھی شخص کی گردن ایک لمحے میں توڑ

دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

"گڈ۔ اچھا میک اپ کر رکھا ہے تم نے"...... نوجوان کو دیکھتے ہی عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا ہی شاگرد ہوں"...... نوجوان نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا جو ٹائیگر تھا اور وہاں عمران کا پہلے سے ہی انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بلیک کوبرا کا روپ دھار رکھا تھا۔ جو انتہائی ہتھ چھٹ، خطرناک اور ماسٹر فائٹر کے نام سے مشہور تھا۔

"معلوم کیا ہے ریمنڈ گراس کے بارے میں۔ کیا وہ کلب میں ہی موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے معلوم کیا ہے لیکن ریمنڈ گراس اس وقت کلب میں نہیں ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن اس کا سیل فون بند ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ تو کلب سے پتہ کرنا تھا کہ وہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"پتہ کیا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے لیکن اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے البتہ ایک ویٹر نے بتایا ہے کہ کچھ دیر پہلے ایک شخص آیا تھا جو شکل وصورت سے غیر ملکی تھا۔ وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف گیا تھا جہاں روزی نام کی ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے روزی سے بات کی اور پھر روزی نے انٹرکام پر ریمنڈ گراس سے بات کی تھی اور پھر روزی آنے والے شخص کو خود ریمنڈ گراس کے

آفس میں لے گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ریمنڈ گراس اور آنے والا شخص ایک ساتھ کہیں چلے گئے۔ وہ کہاں گئے ہیں اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو پھر میرے یہاں آنے کا کیا فائدہ ہوا۔ کیا تمہیں اس کی رہائش گاہ کا علم ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے اس کی رہائش گاہ سے بھی معلوم کیا ہے لیکن وہ اپنی رہائش گاہ میں بھی موجود نہیں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر وہ کہاں جا سکتا ہے اور وہ کون تھا جو اس سے ملنے کے لئے آیا تھا"...... عمران نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

"میری روزی سے بھی بات ہوئی ہے۔ وہ مجھ سے بے حد خائف رہتی ہے۔ میں جب بھی اس کے سامنے جاتا ہوں تو اس کی جیسے جان ہی نکل جاتی ہے۔ میں نے اس سے آنے والے شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ کچھ دیر پہلے ریمنڈ گراس نے اس سے کہا تھا کہ یہاں ایک غیر ملکی آئے گا جو اس کے سامنے ریڈ فلائی کا نام لے گا۔ جیسے ہی وہ آئے روزی، ریمنڈ گراس کو اس کے بارے میں بتا دے۔ آنے والے شخص نے روزی کے سامنے ریڈ فلائی کا ہی نام لیا تھا اور وہ ریمنڈ گراس کے کہنے پر نہ صرف اسے ریمنڈ گراس کے آفس میں لے گئی تھی بلکہ ریمنڈ گراس کے کہنے پر اس

نے انہیں کلب کی نایاب شراب بھی سرو کی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ریڈ فلائی۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ روزی نے ریڈ فلائی کا ہی نام لیا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں نے روزی سے کرید کرید کر پوچھا تھا اور وہ جس قدر مجھ سے ڈرتی ہے اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے کوئی غلط بیانی نہیں کر سکتی''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تو ایکشن ایجنٹوں کے ساتھ یہاں ریڈ فلائی کا چیف بھی موجود ہے۔ اب سمجھ میں آ رہا ہے کہ میجر راشد کو ہلاک کرنے میں کس کا ہاتھ ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ریڈ فلائی۔ اوہ یس باس۔ مجھے بھی یاد آ گیا ہے۔ یہ تو واقعی اسرائیلی ایجنسی کا نام ہے اور ریڈ فلائی کا کوڈ صرف اس ایجنسی کا چیف ہی استعمال کرتا ہے جو کرنل ڈریمن ہے اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے سرخ مکھیاں پالنے کا بے حد شوق ہے۔ اسے جب بھی کسی ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ہوتا ہے تو وہ اپنی ایجنسی کے کسی ایجنٹ کو حرکت میں لانے کی بجائے زہریلی سرخ مکھیوں کو ہی استعمال کرتا ہے اور سرخ مکھیوں کے ذریعے ہی اپنا ٹارگٹ ہٹ کرتا ہے اور اس نے اپنی ایجنسی کا نام بھی اسی لئے ریڈ فلائی ہی رکھا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میجر راشد بھی اس کا ٹارگٹ تھا اور اس نے اسے بھی سرخ مکھیوں سے ہی شکار کیا تھا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا

کر کہا۔

''اسی لئے ہمیں وہاں سے کوئی زندہ سرخ مکھی نہیں ملی تھی۔ میری معلومات کے مطابق کرنل ڈریمن سرخ مکھیوں کو سدھانے کے لئے میلاک بوٹیوں کا رس استعمال کرتا ہے جس کی مخصوص خوشبو سرخ مکھیوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور اگر وہ رس کسی انسان کے جسم پر لگا دیا جائے تو سرخ مکھیاں صرف اسی انسان پر حملہ کرتی ہیں کسی اور پر نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب گتھی کافی حد تک سلجھتی جا رہی ہے۔ میجر راشد کو ہلاک کرنے والے ایجنٹ تو سامنے آ گئے ہیں لیکن وہ میجر راشد سے کیا حاصل کرنا چاہتے تھے اس بات کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے اور وہ چیز ابھی تک ریڈ فلائی کے ہاتھ نہیں آئی ہے اسی لئے وہ یہاں دندناتے پھر رہے ہیں۔ ہمیں ان سے پہلے اس چیز تک پہنچنا ہو گا جو میجر راشد کی تحویل میں تھی۔ وہ چیز اگر ریڈ فلائی کو مل گئی تو وہ یہاں ایک منٹ بھی نہیں رکیں گے اور فوراً یہاں سے نکل جائیں گے''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''لیکن وہ چیز ہے کیا۔ کیا آپ کو اس کا تھوڑا سا بھی اندازہ نہیں ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اگر ہوتا تو اب تک وہ چیز میرے پاس ہوتی۔ بہرحال اب یہ سوچو کہ ریمنڈ گراس اور ریڈ فلائی اس وقت کہاں ہو سکتے ہیں''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”اگر ریڈ فلائی کو میجر راشد سے کوئی چیز حاصل کرنی ہے تو پھر وہ کہیں اور جانے کی بجائے میجر راشد کی رہائش گاہ میں ہی جانے کی کوشش کرے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کا ہر بار ویسٹرن کالونی میں اس طرح جانا آسان نہیں ہے۔ کرنل درانی نے اب میجر راشد کی رہائش گاہ کی سیکورٹی اور زیادہ بڑھا دی ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”کرنل ڈریمن کسی بھی سیکورٹی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اپنا کام پورا کرنے کے لئے وہ سیکورٹی کو ختم بھی تو کر سکتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ کرنل ڈریمن واقعی بے حد کائیاں انسان ہے۔ وہ لمحوں میں روپ بدل سکتا ہے۔ مجھے تو اس بات کی فکر ہے کہ کہیں وہ کرنل درانی کا ہی روپ نہ بدل لے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ آسانی سے ملٹری سپیشل فورس کو اپنے کنٹرول میں لے لے گا اور ملٹری سپیشل فورس کو ہمارے مقابلے پر بھی لے آئے گا“...... عمران نے کہا۔

”ایک طریقے سے پتہ کیا جا سکتا ہے کہ ریمنڈ گراس اور کرنل ڈریمن اس وقت کہاں ہو سکتے ہیں“...... اچانک ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تم شاید اس کار میں لگے ہوئے ٹریکر کے بارے میں سوچ رہے ہو جس میں وہ دونوں گئے ہیں“...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں کلب کی پارکنگ میں جا کر پارکنگ بوائے سے پتہ کرتا ہوں کہ وہ دونوں کس کار میں گئے ہیں۔ اگر ریمنڈ گراس، کرنل ڈریمن کو اپنی کار میں لے گیا ہے تو پھر ہمارے لئے آسانی ہو جائے گی۔ میرے پاس ریمنڈ گراس کی تمام گاڑیوں کے ٹریکر کوڈ موجود ہیں۔ ریمنڈ گراس جس کار میں گیا ہو گا میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرلوں گا کہ وہ اس وقت کہاں ہے اس طرح ہم آسانی سے اس تک پہنچ جائیں گے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”گڈ آئیڈیا۔ جاؤ۔ جلدی کرو اور پتہ کرو کہ وہ کس کار میں گئے ہیں۔ اگر وہ ریمنڈ گراس کی ہی کار ہے تو وہ اس وقت کہاں موجود ہے۔ تب تک میں تمہارا ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر انتظار کرتا ہوں۔ کوشش کرنا کہ تم لیٹ آؤ تاکہ میں اطمینان سے اپنی چائے ختم کر سکوں اور مجھے تم سے چائے کا نہ پوچھنا پڑے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا سڑک کراس کر کے ماؤنٹ کلب کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ عمران چند لمحے اسے ماؤنٹ کلب کی جانب جاتے دیکھتا رہا پھر وہ مڑا اور ریسٹورنٹ کے مین ڈور کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ٹائیگر وہاں آ گیا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ریمنڈ گراس اپنی پرسنل کار میں گیا

ہے۔ اس کی کار کا ٹریکر کوڈ مجھے معلوم ہے۔ میں نے کار ٹریکر ایجنٹ سے رابطہ کر کے اسے کار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کہہ دیا ہے۔ ابھی دس سے پندرہ منٹوں میں ہمیں ریمنڈ گراس کی کار کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اپنے لئے چائے کی بجائے لائم جوس منگوا لیا تھا جس کے وہ سپ لے رہا تھا۔ اس نے ویٹر کو اشارہ کر کے بلایا اور ٹائیگر کے لئے بھی ایک لائم جوس کا آرڈر دے دیا۔ ٹائیگر کی شخصیت دیکھ کر وہاں موجود تمام افراد بے حد ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے دکھائی دے رہے تھے لیکن ٹائیگر ان سب سے لاپرواہ عمران کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ویٹر ٹائیگر کے لئے لائم جوس لے آیا۔

''پیئو اور جان بناؤ اور جان بنانے کے ساتھ ساتھ لائم جوس کی پیمنٹ بھی کر دینا''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ٹائیگر نے جواباً مسکرا کر سر ہلا دیا اور وہ بھی لائم جوس کے سپ لینے لگا۔ پانچ منٹوں کے بعد ٹائیگر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اس کا ڈسپلے دیکھ کر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کال رسیو کا بٹن پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''لیں''...... ٹائیگر نے قدرے دھیمی آواز میں کہا اور پھر وہ دوسری طرف کسی سے باتیں کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے

سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''ریمنڈ کی کار اس وقت ویسٹرن کالونی کے ایف بلاک کی طرف جا رہی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اب جا رہے ہیں وہ ویسٹرن کالونی کی طرف۔ کیا مطلب۔ انہیں تو یہاں سے نکلے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں۔ اتنی دیر وہ کہاں تھے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹریکر ایجنٹ نے کار کی چند مزید لوکیشنز کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ اس سے پہلے کار جی او آر سکس میں تھی۔ یہاں کار کئی گھنٹے رکی رہی تھی اور پھر وہ مختلف مقامات پر سے ہوتی ہوئی اب ویسٹرن کالونی کی جانب گئی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جی او آر سکس کا سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''جی او آر سکس۔ اوہ۔ کون سی لوکیشن بتائی ہے ٹریکر ایجنٹ نے جی او آر سکس کی''...... عمران نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر نے اسے کار کی اس لوکیشن کے بارے میں بتا دیا جہاں کار کئی گھنٹے رکی رہی تھی۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ریڈ فلائی جی او آر سکس میں کرنل درانی کے پیچھے گیا تھا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا کرنل درانی جی آر او سکس میں رہتا ہے''...... ٹائیگر

نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہاں وہ ملٹری سپیشل فورس کے چیف کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عام سرکاری آفیسر کی حیثیت سے رہتا ہے۔ تم نے جو لوکیشن بتائی ہے اس رہائش گاہ سے تین یا چار رہائش گاہوں کے فاصلے پر کرنل درانی کی رہائش گاہ ہے۔ ریمنڈ گراس اور ریڈ فلائی کا وہاں ہونے کا مطلب واضح ہے کہ وہ وہاں کرنل درانی کے لئے ہی گئے تھے۔ انہوں نے شاید کرنل درانی کو اپنا شکار بنایا ہے اسی لئے اب وہ اطمینان سے ویسٹرن کالونی کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہ اطمینان سے میجر راشد کی رہائش گاہ کی تلاشی لے سکیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میجر راشد کی رہائش گاہ سے تو ہمیں کچھ نہیں ملا تھا۔ پھر ریڈ فلائی چیف وہاں کیا کرنے کے لئے گیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''مجھے اپنا سیل فون دینا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے سیل فون نکال کر اسے دے دیا۔ عمران سیل فون لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم یہیں رکو۔ میں واش روم میں جا کر ایک کال کر کے ابھی آتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران ریسٹورنٹ کے ہال سے گزرتا ہوا اس کے عقبی حصے میں آ گیا جہاں واش رومز بنے ہوئے تھے۔ عمران ایک واش روم کا دروازہ

کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے واش بیسن کا نل کھولا تاکہ واش روم میں پانی کا شور پیدا ہو سکے اور ساتھ والے واش رومز میں موجود کوئی بھی شخص اس کی کال نہ سن سکے۔ پھر اس نے ٹائیگر کے سیل فون سے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ نمبر ملا کر اس نے کال بٹن پریس کیا اور پھر اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے بیل بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس۔ کرنل درانی سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی کرنل درانی کی مخصوص آواز سنائی دی۔ یہ آواز سنتے ہی عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ آواز کرنل درانی کی ہی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ کرنل درانی فون رسیو کرتے ہی السلام علیکم کہہ کر اپنا پورا نام بتاتا تھا اور وہ اس طرح بارعب انداز میں بات نہیں کرتا تھا لیکن اب کرنل درانی نے نہ سلام کیا تھا اور نہ ہی اس کے لہجے میں وہ شیرینی تھی جو اس کا خاصہ تھی۔

''سر سلطان سیکرٹری خارجہ بول رہا ہوں''...... عمران نے سر سلطان کی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ فرمائیں''...... کرنل درانی نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے کل آپ سے ملٹری سپیشل فورس کے تمام ممبران کی فائل بھجوانے کے لئے کہا تھا۔ ابھی تک وہ فائل میرے پاس نہیں پہنچی ہے۔ کیا میں اس کی وجہ معلوم کر سکتا ہوں''...... عمران نے سر

سلطان کے انداز میں بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ سوری جناب۔ میں مصروفیت کے باعث آپ کو فائل بھجوانا بھول گیا تھا۔ میں میجر راشد کے سلسلے میں مصروف ہوں۔ جیسے ہی میں اس کام سے فارغ ہوتا ہوں آپ کو فوراً فائل بھجوا دوں گا''...... کرنل درانی نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے جان بوجھ کر فائل کے بارے میں کہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ملٹری سپیشل فورس کا اختیار وزارت خارجہ کے پاس نہیں تھا اور نہ ہی خارجہ سیکرٹری براہ راست ملٹری سپیشل فورس کے چیف سے کوئی فائل طلب کر سکتے تھے۔ یہ دائرہ اختیار ڈائریکٹ چیف مارشل کے پاس ہوتا تھا۔ اگر سر سلطان کو کسی فائل کی ضرورت ہوتی تو وہ چیف مارشل سے درخواست کر کے فائل منگوا سکتے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ کیا مجھے اگلے ایک گھنٹے تک فائل مل جائے گی''۔ عمران نے سر سلطان کے لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ اس وقت میں ایک مجرم کے پیچھے ہوں جس نے میجر راشد کو ہلاک کیا ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر کال کر کے میجر شہباز کو کہہ دیتا ہوں وہ متعلقہ فائل لے کر خود آپ کے پاس حاضر ہو جائے گا بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو آپ خود میجر شہباز سے بات کر لیں تاکہ میں اطمینان سے اپنا کام کر سکوں''...... کرنل درانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں میجر شہباز سے خود ہی بات کر لیتا ہوں''۔ عمران نے سر سلطان کے انداز میں کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم کر کے عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اس نے ہاتھ دھوئے اور نل بند کرتا ہوا واش روم سے باہر آ گیا اور پھر وہ ہال میں داخل ہو کر اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ٹائیگر بدستور بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ عمران نے اسے اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے کاؤنٹر پر جا کر لائم جوس کی پیمنٹ کی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ریسٹورنٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ٹائیگر بھی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے ریسٹورنٹ سے باہر آ گیا۔

''کرنل ڈریمن نے کرنل درانی کا پتہ صاف کر دیا ہے اور اس کی جگہ لے کر وہ میجر راشد کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ ہمیں فوراً اس کے پیچھے جانا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے پارکنگ میں جا کر اپنی کار نکالی اور اسے سڑک پر لے آیا۔ ٹائیگر اس کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے کار ویسٹرن کالونی کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا غصہ کرنل ڈریمن کے لئے تھا جس نے کرنل درانی کے ساتھ نجانے کیا سلوک کیا تھا اور اس کی پریشانی کی وجہ وہ چیز تھی جسے میجر راشد اسرائیل سے لایا تھا اور

کوشش کے باوجود عمران وہ چیز میجر راشد کی رہائش گاہ سے تلاش نہیں کر سکا تھا۔

کرنل ڈریمن جس طرح اب میجر راشد کی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے جس چیز کی تلاش ہے وہ بدستور میجر راشد کی رہائش گاہ میں موجود ہے۔ ورنہ کرنل ڈریمن کو اس طرح کرنل درانی کا روپ دھار کر میجر راشد کی رہائش گاہ میں جانے کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی۔ عمران کی آنکھوں کے سامنے میجر راشد کی رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ گھوم رہا تھا۔ وہ کار چلاتے ہوئے مسلسل سوچ رہا تھا کہ اگر میجر راشد نے اپنی رہائش گاہ میں کچھ چھپانا ہوتا تو وہاں ایسی کون سی خاص جگہ ہو سکتی تھی جہاں سوائے اس کے اور کوئی نہ پہنچ سکتا ہو۔ اس کے لئے میجر راشد کا کمرہ ہی اہم ہو سکتا تھا۔ عمران نے اس کمرے کے ایک ایک حصے کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا تھا لیکن اسے وہاں ایسی کوئی خاص چیز دکھائی نہیں دی تھی جو اس کے لئے اہمیت کی حامل ہو۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ عمران کو اس چیز کی ماہیت کا بھی اندازہ نہیں تھا جو میجر راشد اسرائیل سے لایا تھا۔ اس چیز کا وزن اس کے حجم کا بھی عمران کو پتہ ہوتا تو وہ اس بات سے یہ معلوم کر سکتا تھا کہ وہ چیز کہاں اور کس جگہ چھپائی جا سکتی ہے۔ اچانک سوچتے سوچتے عمران کے دماغ میں میجر راشد کے کمرے میں موجود ایک چیز کا خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو یہ ہے وہ جگہ جسے میجر راشد نے وہ اہم چیز چھپانے کے لئے استعمال کی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون سی چیز''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ کون سی چیز ہے یہ تو دیکھنے سے ہی پتہ چلے گا۔ میجر راشد کے کمرے میں مجھے ایک ایسی جگہ کا پتہ چلا ہے جس میں میجر راشد اور کچھ نہیں تو ماچس کی ایک ڈبیہ تو چھپا ہی سکتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ٹائیگر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے اسے عمران کی بات کی سمجھ ہی نہ آئی ہو۔ عمران نے کار کی رفتار اور تیز کر دی تھی اب اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ویسٹرن کالونی کی جانب اڑی جا رہی تھی۔ جیسے وہ کرنل درانی کے بھیس میں ریڈ فلائی کے چیف سے پہلے میجر راشد کی رہائش گاہ میں پہنچ جانا چاہتا ہو۔

ٹیرم احتیاط سے آگے بڑھتا ہوا دروازے کے پاس آ گیا۔

''کون ہے''...... ٹیرم نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں اس بلڈنگ کا سیکورٹی انچارج ہوں جناب۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے''...... باہر سے آواز سنائی دی تو ٹیرم نے گردن موڑ کر جیرم کی طرف دیکھا جو اس کے پیچھے ہی آ گیا تھا۔ جیرم نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنا مشین پسٹل اپنے لباس میں چھپا لیا۔ ٹیرم نے بھی اپنا مشین پسٹل اپنے لباس میں چھپایا اور پھر اس نے لاک کھولتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی ایک سیکورٹی یونیفارم میں ملبوس ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا۔

''فرمائیں''...... ٹیرم نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے اس فلیٹ کے مالک نے بھیجا ہے جناب''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

''کیوں۔ اس نے کیوں بھیجا ہے تمہیں۔ ہم نے یہ فلیٹ کرائے پر لیا ہے اور اس کا دو ماہ کا کرایہ بھی اسے ایڈوانس دیا تھا پھر اس نے تمہیں یہاں کس لئے بھیجا ہے''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''آپ نے ان سے کہا تھا کہ آپ ایک دو روز میں انہیں اپنے کاغذات دے دیں گے۔ انہوں نے آپ کے پاسپورٹ اور آئی ڈی کارڈ کی کاپیاں منگوائی ہیں''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم آج ہی اپنے کاغذات کی کاپیاں کرا کے دے دیں گے''...... ٹیرم نے کہا۔

''جیسا آپ مناسب سمجھیں جناب''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

''اور کوئی کام ہے تو بتاؤ''...... ٹیرم نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں جناب شکریہ''...... سیکورٹی آفیسر نے کہا اور وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا واپس چلا گیا۔ ٹیرم چند لمحے اسے جاتے دیکھتا رہا پھر اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے دروازہ بند کیا اور واپس سٹنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔ جیرم پہلے ہی سٹنگ روم کی طرف جا چکا تھا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... ٹیرم نے جیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''وہی جس کی ہم نے پلاننگ کی تھی''...... جیرم نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم اب بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کو اپنے پیچھے لگائے رکھیں تا کہ چیف اطمینان سے اپنا کام کر سکے''...... ٹیرم نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ہم ایکشن ایجنٹس ہیں۔ ہم اس طرح نچلے تو نہیں بیٹھے رہ سکتے۔ ہمارے خمیر میں ایکشن اور صرف ایکشن ہی شامل ہے۔ جب تک ہم ہلا گلا نہ مچا لیں اس وقت تک ہمیں کہاں چین آتا ہے''...... جیرم نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں ٹیرم بھی مسکرا دیا۔

''سب سے پہلے ہمیں یہاں سے کہیں اور شفٹ ہونا پڑے گا۔ ورنہ کار کے ٹریکر سسٹم سے عمران ہم تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد ہمیں ایک کار بھی حاصل کرنی ہے تاکہ ہم اپنا آگے کا کام کر سکیں''...... ٹیرم نے کہا۔

''ہوٹل میں رہائش اختیار کرنے کی بجائے ہم کلائیوڈ سے بات کرتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ہمیں نیا ٹھکانہ بھی مل جائے گا اور کار بھی''...... جیرم نے کہا۔

''کلائیوڈ۔ جو نائٹ بار کا منیجر ہے''...... ٹیرم نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ چیف نے کہا تھا کہ وہ ریمنڈ گراس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں اس لئے ہم اس سے رابطہ نہ کریں۔ اگر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم نائٹ بار کے منیجر کلائیوڈ سے بات کر لیں وہ بھی ریمنڈ گراس کی طرح اسرائیلی فارن ایجنٹ ہے۔ ریمنڈ گراس کی

طرح وہ بھی ہماری ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے''...... جیرم نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ بات کرو اس سے۔ چیف نے تمہیں اس کا رابطہ نمبر بھی تو دیا تھا''...... ٹیرم نے کہا تو جیرم نے اثبات میں سر ہلا کر سیل فون نکالا اور نمبر ملانے ہی لگا تھا کہ اس نے سیل فون بند کیا اور دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

''کیا ہوا''...... اسے کلائیوڈ سے بات کئے بغیر سیل فون آف کر کے واپس جیب میں رکھتے دیکھ کر ٹیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم یہاں سے سیدھا نائٹ بار چلتے ہیں اور وہاں جا کر خود ہی اس سے بات کر لیں گے''...... جیرم نے کہا۔

''ہاں یہ بھی ٹھیک ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''تو پھر اٹھاؤ اپنا سامان اور نکل چلو یہاں سے''...... جیرم نے کہا تو ٹیرم ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ جیرم بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں اپنا مختصر سامان سمیٹنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دو بھاری بیگ اٹھا کر فلیٹ سے نکل آئے اور پھر سڑک پر آ کر انہوں نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ نائٹ بار کی جانب روانہ ہو گئے۔ اگلے ایک گھنٹے میں وہ نائٹ بار کے منیجر کلائیوڈ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ کلائیوڈ ایک بھاری تن و توش کا مالک تھا۔ جب ٹیرم اور جیرم نے انہیں ریڈ فلائی کا حوالہ دیا اور انہیں اپنے نام

بتائے تو کلائیوڈ نے ان کا انتہائی پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور انہیں لے کر اپنے مخصوص آفس میں آ گیا۔ وہ تو جیسے جیرم اور ٹیرم کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

''مجھے ریڈ فلائی نے آپ دونوں کے بارے میں پہلے ہی بریفنگ دے دی تھی کہ آپ دونوں کو جب بھی ضرورت پڑے گی تو آپ میرے پاس آئیں گے۔ آپ بس حکم کریں کہ میں آپ کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ میرے لئے یہ بہت بڑے فخر کی بات ہے کہ اسرائیل کے دو ٹاپ ایکشن ایجنٹ میرے سامنے موجود ہیں''...... کلائیوڈ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں رہنے کے لئے ایک محفوظ رہائش گاہ اور ایک کار چاہئے''...... ٹیرم نے کہا۔

''مل جائے گی۔ رہائش گاہ بھی اور کار بھی۔ اور کوئی حکم''۔ کلائیوڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ بتاؤ کہ اس شہر کا سب سے مصروف اور بڑا کمرشل ایریا کون سا ہے''...... چند لمحے توقف کے بعد جیرم نے کلائیوڈ سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

''سب سے بڑا اور مصروف کمرشل ایریا تو پرل پیلس کا ہے جناب۔ وہاں بڑی بڑی مارکیٹیں بھی ہیں اور شاپس بھی۔ یہ کمرشل ایریا دن رات کھلا رہتا ہے اور وہاں دن رات کافی رش رہتا ہے''...... کلائیوڈ نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تو ہم اپنی پلاننگ کا آغاز اسی پرل پیلس سے ہی کریں گے''...... جیرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پلاننگ۔ میں سمجھا نہیں جناب''...... کلائیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم اس علاقے کو بم سے اُڑانا چاہتے ہیں''...... ٹیرم نے مسکراتے ہوئے انتہائی سفاکی سے کہا اور کلائیوڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''بب بب۔ بم بلاسٹ۔ لل لل۔ لیکن......'' کلائیوڈ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''لیکن کیا''...... جیرم نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اگر وہاں کوئی بم دھماکہ ہوا تو سینکڑوں افراد ہلاک ہو جائیں گے وہ بہت بڑا علاقہ ہے''...... کلائیوڈ نے خوف سے حلق میں تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

''ہم چھوٹے موٹے علاقوں میں کارروائی کرنا پسند بھی نہیں کرتے۔ جب تک ہمارے ہاتھوں سینکڑوں افراد ہلاک نہ ہو جائیں اس وقت تک ہمیں چین ہیں آتا ہے''...... ٹیرم نے اس انداز میں کہا جیسے سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کرنا اس کے لئے بے حد فخر کی بات ہو۔

''ٹھیک ہے جناب۔ اگر آپ نے اس علاقے کو بم سے

اُڑانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو آپ کے حکم کا غلام ہوں۔ آپ جو کہیں گے میں اسی پر عمل کروں گا''۔ کلائیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے خیال میں پرل پیلس جیسے بڑے علاقے کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں کتنے میگا پاور کا بم استعمال کرنا چاہئے''...... جیرم نے کلائیوڈ کی جانب دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کافی بڑا علاقہ ہے جناب لیکن اسے تباہ کرنے کے لئے دس میگا پاور کا بم بھی کافی ہو گا۔ اس بم سے پرل پیلس کی ساری عمارتوں کے پرخچے اُڑ جائیں گے اور وہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو جائیں گے''...... کلائیوڈ نے جواب دیا۔

''کیا تم ہمیں نائن تھاؤزنڈ بلیک بلاسٹر مہیا کر سکتے ہو''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''نائن تھاؤزنڈ بلیک بلاسٹر۔ اوہ۔ یہ تو بے حد طاقتور اور خوفناک بم ہے۔ اس سے عمارتیں تو کم تباہ ہوں گی لیکن اس بم سے نکلنے والی گیس سے ہر طرف آگ لگ جائے گی اور اس آگ کی زد میں آنے والا ایک لمحے میں جھلس کر ہلاک ہو جائے گا''...... کلائیوڈ نے کہا۔

''جواب دو۔ تم ہمیں نائن تھاؤزنڈ بلیک بلاسٹر دے سکتے ہو یا نہیں''...... جیرم نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے کلائیوڈ کی گھبراہٹ اور پریشانی سے چڑ ہو رہی ہو۔

''ہاں جناب۔ کیوں نہیں۔ آپ کہیں تو میں آپ کو ریڈ بلاسٹر بھی مہیا کر سکتا ہوں جس سے پرل پیلس کا علاقہ تو کیا یہ پورا دارالحکومت اُڑایا جا سکتا ہے''...... کلائیوڈ نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ہمیں ابھی شہر تباہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو بس اس کھیل تماشے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے دوڑانا چاہتے ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کا لیڈر عمران دوڑ میں کہاں تک بھاگ سکتا ہے''...... ٹیرم نے ہنستے ہوئے کہا تو جیرم بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ ریڈ فلائی کی جب مجھے کال آئی تھی تو میں نے احتیاطاً آپ دونوں کے لئے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر لیا تھا۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو ابھی وہاں لے چلتا ہوں۔ آپ وہاں آرام کرنا تب تک میں آپ کے لئے نائن تھاؤزند بلیک بلاسٹر حاصل کر لوں گا''...... کلائیوڈ نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کار روکو''...... اچانک کرنل ڈریمن نے کہا اور ریمنڈ گراس جو
کار ڈرائیو کر رہا تھا اس نے کرنل ڈریمن کا حکم سنتے ہی کار کی رفتار
ہلکی کی اور پھر کار کو بریک لگا دیئے۔

کرنل ڈریمن نے کرنل درانی پر سرخ مکھیاں چھوڑ کر اسے شدید
اذیت سے دوچار کر دیا تھا۔ سرخ مکھیوں نے نہ صرف کرنل درانی
کو بری طرح سے ڈنک مارنے شروع کر دیئے تھے بلکہ اپنا زہر بھی
اس کے جسم میں منتقل کرنا شروع کر دیا تھا جس سے کرنل درانی کی
حالت انتہائی غیر ہو گئی تھی وہ حلق کے بل چیخ رہا تھا لیکن کرنل
درانی نے اس کے سامنے زبان نہیں کھولی تھی۔

کرنل درانی کی جب الوطنی دیکھ کر کرنل ڈریمن کو اس پر شدید
غصہ آ رہا تھا۔ اس نے کرنل درانی پر مزید سرخ مکھیاں چھوڑ دی
تھیں جو جار سے نکلتے ہی موت بن کر کرنل درانی پر جھپٹ پڑی

تھیں۔ کرنل درانی کو موت کے منہ میں جاتے دیکھ کر کرنل ڈریمن
نے کرنل درانی کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

کرنل درانی کے کمرے کے شمالی دیوار کے دائیں سائیڈ پر ایک
رائٹنگ میز پڑی ہوئی تھی۔ کرنل ڈریمن نے اس میز کی ایک دراز
کھولی تو اسے وہاں ایک ڈائری پڑی ہوئی دکھائی دی۔ کرنل ڈریمن
نے ڈائری نکالی اور اسے کھول کر دیکھنا شروع ہو گیا۔ ڈائری پر
ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر تھی اور یہ دیکھ کر کرنل ڈریمن کی آنکھوں
میں چمک سی پیدا ہو گئی کہ ڈائری کرنل درانی کے ہاتھ کی ہی لکھی
ہوئی تھی جسے شاید اپنے روز مرہ کے واقعات تفصیل سے لکھنے کا
شوق تھا۔ ڈائری نئی تھی اس میں دو تین دن کے واقعات ہی تحریر
تھے جیسے کرنل درانی نے ایک ڈائری ختم کرنے کے بعد یہ دوسری
نئی ڈائری شروع کی ہو اور پھر بے خیالی میں اس ڈائری کو اسی دراز
میں چھوڑ دیا ہو۔

کرنل ڈریمن نے ڈائری کے چند آخری صفحات کو پلٹا کر دیکھا
اور پھر انہیں پڑھنے لگا تو یہ پڑھ کر اس کی خوشی بڑھ گئی کہ ڈائری
میں کرنل درانی نے ان چاروں ایجنٹوں کے بارے میں بھی تفصیل
سے لکھا ہوا تھا کہ وہ کہاں ہیں اور انہیں کرنل درانی نے حفاظت
کے پیش نظر کہاں چھپا رکھا ہے۔ یہ وہی چار ایجنٹ تھے جنہوں نے
میجر راشد کے ساتھ مل کر اسرائیل کے سیکرٹ میزائل اسٹیشن کو تباہ
کیا تھا۔

ان چاروں کا چونکہ کرنل ڈریمن کو پتہ چل چکا تھا اس لئے اس نے ڈائری کے باقی تمام صفحات دیکھے لیکن ان میں میجر راشد کے پاس موجود بلیک بک کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہوا تھا جس سے کرنل ڈریمن کو یقین ہو گیا کہ بلیک بک کے بارے میں میجر راشد نے کرنل درانی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ چنانچہ اس نے جار میں سرخ مکھیاں دوبارہ بند کیں اور پھر وہ ریمنڈ گراس کے ساتھ کرنل درانی کی رہائش گاہ سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے ریمنڈ گراس سے کہا تھا کہ وہ میجر راشد کی رہائش گاہ پر چلے۔ کرنل ڈریمن ایک بار خود میجر راشد کی رہائش گاہ کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ بلیک بک اب بھی میجر راشد کی رہائش گاہ میں ہی کہیں موجود ہو گی۔ اگر میجر راشد نے کرنل درانی کو بلیک بک کے بارے میں نہیں بتایا تھا تو ہو سکتا ہے کہ اس نے بلیک بک اپنے باقی ساتھیوں سے بھی پوشیدہ رکھی ہو اس لئے وہ اولڈ فورٹ میں جا کر ان چاروں ایجنٹوں کو ہلاک کرنے سے پہلے ایک بار میجر راشد کی رہائش گاہ چیک کرنا چاہتا تھا۔

ریمنڈ گراس اسے ویسٹرن کالونی کی جانب لے جا رہا تھا اور اب وہ ویسٹرن کالونی کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑے ہی تھے کہ کرنل ڈریمن نے اسے کار روکنے کا کہہ دیا اور ریمنڈ گراس نے اس کا حکم سنتے ہی کار روک دی۔

''کیا ہوا جناب۔ کار کیوں رکوائی ہے''...... ریمنڈ گراس نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے ابھی سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی کال موصول ہوئی تھی''۔ کرنل ڈریمن نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ کو یا کرنل درانی کو''...... ریمنڈ گراس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے میں کرنل درانی کے روپ میں ہوں اور میں آتے ہوئے احتیاطاً کرنل درانی کا سیل فون بھی لے آیا تھا۔ اسی کے سیل فون پر سیکرٹری خارجہ کی کال آئی تھی''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''تو اس میں الجھنے والی کون سی بات ہے جناب۔ کرنل درانی کے سیل فون پر تو کسی بھی کال آ سکتی ہے آخر وہ پاکیشیا ملٹری سپیشل فورس کا چیف ہے''...... ریمنڈ گراس نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن مجھے اس کال پر شک ہو رہا ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''کیسا شک''...... ریمنڈ گراس نے چونک کر پوچھا۔

''کسی بھی ملک کی ملٹری سپیشل فورس کا تعلق فوج سے ہوتا ہے۔ اس کا ریکارڈ تو محکمہ دفاع کے پاس بھی نہیں ہوتا۔ ملٹری سپیشل فورس کو ڈائریکٹ چیف مارشل کنٹرول کرتا ہے اگر کسی محکمے کو ملٹری سپیشل فورس سے کوئی تفصیل جاننی ہو یا اس کا ریکارڈ مانگنا ہو تو اسے ڈائریکٹ چیف مارشل سے بات کرنی پڑتی ہے۔ کوئی بھی محکمہ اس بات کا مجاز نہیں ہوتا کہ وہ ملٹری سپیشل فورس کے ایجنٹس کے بارے

میں تفصیلات حاصل کر سکے۔ سیکرٹری خارجہ نے کہا ہے کہ اس کی کل مجھ سے، میرا مطلب ہے کہ کرنل درانی سے بات ہوئی تھی اور اس نے ملٹری سپیشل فورس کے ایجنٹس کی فائل منگوائی تھی۔ سیکرٹ سروس کی طرح ملٹری سپیشل فورس کا ادارہ بھی انتہائی حساس ادارہ ہوتا ہے جس میں کام کرنے والے کسی بھی شخص کے بارے میں دوسرے اداروں کو کوئی تفصیلات مہیا نہیں کی جا سکتی ہیں۔ پھر سیکرٹری خارجہ اس طرح ڈائریکٹ کال کر کے ملٹری سپیشل فورس کے چیف سے ایسی فائل کیسے طلب کر سکتا ہے جس میں تمام ایجنٹوں کی تفصیلات ہوں''...... کرنل ڈریمن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹری خارجہ نے پہلے ہی چیف مارشل سے بات کر لی ہو اور اسی توسط سے اس نے کرنل درانی کو کال کی ہو''...... ریمنڈ گراس نے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن مجھے سیکرٹری خارجہ کی آواز سن کر حیرت ہو رہی تھی۔ نہ میں سر سلطان کو جانتا ہوں اور نہ ہی میں نے اس کی آواز سنی ہے لیکن مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے بولنے والا اپنی آواز بدل کر بات کر رہا ہو''...... کرنل ڈریمن نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ کیسے۔ کسی کی آواز کے بدلاؤ کے بارے میں آپ کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں''...... ریمنڈ گراس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آوازیں بدلنے کے فن سے میں بھی واقف ہوں نانسنس۔ عام انسان جب اپنی آواز میں بولتا ہے تو اس کی آواز اس کے منہ

اور ناک سے ہم آہنگ ہوتی ہیں جبکہ آوازیں بدلنے کے لئے حلق کا سہارا لینا پڑتا ہے اور حلق سے نکلی ہوئی آواز میں قدرے ٹھہراؤ اور گہرا پن ہوتا ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی اپنی آواز میں بات کر رہا ہے یا آواز بدلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں اس فن میں ایکسپرٹ ہوں اور کوئی بدلی ہوئی آواز کو چاہے نہ پہچان سکے لیکن میں فوراً پہچان جاتا ہوں کہ کس آواز میں ٹھہراؤ ہے اور کس آواز میں ہم آہنگی ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کسی نے سر سلطان کی آواز میں آپ سے بات کرنے کی کوشش کی تھی''...... ریمنڈ گراس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن کسی کو اس طرح آپ سے آواز بدل کر بات کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے اور وہ بھی کرنل درانی کے سیل فون پر''۔ ریمنڈ گراس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے اس آواز کے ٹھہراؤ اور انداز گفتگو سے یہ شک ہو رہا ہے کہ جس طرح میں آوازیں بدل کر بات کر سکتا ہوں اسی طرح پاکیشیا میں بھی ایک ایسا شخص ہے جو آوازیں بدلنے میں ماہر ہے۔ اس کے حلق سے نکلنے والی اور بدلی ہوئی آواز کوئی نہیں پہچان سکتا۔ اگر میں اس فن میں ماہر نہ ہوتا اور آوازیں بدلنے کے لب و لہجے کا اندازہ نہ لگا سکتا ہوتا تو شاید میں بھی اس بات پر اتنی توجہ نہ دیتا کہ

سیکرٹری خارجہ نے کرنل درانی کو ملٹری سپیشل فورس کے ایجنٹس کی فائل کیوں منگوائی ہے۔ لیکن مجھ سے جس لب و لہجے میں بات کی گئی ہے اس سے میں اور کچھ نہیں تو اس بات کا اندازہ ضرور لگا سکتا ہوں کہ سر سلطان بن کر مجھ سے کس نے بات کی ہو گی''۔ کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہے وہ جس نے آپ سے سر سلطان بن کر کال کی تھی اور کیوں''...... ریمنڈ گراس نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ نانسنس عمران کے سوا اور کون ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو ریمنڈ گراس بے اختیار چونک پڑا۔

''عمران۔ آپ کا مطلب ہے وہ علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... ریمنڈ گراس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میری طرح آوازیں بدلنے میں وہ بے حد ماہر ہے۔ وہ آسانی سے کسی کی بھی آواز نکال سکتا ہے''...... کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے باپ رے۔ وہ تو بے حد خطرناک انسان ہے۔ کک۔ کک۔ کہیں اسے آپ پر شک تو نہیں ہو گیا''...... ریمنڈ گراس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ جس طرح سے میں نے اس کی آواز پہچان لی ہے اسی طرح ممکن ہے کہ میرے لب و لہجے سے اسے بھی پتہ چل

گیا ہو کہ میں کرنل درانی نہیں ہوں۔ کرنل درانی کی رہائش گاہ سے اس کی ملنے والی لاش بھی وجہ بن سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ عمران، کرنل درانی کی رہائش گاہ پر گیا ہو اور وہاں سے کرنل درانی کی لاش مل گئی ہو۔ اس نے احتیاطاً کرنل درانی کے سیل فون پر کال کی ہو اور ادھر میں نے کرنل درانی بن کر اس کی کال رسیو کر لی''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو اسے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ ہم کہاں ہیں۔ کرنل درانی کا سیل فون آپ کے پاس ہے اور موبائل ٹریکنگ سے اسے ہماری لوکیشن کا آسانی سے پتہ چل جائے گا''...... ریمنڈ گراس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے''...... کرنل ڈریمن نے جواب دیا۔

''تو پھر اب کیا کریں۔ اگر عمران کو پتہ چل گیا ہے کہ کرنل درانی ہلاک ہو چکا ہے تو پھر وہ ضرور یہ جاننے کی کوشش کرے گا کہ کرنل درانی کا سیل فون کس کے پاس ہے اور کس نے کرنل درانی کی آواز میں اس سے بات کی ہے''...... ریمنڈ گراس نے کہا۔

''ہاں۔ اور اگر اسے پتہ چل گیا کہ ہم کہاں ہیں تو وہ ہمارے پیچھے ضرور آئے گا''...... کرنل ڈریمن نے جواب دیا۔

''تو کیا ایسی خطرناک سچوئیشن میں ہمارا میجر راشد کی رہائش گاہ

جانا ضروری ہے''...... ریمنڈ گراس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ میں ایک بار خود میجر راشد کی رہائش گاہ چیک کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ بلیک بک وہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں میجر راشد نے کرنل درانی کو کچھ نہیں بتایا تھا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''آپ کرنل درانی سے بار بار بلیک بک کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ آخر اس بلیک بک میں ہے کیا جس کے لئے آپ کو خود اسرائیل سے یہاں آنا پڑا ہے''...... ریمنڈ گراس نے پوچھا۔

''بلیک بک میں ان تمام اسرائیلی ایجنٹوں کی تفصیلات ہیں جو پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا اور ریمنڈ گراس اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہوا۔

''ارے باپ رے۔ پھر تو اس بک میں میرا نام بھی موجود ہو گا''......ریمنڈ گراس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بلیک بک ایک کوڈ بک ہے جسے خاص کوڈ میں تحریر کیا گیا ہے۔اگر پاکیشیا نے بلیک بک کے کوڈز ڈی کوڈ کر لئے تو پھر تم تو کیا پاکیشیا میں کوئی ایک اسرائیلی بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ میں تم سب کو بچانے کے لئے ہی یہاں آیا ہوں''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''تب تو بلیک بک حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اگر بلیک

بک عمران کے ہاتھ لگ گئی تو وہ اسے آسانی سے ڈی کوڈ کر لے گا وہ ان معاملوں میں بے حد تیز ہے''...... ریمنڈ گراس نے کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ میرے ہوتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اگر انہوں نے ہمارے آڑے آنے کی کوشش کی تو میں ان پر ریڈ فلائیز چھوڑ دوں گا اور ان سب کو ہلاک کر دوں گا''......کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اب کیا حکم ہے۔ کہاں چلنا ہے''...... ریمنڈ گراس نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بدستور خوف اور پریشانی کا عنصر تھا۔

''ویسٹرن کالونی ہی چلو۔ ہم ڈائریکٹ میجر راشد کی رہائش گاہ میں نہیں جائیں گے۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے اور وہ کال عمران کی ہی تھی تو وہ میرے پیچھے ضرور آئے گا۔ میں سب سے پہلے اب اس کا خاتمہ کروں گا اس کے بعد ہی میجر راشد کی رہائش گاہ پر جا کر بلیک بک تلاش کروں گا''...... کرنل ڈریمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ریمنڈ گراس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے کار ایک بار پھر ویسٹرن کالونی کی جانب دوڑانی شروع کر دی۔

عمران اور ٹائیگر جیسے ہی میجر راشد کی رہائش گاہ پر پہنچے یہ دیکھ کر انہیں اطمینان آ گیا کہ کرنل ڈریمن، کرنل درانی کے روپ میں ابھی وہاں نہیں پہنچا تھا۔

ویسٹرن کالونی کی طرف جاتے ہوئے عمران نے جولیا کو کال کی تھی اور اسے کرنل درانی کا ایڈریس بتاتے ہوئے اس سے کہا تھا کہ وہ کرنل درانی کی رہائش گاہ چیک کرے اور دیکھے کہ کرنل درانی وہاں کس حال میں موجود ہے۔ اس نے جولیا کو بتایا تھا کہ اسے شک ہے کہ ریڈ فلائی کے کسی ایجنٹ نے کرنل درانی کی رہائش گاہ میں جا کر اس پر حملہ کیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کرنل درانی ابھی زندہ ہو اور اسے طبی امداد کی ضرورت ہو۔ اگر اسے کرنل درانی وہاں زندہ حالت میں مل جائے تو وہ اسے فوراً فاروقی ہسپتال پہنچا دے۔ ابھی تک جولیا کی طرف سے اسے کوئی جوابی کال نہیں آئی تھی۔

عمران کو اس بات کی بھی حیرت تھی کہ ٹریکر ایجنٹ کے کہنے کے

مطابق ریمنڈ گراس کی کار ویسٹرن کالونی کی طرف جاتی ہوئی مارک کی گئی تھی۔ اسے تو بہت پہلے یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن وہ وہاں نہیں پہنچا تھا۔ چونکہ عمران کو ملٹری سپیشل فورس کے افراد پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے عمران کو یہی بتایا تھا کہ کرنل درانی وہاں نہیں آیا ہے۔ عمران کے لئے یہ بات اطمینان بخش تھی کہ وہ کرنل ڈریمن جو کرنل درانی کے میک اپ میں تھا اس سے پہلے وہاں نہیں پہنچا تھا۔ وہ سیدھا میجر راشد کے روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا۔

میجر راشد کے کمرے میں آتے ہی عمران کی نظریں دائیں طرف ایک ریک پر پڑے ہوئے پرانے ریڈیو پر جم گئیں۔ یہ ریڈیو بے حد پرانا تھا جسے میجر راشد نے ایک انٹیک پیس کے طور پر وہاں سجا رکھا تھا۔ عمران ادھر ادھر جانے کی بجائے سیدھا اس ریک کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریڈیو اٹھایا اور اسے لے کر دائیں طرف آ گیا جہاں ایک میز اور کرسی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ریڈیو میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

ریڈیو چونکہ ایک صدی پہلے کا معلوم ہو رہا تھا اور کافی بڑا بھی تھا اس لئے وہ کافی وزنی بھی تھا۔ اس دور کے ریڈیو میں لگنے والے پرزے بے حد بڑے اور وزنی ہوتے تھے۔ عمران نے ریڈیو کا عقبی حصہ اپنی طرف کیا۔ ریڈیو کے پچھلے حصے پر ہارڈ بورڈ لگا ہوا تھا جسے پیچوں سے کسا گیا تھا۔

''ان پیچوں کو کھولنے کے لئے کچھ ہے تمہارے پاس''۔ عمران نے ٹائیگر سے پوچھا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا چاقو نکال کر اسے دے دیا۔ عمران نے اس سے چاقو لیا اور اسے کھول کر اس کی نوک سے ریڈیو کے ہارڈ بورڈ کے پیچ کھولنے شروع کر دیئے۔ پیچ کافی ڈھیلے ڈھالے تھے جنہیں کھولنے میں عمران کو کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ ٹائیگر حیرت سے عمران کو یہ ریڈیو کھولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران آخر اس ریڈیو کو کیوں کھول رہا ہے۔

عمران نے پیچ کھول کر ہارڈ بورڈ اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر وہ ریڈیو کے اندر لگے پرزوں کو دیکھنے لگا۔ اندر لگے پرزے واقعی کافی بڑے بڑے تھے اور تاروں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ پرزے اور تاریں کافی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میجر راشد ریڈیو کھول کر اندر کی صاف ستھرائی کرتا رہتا تھا البتہ تھوڑا بہت گرد ہونے کی وجہ سے وہاں انگلیوں کے نشانات بھی دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے تاریں ہٹاتے ہوئے غور سے ان پرزوں کو دیکھنا شروع کر دیا پھر اسے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا پرزہ دکھائی دیا۔ اس پرزے پر نظر پڑتے ہی عمران کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ وہ دیکھنے میں ایک پرزہ دکھائی دے رہا تھا لیکن وہ حقیقت میں ایک سیاہ رنگ کی نوٹ بک تھی جسے پرزوں اور تاروں کے درمیان اس انداز میں رکھا گیا تھا کہ غور سے دیکھنے سے ہی پتہ

چلتا تھا کہ وہ ریڈیو کا پرزہ نہیں بلکہ الگ سے رکھی ہوئی چھوٹی سی نوٹ بک ہے۔ عمران نے تاریں ہٹا کر سیاہ نوٹ بک نکالی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں نوٹ بک دیکھ کر ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

عمران چند لمحے نوٹ بک الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ نوٹ بک کی جلد صاف تھی اس پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔ عمران نے نوٹ بک کھولی تو اسے اندر صفحات پر چھوٹے چھوٹے ڈاٹس اور دائرے سے بنے ہوئے دکھائی دیئے۔ نوٹ بک کے تمام صفحات ان ڈاٹس اور دائروں سے بھرے ہوئے تھے۔

''حیرت ہے۔ یہ ڈاٹس اور دائرے کون سی زبان ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر بھی ڈاٹس اور دائروں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہر صفحے پر ڈاٹس اور دائروں کو الگ الگ انداز میں بنایا گیا تھا۔ کہیں ایک ڈاٹ تھا تو دو دائرے اور کہیں کئی دائرے اور کئی ڈاٹس تھے۔

''مجھے تو یہ ایک کوڈ بک معلوم ہو رہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں اور یہ کوڈ بھی نئے اور انوکھے طرز کا ہے۔ ایسا کوڈ نہ میں نے پہلے دیکھا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کبھی کچھ سنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میں بھی یہ عجیب و غریب کوڈ پہلی بار ہی دیکھ رہا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کیا ریڈ فلائی چیف اور ایکشن ایجنٹس اسی نوٹ بک کے لئے یہاں آئے ہیں یا انہیں کسی اور چیز کی تلاش ہے''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''میجر راشد نے جس طریقے سے یہ نوٹ بک یہاں چھپا رکھی ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ ریڈ فلائی چیف اور ایکشن ایجنٹوں کو اسی کی تلاش ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے اور مجھے میجر راشد کی ذہانت کی تعریف کرنی پڑے گی اس نے جس انداز میں نوٹ بک اس پرانے ریڈیو میں چھپا رکھی تھی اسے تلاش کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ میں نے سارے راستے یہی سوچا تھا کہ اگر میں میجر راشد کی جگہ ہوتا اور مجھے کوئی چھوٹی بڑی چیز کہیں چھپانی ہوتی تو میں اس کمرے کی کون سی محفوظ جگہ استعمال کرتا۔ میرے دماغ میں بار بار یہاں پڑے ہوئے اس ریڈیو کا خیال آ رہا تھا۔ میں نے تمہارے ساتھ مل کر کمرے کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا تھا لیکن ہمیں یہاں کچھ نہیں ملا تھا۔ صرف یہی ایک ریڈیو ہی ایسا تھا جسے پرانا اور انٹیک سمجھ کر ہم نے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اسی لئے میں نے یہاں آتے ہی اس ریڈیو کو اٹھایا اور اسے کھول لیا۔ ریڈیو کے اندر موجود بڑے بڑے پرزوں اور تاروں کے جالوں نے اس نوٹ بک کو مکمل طور پر چھپایا ہوا تھا۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہی ہے کہ مجھے پرزہ کے انداز میں رکھی یہ نوٹ بک دکھائی دے گئی تھی ورنہ شاید میں بھی اسے

تلاش نہ کر سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس نوٹ بک میں ہے کیا جس کے لئے ریڈ فلائی اور ایکشن ایجنٹس یہاں سرگرم ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو کوڈز جب ڈی کوڈ ہوں گے تب ہی پتہ چلے گا۔ لیکن میں اس بات کا اندازہ ضرور لگا سکتا ہوں کہ اس ڈائری میں اسرائیل کی جان بند ہے جس کے لئے ریڈ فلائی اور ایکشن ایجنٹ یہاں آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اسے ڈی کوڈ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ کیا اسے ڈی کوڈ کرنے کا آپ کے پاس کوئی حل ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے یہ کوڈ پہلی بار دیکھا ہے۔ لیکن ڈاٹس اور سرکلز دیکھ کر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے اس کوڈ کے بارے میں پہلے کہیں سنا ہوا ہو۔ شاید اس کوڈ کو ڈی سی کوڈ کہا جاتا ہے۔ ڈی مطلب ڈاٹ اور سی مطلب سرکل۔ پاکیشیا میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو پیچیدہ سے پیچیدہ اور نئے سے نئے کوڈ کو بھی ڈی کوڈ کرنے کا ایکسپرٹ سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ کوڈ بک اسے دکھائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اسے ضرور ڈی کوڈ کر لے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ شاید پروفیسر عثمانی کی بات کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے بلیک کوڈ بک اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ ڈسپلے پر جولیا کا نام تھا۔ جولیا کا نام دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''یس علی عمران ولد عثمان، جبران، ریحان، فرحان، فردوس، روہابہ، شہابہ سپیکنگ''...... عمران نے کال رسیو کا بٹن آن کر کے سیل فون اپنے کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''یہ عثمان، فرحان، روہابہ اور شہابہ کون ہیں''...... جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''تم نے شاید غور نہیں کیا۔ میں نے اپنے نام کے ساتھ ولد بھی لگایا تھا اور ولد کا مطلب باپ ہوتا ہے جسے انگریزی میں ڈیڈی کہتے ہیں اور پاپا بھی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ سب تمہارے بچے ہیں''۔ دوسری طرف سے جولیا نے بھی جیسے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے ان سب کے ساتھ میرا نام جڑا ہے تو یہ میرے ہی بچے ہوں گے میں محلے داروں کے بچوں کے نام تو نہیں گنواؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''بچوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے کہاں۔ ابھی تو میں نے تمہیں سات بچوں کے نام

بتائے ہیں۔ میرے بچوں کی تعداد تو ان سے کہیں زیادہ ہو گی۔ جن کے نام ہمیں پہلے سے ہی سوچنے پڑیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں کیوں۔ میں تمہارے بچوں کے نام کیوں سوچوں''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں نے اپنے حصے کے سات بچوں کے نام تمہیں بتا دیئے ہیں۔ تم اپنے حصے کے بچوں کے نام سوچ لینا''...... عمران نے کہا۔

''منہ دھو رکھو اپنا۔ میں اب تمہاری ان فضول باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔ اب میں ایسا کچھ سوچتی بھی نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر کیسا سوچتی ہو۔ وہی بتا دو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''فی الحال تو میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ میں صالحہ اور کراسٹی کے ساتھ کرنل درانی کی رہائش گاہ میں پہنچ گئی تھی۔ وہاں کا تو ماحول ہی عجیب تھا۔ رہائش گاہ کا ایک فرد بھی ہوش میں نہیں تھا۔ ریڈ فلائی کے چیف یا ایکشن ایجنٹوں نے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر کے ایک کمرے میں ڈال دیا تھا۔ کرنل درانی کی رہائش گاہ میں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی''۔ جولیا نے کہا۔

''کرنل درانی کا بتاؤ۔ کیا وہ ٹھیک ہے''...... عمران نے جولیا کی

بات سن کر بے چینی سے پوچھا۔

''نہیں۔ کرنل درانی کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اس کا سارا جسم زخموں سے چور ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے اس پر انتہائی زہریلے مکوڑوں نے حملہ کیا ہو اور اس کا بہت سا گوشت نوچ لیا ہو اس کی بری حالت دیکھ کر میرے ساتھ ساتھ کراسٹی اور صالحہ بھی ڈر گئی تھیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں پوچھ رہا ہوں کہ کرنل درانی زندہ ہے یا نہیں''...... اس بار عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ ہم نے اسے تمہاری ہدایات کے مطابق فاروقی ہسپتال پہنچا دیا ہے لیکن اس کی حالت بے حد تشویشناک ہے''...... جولیا نے جواب دیا اور کرنل درانی کے زندہ ہونے کا سن کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''وہاں موجود باقی افراد کا کیا ہوا ہے۔ کیا انہیں ہوش آ گیا تھا یا انہیں بھی طبی امداد کی ضرورت ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ انہیں طبی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں شاید کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ صالحہ اور کراسٹی نے جب ان کے چہروں پر پانی ڈالا تو وہ سب ہوش میں آ گئے تھے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر اور کرنل درانی کی حالت دیکھ کر وہ بے حد چیخے تھے لیکن پھر جب ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے تو وہ خاموش ہو گئے ورنہ وہ ہمیں کرنل درانی کو وہاں سے لے جانے ہی

نہیں دے رہے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''اب تم کہاں ہو''......عمران نے پوچھا۔

''ہم اس وقت فاروقی ہسپتال میں ہی موجود ہیں۔ ڈاکٹر فاروقی، کرنل درانی کو اپنے ساتھ او ٹی میں لے گئے ہیں۔ انہیں نجانے او ٹی میں کتنی دیر لگے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں کال کر کے بتا دوں اور اب ہم فاروقی ہسپتال سے نکل رہی ہیں کیونکہ چیف نے ہمیں ایکشن ایجنٹوں کی تلاش پر مامور کر رکھا ہے۔ ہم اب اپنا کام شروع کرنا چاہتی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ چیف کا حکم ہے اس لئے میں تمہیں منع نہیں کر سکتا ورنہ میں تو چاہتا ہوں کہ تم جہاں بھی ہو اُڑ کر میرے پاس آ جاؤ۔ تم میرے ساتھ نہیں ہوتی تو مجھے عجیب سی الجھن اور عجیب سی بے چینی لگی رہتی ہے۔ جب تم پاس ہوتی ہو تو آنکھوں کو بھی سرور ملتا ہے اور دل بھی مطمئن رہتا ہے''......عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

''اب میں تمہاری احمقانہ باتوں کے جال میں نہیں پھنسنے والی۔ اللہ حافظ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے سیل فون آف کیا اور اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے کرنل درانی اور اس کے ساتھ چار مسلح ساتھی اچھل کر اندر آ گئے۔

"خبردار۔ اگر تم دونوں نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو بھون دیئے جاؤ گے"...... کرنل درانی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اسے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کرنل درانی کی نظریں میز پر پڑے ہوئے انٹیک ریڈیو پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ساتھ آنے والے چاروں مسلح افراد نے مشین گنوں کے رخ عمران اور ٹائیگر کی جانب کر دیئے تھے۔

"یہ کیا ہے۔ تم نے یہ ریڈیو کیوں کھولا ہوا ہے"...... کرنل درانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نئے اور تیز گانے سن کر میری طبیعت خراب ہو جاتی تھی اور میں بھی ناچنے گانے والوں کی طرح بے ہنگم انداز میں اچھل اچھل کر ناچنا گانا شروع کر دیتا تھا۔ یہاں یہ پرانا ریڈیو دیکھا تو سوچا کہ اسے آن کر کے دیکھوں شاید ریڈیو میں پرانے زمانے کے سدا بہار گانے پھنسے ہوئے ہوں تو انہیں سیدھا کر کے سن لوں لیکن جب ریڈیو کو کھولا تو اس میں گانے تو نہیں تھے لیکن مکڑیوں اور کاکروچوں نے ضرور اسے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ اتنے کاکروچ اور مکڑیوں کو دیکھ کر میں ڈر گیا اور اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سچ بتاؤ۔ کیا تھا اس ریڈیو میں"...... کرنل درانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہی جو میں نے بتایا ہے۔ نہیں تو خود ہی پوچھ لو اس ریڈیو سے اس کی زبان پرانی ہے لیکن یہ اب بھی بولتا ہے اور یہ جب بھی بولتا ہے بے بہا بولتا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو کرنل درانی اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

"ایک طرف ہٹو"...... کرنل درانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"نظر رکھنا ان دونوں پر اگر یہ کوئی شرارت کریں تو انہیں گولیاں مار دینا"...... کرنل درانی نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کا حکم سن کر وہ چاروں حیران تو ہوئے لیکن خاموش رہے۔ وہ حیران ہو رہے تھے کہ عمران، کرنل درانی کا اچھا دوست تھا جس سے وہ ہمیشہ ہنس کر بات کرتا تھا لیکن اب وہ عمران کے ساتھ یوں پیش آ رہا تھا جیسے عمران اس کا سب سے بڑا دشمن ہو۔

کرنل درانی آہستہ آہستہ میز کی طرف بڑھا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ریڈیو کا پچھلا حصہ چیک کیا۔ تاروں کا جال کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک ایسا نشان دکھائی دے رہا تھا جیسے وہاں سے ڈائری جیسی کوئی چیز نکالی گئی ہو۔

"ہونہہ۔ تو میجر راشد نے بلیک بک اس ریڈیو میں چھپا رکھی تھی"...... کرنل درانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"بلیک بک۔ یہ کس چڑیا کا نام ہے"...... عمران نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ بتاؤ۔ کہاں ہے بلیک بک"...... کرنل درانی نے اس کی طرف مڑ کر بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اتنا غصہ اور وہ بھی ایک ایسی کتاب کے لئے جو کالی بھی ہے۔ کالی کتاب منحوس ہوتی ہے اور اس کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق شیطانی دنیا سے ہوتا ہے۔ اگر تم کرنل درانی ہو تو تمہارا شیطانی دنیا اور کالی کتاب سے کیا تعلق ہے"۔ عمران نے کہا اسی لمحے ایک اور لمبا تڑنگا شخص مشین پسٹل لئے ہوئے اندر آ گیا۔ اس کے مشین پسٹل پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ ماؤنٹ کلب کا منیجر ریمنڈ گراس تھا جس کے لئے ٹائیگر بلیک کوبرا کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اس نے بھی ٹائیگر کو دیکھ لیا تھا اور چونکہ ٹائیگر بلیک کوبرا کے میک اپ میں تھا اس لئے اس پر نظر پڑتے ہی ریمنڈ گراس بری طرح سے اچھل پڑا۔

"بلیک کوبرا۔ تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو"...... ریمنڈ گراس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس پرانے ریڈیو میں مکڑیوں اور کاکروچوں نے انڈے دے رکھے ہیں۔ میں اور بلیک کوبرا ان انڈوں پر ریسرچ کرنے کے لئے یہاں آئے تھے کہ کہیں مکڑیوں کے انڈوں سے کاکروچ اور

کاکروچوں کے انڈوں سے مکڑیاں نہ نکل آئیں"...... ٹائیگر کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم عمران ہو نا"......ریمنڈ گراس نے اس کی جانب دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور تم ریمنڈ گراس۔ ماؤنٹ کلب کے منیجر اور اسرائیلی ایجنسی ریڈ فلائی کے ایجنٹ۔ کیوں میں نے ٹھیک کہا ہے نا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اَپ۔ یہ میرا دوست ہے۔ اس کا کسی اسرائیلی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہارے لئے اب یہی بہتر ہو گا عمران کہ تم نے اس ریڈیو سے جو بلیک بک نکالی ہے وہ مجھے دے دو۔ ورنہ"...... کرنل درانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر کرنل درانی غرا کر رہ گیا۔

"ریمنڈ"...... کرنل درانی نے ریمنڈ گراس سے مخاطب ہو کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ریمنڈ گراس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ختم کر دو انہیں"...... کرنل درانی نے ریمنڈ گراس کو مخصوص اشارہ کرتے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف عمران اور ٹائیگر بلکہ کرنل درانی کے ساتھی بھی بری طرح سے چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے ریمنڈ گراس نے اچانک مشین پسٹل کا رخ

کرنل درانی کے مسلح ساتھیوں کی جانب کیا اور دوسرے لمحے کمرہ ٹھک ٹھک کی مخصوص آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ریمنڈ گراس کے مشین پسٹل پر چونکہ سائیلنسر لگا ہوا تھا اس لئے فائرنگ کی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن کرنل درانی کے چاروں ساتھی چیختے ہوئے وہیں گر گئے تھے اور وہ چاروں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ عمران اور ٹائیگر نے ریمنڈ گراس پر حملہ کرنا چاہا لیکن اسی لمحے کرنل درانی نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ عمران کی نظریں کرنل درانی کے ہاتھ میں موجود ریوالور پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی کرنل درانی نے ٹریگر دبایا۔ عمران نے فوراً جمپ لگایا جیسے وہ کرنل درانی کے ریوالور سے نکلنے والی گولی سے بچنا چاہتا ہو لیکن کرنل درانی کے ریوالور سے گولی نکلنے کی بجائے تیز سرخ روشنی نکل کر پھیلتی ہوئی عمران اور ٹائیگر پر ایک ساتھ پڑی۔

جیسے ہی روشنی عمران پر پڑی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اس کا جسم جو ہوا میں اٹھا ہوا تھا کسی بے جان بت کی طرح نیچے آ گرا۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم پتھر کی طرح سخت ہو گیا ہو اسے بلندی سے نیچے گرنے کے باوجود چوٹ لگنے کا ذرا سا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ سن سکتا تھا دیکھ سکتا تھا لیکن اس کے جسم میں جیسے جان نام کی کوئی چیز نہیں رہی تھی۔ یہی حال ٹائیگر کا ہوا تھا چونکہ ریوالور

سے نکلنے والی روشنی اس پر بھی پڑی تھی اس لئے وہ جس حالت میں تھا وہیں ساکت ہو گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں عمران کہ تم سنگ آرٹ کے ماہر ہو۔ تمہیں عام ریوالور سے تو کیا مشین گن سے بھی گولیوں کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا ہے اور چونکہ مجھے معلوم تھا کہ میرا تم سے کبھی بھی اور کسی بھی مرحلے پر ٹکراؤ ہو سکتا ہے اسی لئے میں فلیش گن اپنے ساتھ لایا تھا، دیکھنے میں یہ ایک عام ریوالور لگتا ہے لیکن اس ریوالور سے گولی کی بجائے جو روشنی نکلتی ہے وہ ایکوئم لائٹ ہے جو کسی بھی جاندار کو بے بس اور پتھر کے بت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اب تم جو مرضی کر لو اپنی جگہ سے ذرا سی بھی جنبش نہیں کر سکو گے۔ میں چاہوں تو تمہیں اسی حالت میں ہلاک کر سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں ریڈ فلائی ہوں اور ریڈ فلائی اپنے دشمنوں کو تڑپا تڑپا کر اور سسکا سسکا کر مارتا ہے۔

تمہاری موت بھی تمہارے شایان شان ہو گی۔ اگر تم میرے بارے میں جانتے ہو تو تمہیں اس بات کا بھی علم ہو گا کہ میں زہریلی سرخ مکھیاں پالنے کا کس قدر شوقین ہوں اور میں اپنے تمام ٹارگٹ ان زہریلی سرخ مکھیوں سے ہی ہٹ کرتا ہوں۔ میرے پاس زہریلی سرخ مکھیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جو ایک خاص قسم کی بوٹی کے رس پر حملہ کرتی ہیں۔ وہ رس میں تمہارے جسم پر اور تمہارے ساتھی کے جسم پر لگا دوں گا۔ رس ایک لمحے میں تم

دونوں کے مساموں میں سرایت کر جائے گا پھر تم لاکھ کوشش کرو گے تب بھی اس رس کی بو سے خود کو نجات نہیں دلا سکو گے۔ میں یہاں سے جاتے ہی سرخ مکھیوں کا جار کھول دوں گا۔ سرخ مکھیاں تمہارے جسموں پر لگے ہوئے رس کی بو سونگھتی ہوئی آئیں گی اور تم سے چمٹ جائیں گی اور پھر وہ تمہارا خون چوسنے کے ساتھ ساتھ تمہارے جسموں کا گوشت بھی نوچ کھائیں گی۔ تمہاری اور تمہارے ساتھی کی حالت ویسی ہی ہو جائے گی جیسی میجر راشد اور ملٹری سپیشل فورس کے چیف کرنل درانی کی ہوئی تھی''...... کرنل ڈریمن نے عمران کے نزدیک آ کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی بے رحمانہ انداز میں کہا۔ اس نے فلیش گن ایک طرف رکھی اور پھر بڑے اطمینان بھرے انداز میں عمران کے لباس کی تلاشی لینا شروع ہو گیا۔

عمران کے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیاہ جلد والی نوٹ بک نکلتے ہی اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''ہونہہ۔ تو میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ بلیک بک میجر راشد کے پاس ہی تھی جو اس نے پرانے ریڈیو میں چھپا رکھی تھی۔ اگر میں یہاں وقت پر نہ پہنچ گیا ہوتا تو عمران بلیک بک لے اُڑا ہوتا''۔ کرنل ڈریمن نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ وہی بلیک بک ہے جسے آپ یہاں تلاش کرنے کے

لئے آئے تھے''...... ریمنڈ گراس نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہی ہے بلیک بک''...... کرنل ڈریمن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر مجھے اجازت دیں تاکہ میں عمران اور بلیک کوبرا کو گولیاں مار کر یہیں ختم کر دوں۔ ان دونوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ میرا تعلق اسرائیل اور آپ سے ہے۔ اگر انہیں زندہ چھوڑ دیا گیا تو یہ دونوں موت بن کر میرے پیچھے لگ جائیں گے اور مجھے کہیں چین نہیں لینے دیں گے''...... ریمنڈ گراس نے کہا۔

''نہیں۔ میں اپنے دشمنوں کو آسان موت نہیں دیا کرتا۔ عمران، اسرائیل کا بدترین دشمن ہے اور اسرائیل کا دشمن میرا دشمن ہے۔ میں ایسے دشمنوں کو موت بھی ان کے شایان شان دیا کرتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ دونوں اب زندہ نہیں رہیں گے۔ میں ان پر ایم ڈراپس ڈال دوں گا جو ان کے جسموں میں جذب ہو جائیں گے۔ اور پھر میں یہاں سے جانے سے پہلے ان پر سرخ مکھیاں چھوڑ دوں گا جو انہیں اس وقت تک نہیں چھوڑیں گی جب تک کہ یہ ہلاک نہ ہو جائیں''...... کرنل ڈریمن نے کہا اور اس نے جیب سے لمبے منہ والی شیشی نکال لی جس میں زرد محلول بھرا ہوا تھا اس نے شیشی کھول کر زرد محلول کا ایک قطرہ عمران کی گردن پر ٹپکایا جو عمران کی گردن پر گرتے ہی اس کی جلد میں جذب ہوتا چلا گیا۔

اسی طرح کرنل ڈریمن نے زرد محلول کا ایک قطرہ ساکت

کھڑے ٹائیگر کے سر پر بھی ڈال دیا جو اس کے سر پر گرتے ہی اس کی کھوپڑی کی کھال میں جذب ہو گیا تھا۔ دونوں پر زرد محلول کے قطرے ڈال کر کرنل ڈریمن نے شیشی بند کی اور اسے جیب میں ڈالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''چلو۔ اب اولڈ فورٹ میں جا کر اپنا آخری کام بھی پورا کر لیں جہاں کرنل درانی نے چاروں فارن ایجنٹوں کو چھپایا ہوا ہے''۔ کرنل ڈریمن نے کہا تو ریمنڈ گراس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم باہر جاؤ اور کرنل درانی کے باقی افراد کو بھی ہلاک کر دو اور کار میں میرے بیگ سے سرخ مکھیوں کا جار نکال کر لے آؤ۔ میں ان دونوں پر ابھی سرخ مکھیاں چھوڑ دیتا ہوں تاکہ ان کے زندہ بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہ رہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو ریمنڈ گراس نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران زمین پر ساکت پڑا انتہائی بے بسی سے کرنل ڈریمن کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ اس کے ساکت ہونے کا دوسرا موقع تھا۔ اس سے پہلے ٹیرم اور جیرم نے جب دانش منزل پر حملہ کر کے وہاں امبروس گیس فائر کی تھی تو وہ اور بلیک زیرو دونوں ہی ساکت ہو گئے تھے۔ یہ تو بلیک زیرو کی قسمت تھی کہ جیسے ہی ٹیرم اور جیرم نے دانش منزل کے آپریشن روم کا دروازہ بم سے اُڑایا تھا تو وہ کرسی سمیت انڈر گراؤنڈ ہو گیا تھا اور عمران کو بھی اتنا موقع مل گیا تھا کہ

اس پر سے جلد ہی امبروس گیس کا اثر ختم ہو گیا تھا لیکن اب کرنل ڈریمن نے اس پر جو ریز فائر کی تھی اس ریز کی وجہ سے عمران خود کو زیادہ بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا اور کرنل ڈریمن اب بھی اس کے سر پر موجود تھا جس نے اس پر اور ٹائیگر پر زرد محلول گرا دیا تھا اور اب وہ ان پر سرخ مکھیاں چھوڑنا چاہتا تھا جو ان کے جسم سے چمٹ کر ان کا خون بھی چوس سکتی تھیں اور ان کا گوشت بھی نوچ سکتی تھیں۔

چند ہی لمحوں میں ریمنڈ گراس شیشے کا ایک جار لے کر اندر آ گیا جس میں سرخ رنگ کی مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ شیشے کے جار میں سرخ مکھیوں کو دیکھ کر عمران کے دل کی دھڑکن بے اختیار تیز ہونا شروع ہو گئی۔ وہ اپنے جسم کو حرکت میں لانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا لیکن اس کا جسم اس بری طرح سے اکڑا ہوا تھا کہ وہ معمولی سی بھی جنبش نہیں کر پا رہا تھا۔ ریمنڈ گراس نے شیشے کا جار لا کر کرنل ڈریمن کو دے دیا۔ کرنل ڈریمن جار لے کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران اور ٹائیگر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

''تمہارا اور تمہارے ساتھی کا وقت پورا ہونے والا ہے عمران۔ اپنے لئے اور اپنے ساتھی کے لئے دل میں جو دعا مانگ سکتے ہو مانگ لو پھر نہ کہنا کہ میں نے تمہیں وقت نہیں دیا تھا''...... کرنل ڈریمن نے سرخ مکھیوں کے جار کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی جار کا ڈھکن کھلا اس میں موجود سرخ مکھیاں بھنبھناتی ہوئیں نکلنا

شروع ہو گئیں اور پھر وہ تیزی سے عمران اور ٹائیگر پر لپکیں۔
دوسرے ہی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے مختلف حصوں میں سوئیاں گھستی چلی جا رہی ہوں۔ اسے اپنے رگوں میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔ وہ تڑپنا اور چیخنا چاہتا تھا لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس پر بے شمار سرخ مکھیاں چمٹ چکی تھیں۔ یہی حال ٹائیگر کا تھا۔ اس کے جسم پر بھی سرخ مکھیاں ہی مکھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان دونوں کے جسموں پر سرخ مکھیاں چمٹتے دیکھ کر کرنل ڈریمن کی آنکھوں میں انتہائی فتح مندی کی چمک ابھر آئی تھی۔

''آؤ چلیں۔ اب یہ مکھیاں اس وقت تک ان کے جسموں سے نہیں ہٹیں گی جب تک کہ ان کے جسموں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔ اس کے بعد یہ مکھیاں ان کا گوشت بھی نوچنا شروع کر دیں گی اور پھر یہ دونوں یقینی موت کا شکار ہو جائیں گے''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو ریمنڈ گراس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ڈریمن اور ریمنڈ گراس، عمران اور اس کے ساتھی کے جسموں پر سرخ مکھیوں دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ ادھر عمران اور ٹائیگر کا یہ حال تھا کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ تکلیف کی شدت سے بری طرح سے تڑپنا اور چیخنا شروع کر دیں۔

سرخ مکھیاں ان کے جسموں سے واقعی خون چوس رہی تھیں۔

انہیں ساکت جسموں میں بھی سرخ مکھیوں کے ڈنک چبھتے اور گوشت کاٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے شاید عمران نے خود کو اس قدر بے بس اور لاچار کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ سرخ موت اس کی آنکھوں کے سامنے تھی جو اسے اور ٹائیگر کو بری طرح سے نوچ رہی تھی لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ نہ اپنے لئے اور نہ ٹائیگر کے لئے۔

”چیف نے ہمیں شہر میں ریڈ فلائی کے ایکشن ایجنٹوں کی تلاش کے لئے کہا ہے کیا ہم میں سے کوئی ان ایکشن ایجنٹوں کو پہچانتا ہے جن کے نام ٹیرم اور جیرم ہیں“...... صفدر نے سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر اور پیچھے بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے ٹیرم اور جیرم کو کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی میرے پاس ان کے بارے میں کوئی انفارمیشن موجود ہے کہ وہ دیکھنے میں کیسے ہیں اور میں ان کے کام کرنے کے انداز سے بھی واقف نہیں ہوں“...... تنویر نے کہا۔

”مجھے بھی ان کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے لیکن ان کے بارے میں، میں نے سنا ضرور ہے کہ وہ انتہائی تیز رفتار اور خطرناک ایجنٹ ہیں اور اپنا کام کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے

ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ تینوں جولیا کے کہنے پر ایک ساتھ ٹیرم اور جیرم کی تلاش میں نکلتے تھے۔ جولیا نے ان سب کو ٹیرم اور جیرم کے بارے میں چیف کے احکامات سے آگاہ کر دیا تھا۔ جولیا نے اپنے طور پر ممبران کی تین ٹیمیں بنائی تھیں جو دارالحکومت میں مختلف مقامات پر ٹیرم اور جیرم کی تلاش میں نکلی تھیں۔ ان میں سے ایک ٹیم صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کی تھی۔ دوسری ٹیم میں جولیا کے ساتھ صالحہ اور کراسٹی تھی جبکہ تیسری ٹیم میں فور سٹارز تھے مختلف کلبوں اور ہوٹلوں میں ٹیرم اور جیرم کو تلاش کرنے پر مامور تھے۔

چیف نے جولیا کو بریف کرتے ہوئے اسے ٹیرم اور جیرم کے حلیئوں کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی تھی اور وہی تفصیل جولیا نے ممبران کو بتا دی تھیں اور ساتھ ہی اس نے کہا تھا کہ دونوں ایکشن ایجنٹ انتہائی تیز طرار اور لمحوں میں میک اپ کر کے اپنے حلیئے بدل لینے میں ماہر تھے۔ چیف کے کہنے کے مطابق دونوں کے قد کاٹھ ایک جیسے تھے اور وہ جہاں بھی جاتے تھے اکٹھے ہی جاتے تھے اس لئے جولیا نے سب کو ہدایات دی تھیں کہ وہ جہاں بھی دو ایک جیسے قد کاٹھ والے افراد کو دیکھیں انہیں کراس ویژن چشموں سے ضرور چیک کریں تاکہ وہ جس میک اپ میں بھی ہوں ان کا پتہ لگایا جا سکے۔

ان تینوں نے بھی آنکھوں پر کراس ویژن چشمے لگا رکھے تھے وہ کار میں شہر کے مختلف حصوں کا چکر لگا رہے تھے اور ارد گرد نظر

آنے والے افراد کو کراس ویژنل چشموں سے دیکھ رہے تھے تاکہ ان میں سے کوئی بھی انہیں میک اپ میں دکھائی دے تو وہ فوراً اسے چیک کر سکیں۔ وہ سڑکوں پر عام گھومنے والے افراد کے ساتھ ساتھ اردگرد سے گزرنے والی گاڑیوں پر بھی نظر رکھے ہوئے تھے۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ جس طرح ہم ایکشن ایجنٹوں کو سڑکوں پر تلاش کر رہے ہیں اس طرح وہ ہمارے سامنے آ جائیں گے''۔ اچانک تنویر نے کہا۔

''ہاں ہو سکتا ہے کیونکہ مس جولیا نے بتایا تھا کہ ایکشن ایجنٹ کسی ایک جگہ دبکے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ تیزی سے اپنا کام کرتے ہیں اور جس طرح وہ لمحہ بہ لمحہ اپنا روپ بدل لیتے ہیں اسی طرح انہیں اپنے ٹھکانے بھی بدلنے میں دیر نہیں لگتی اور ظاہر ہے ٹھکانہ بدلنے کے لئے انہیں باہر تو آنا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا کہ وہ باہر نکلیں اور ہم انہیں دیکھ لیں اسی لئے تو میں شہر کے ہر حصے کا بار بار چکر لگا رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے نہیں لگتا کہ اس طرح ہم ایکشن ایجنٹوں کو ٹریس کر پائیں گے۔ یہ تو انسانوں کا بہت بڑا جنگل ہے اور اس جنگل سے دو چھوٹے چھوٹے مینڈکوں کو ڈھونڈنا اتنا آسان نہیں ہو گا''۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے ان دونوں تک پہنچنے کا''...... صفدر نے پوچھا۔

''جس طرح سے فور سٹارز انہیں ہوٹلوں اور کلبوں میں تلاش کر رہے ہیں ہمیں بھی ان کی طرح ایک ایک ہوٹل اور کلب چیک کرنا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں جو کام فور سٹارز کر رہے ہیں۔ انہیں کرنے دو۔ ہم اسی طرح سے انہیں تلاش کریں گے۔ ہم نے کراس ویژنل چشمے لگا رکھے ہیں۔ ہم ہر خاص و عام اور خاص طور پر ایک جیسے قد کاٹھ والے انسانوں کو غور سے دیکھیں گے۔ اگر وہ میک اپ میں ہوئے تو ہم آسانی سے انہیں پہچان لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی''...... تنویر نے کاندھے اچکا کر کہا۔ صفدر خاموشی سے شہر بھر میں کار دوڑاتا رہا پھر اس نے ایک چوراہے پر ریڈ سگنل دیکھ کر کار روک دی۔ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے گاڑیوں کی قطاریں لگنا شروع ہو گئی تھیں۔ ریڈ سگنل کی وجہ سے سامنے والی سڑک کی ٹریفک بھی رک گئی تھی۔ چونکہ دائیں اور بائیں طرف جانے والا راستہ کھل چکا تھا اس لئے وہاں ٹریفک رواں دواں ہو گئی تھی۔ دائیں طرف شہر کا کمرشل ایریا تھا جہاں بڑی بڑی مارکیٹیں تھیں جبکہ بائیں طرف جانے والی سڑک شہر کے مختلف علاقوں کی طرف جاتی تھی۔

سگنل کے ساتھ ٹائمر لگا ہوا تھا اور یہ ریڈ سگنل تین منٹ تک رہتا تھا۔ ٹائمر آن تھا اور کاؤنٹ ڈاؤن ہو رہا تھا۔ صفدر اور تنویر کی نگاہیں سامنے سے گزرتی ہوئی گاڑیوں پر جمی ہوئی تھیں وہ گاڑیوں

میں بیٹھے ہوئے افراد کو غور سے دیکھ رہے تھی۔ گاڑیوں اور موٹر بائیکس پر موجود دو دو افراد کو وہ غور سے دیکھتے تھے۔ ابھی سگنل آن ہونے میں ایک منٹ باقی تھا کہ اچانک ماحول ایک انتہائی زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کی کار اچانک کسی طاقتور دیو نے اٹھا کر پھینک دی ہو۔ چھناکے کے ساتھ ان کی کار کے تمام شیشے ٹوٹ گئے۔ یہی حال وہاں موجود دوسری گاڑیوں کا بھی ہوا تھا۔ اور جو گاڑیاں سڑک پر رواں دواں تھیں وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو کر دائیں بائیں مڑتی ہوئیں ایک دوسرے سے بری طرح سے ٹکرا گئی تھیں۔

چوراہے پر تو چلتی ہوئی گاڑیاں اچھل اچھل کر الٹ رہی تھیں۔ ہر طرف سے تیز اور دردناک چیخوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ لوگوں نے پاگلوں کی طرح اپنی گاڑیاں وہیں چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا تھا۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ساکت سے ہو کر رہ گئے تھے۔ دھماکے کی زور دار آواز نے جیسے انہیں سن سا کر دیا تھا وہ کافی دیر تک ساکت بیٹھے رہے پھر اچانک انہیں ہوش آ گیا۔

''اوہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ یہ''...... صفدر کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی۔ دائیں طرف سے آنے والی سڑک پر زیادہ افراتفری تھی۔ اس طرف سے لوگ گرتے پڑتے انداز میں بھاگتے چلے آ

رہے تھے۔ ان میں سے بے شمار افراد کے لباس خون سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ ان گاڑیوں سے نکلنے والے افراد تھے جن کی گاڑیاں دھماکے کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹرول ہو کر ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھیں یا پھر الٹ گئی تھیں۔ ان میں مرد بھی تھے۔ عورتیں بھی، بوڑھے اور بچے بھی۔

''انتہائی شدید دھماکہ تھا''...... تنویر نے لرز کر کہا۔

''ہاں اور یہ دھماکہ زیادہ دور نہیں ہوا ہے۔ آؤ۔ چل کر دیکھتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ اس طرف پرل پیلس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پرل پیلس کو نشانہ بنایا گیا ہو''...... صفدر نے کہا اور وہ تینوں اپنی اپنی سائیڈ کے دروازے کھول کر تیزی سے کار سے باہر نکلتے چلے گئے اور پھر وہ آگے جا کر دائیں طرف موڑ مڑے تو انہیں کافی فاصلے پر آگ، دھویں اور گرد کا طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ آگ کے شعلے، دھواں اور گرد سڑک کے بائیں حصے سے اٹھتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس سڑک پر تو جیسے ہر طرف گاڑیاں الٹی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں تیزی سے بھاگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سڑک کے جس حصے پر دھماکہ ہوا تھا وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ وہاں بے شمار گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ کئی عمارتیں زمین بوس ہو گئی تھیں اور ہر طرف جیسے آگ اور گرد کا طوفان سا اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ سڑکوں پر بکھری ہوئی لاشیں اور

زخمیوں کو دیکھ کر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر جیسے ساکت سے ہو کر رہ گئے۔ منظر اس قدر روح فرسا تھا کہ انہیں اپنے جسموں سے بھی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ چند لمحے پتھرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے رہے لیکن وہاں جیسے زندگی ایکاخت خاموش سی ہو گئی تھی۔ اسی لمحے انہوں نے سامنے سے ایک سیاہ رنگ کی کار کو حرکت کرتے دیکھا۔ یہ نئے ماڈل کی ہنڈا سوک کار تھی جو آگ سے نکلتی ہوئی آہستہ آہستہ باہر آ رہی تھی۔ کار کو آگ سے اس طرح آسانی سے نکلتے دیکھ کر وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔

وہاں تقریباً تمام گاڑیوں کے ٹکڑے اُڑ چکے تھے لیکن یہ کار نہ صرف سلامت تھی بلکہ آگ کے شعلوں سے بھی نکلتی ہوئی باہر آ رہی تھی جیسے اس پر نہ تو دھماکے کا کچھ اثر ہوا ہو اور نہ ہی آگ اس پر اثر کر رہی ہو۔

”یہ کیسی کار ہے۔ اس پر آگ کیوں اثر نہیں کر رہی ہے“۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔ دیکھنے میں یہ عام سی کار معلوم ہو رہی ہے لیکن یہ آگ سے یوں گزر رہی ہے جیسے یہ بلٹ اور فائر پروف کار ہو“...... صفدر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کار میں دو افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک سیاہ فام ہے اور ایک سفید فام“...... کیپٹن شکیل نے کار کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے

کہا۔ کار سامنے والی سڑک سے اسی طرف آ رہی تھی جہاں یہ تینوں موجود تھے۔ کچھ ہی دیر میں کار آگ کے شعلوں سے نکلتی ہوئی اور سڑک پر موجود انسانی لاشوں کو کچلتی ہوئی ان کے نزدیک آ گئی۔ کار میں واقعی ایک سفید فام اور ایک سیاہ فام بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے رنگ اور شکلیں الگ الگ تھیں لیکن ان کے قد کاٹھ ایک جیسے تھے۔ ان دونوں نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کے چشمے لگا رکھے تھے اور دونوں کے چہروں پر انتہائی اطمینان دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ وہاں ہونے والے خوفناک دھماکے سے قطعی لاتعلق اور لاعلم ہوں۔
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر سیاہ فام بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کی سائیڈ والی سیٹ پر سفید فام وہ دونوں کار آگے بڑھتے ہوئے ان تینوں کی جانب ہی دیکھ رہے تھے۔ وہاں موجود جتنی بھی کاریں تھیں ان کے تمام شیشے ٹوٹ چکے تھے لیکن حیرت کی بات تھی کہ اس سیاہ کار کے تمام شیشے بھی سلامت تھے اور اس پر کسی معمولی سی خراش کا نشان بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جیسے وہ کار واقعی بلٹ اور فائر پروف ہو۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے ان دونوں کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی، سفاک اور طنزیہ مسکراہٹ دیکھی جیسے وہ جان بوجھ کر انہیں اپنی مسکراہٹ دکھاتے ہوئے ان کی طرف آئے ہوں۔
”یہ وہی دونوں ہیں۔ ریڈ فلائی کے ایکشن ایجنٹ“...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''اوہ اوہ۔ اگر یہ وہی دونوں ہیں تو پھر یہ دھماکہ بھی انہوں نے ہی کیا ہو گا۔ پکڑو انہیں۔ جانے نہ پائیں''...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے سیاہ رنگ کی کار کی جانب دوڑا تنویر اور کیپٹن شکیل بھی تیزی سے سیاہ رنگ کی کار کی جانب لپکے۔ کار میں بیٹھے شخص نے جیسے ہی انہیں دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا سیاہ فام نے اچانک کار کی رفتار بڑھا دی۔ اس سے پہلے کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کار تک پہنچتے، کار تیز رفتاری سے ان کے سامنے سے گزرتی چلی گئی۔

''وہ بھاگ رہے ہیں۔ چلو۔ ان کے پیچھے چلو جلدی''...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور پلٹ کر تیزی سے اس طرف بھاگنے لگا جس طرف ان کی کار موجود تھی۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی تیزی سے بھاگتے ہوئے اپنی کار کی جانب لپکے۔ وہاں بدستور افراتفری کا عالم تھا۔ ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے اور چیخ و پکار کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار سڑک پر الٹی ہوئی گاڑیوں کے دائیں بائیں سے ہوتی اور سڑک پر بکھری لاشوں کو انتہائی بے دردی سے کچلتی ہوئی دائیں طرف جانے والی سڑک کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ وہ تینوں فوراً اپنی کار کی طرف آئے اور پھر کار میں سوار ہو گئے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ صفدر نے ہی سنبھالی تھی۔

صفدر نے کار سٹارٹ کی اور پھر اس نے کار کو احتیاط کے ساتھ

چوراہے پر ٹکرانے اور الٹنے والی کاروں کے ساتھ سڑک پر گری ہوئی لاشوں اور زخمیوں سے بچاتے ہوئے وہاں سے نکالنا شروع کر دیا۔ وہاں رش کی وجہ سے اسے کار نکالنے میں مشکل تو ضرور پیش آ رہی تھی لیکن صفدر جلد ہی کار چوراہے سے گھما کر دائیں سڑک کی طرف لے آیا اور پھر اس نے راستہ ملتے ہی کار تیزی سے سڑک پر دوڑانی شروع کر دی۔ سڑک پر دور تک گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں لیکن سڑک چونکہ کافی کھلی تھی اس لئے صفدر کو کار آگے بڑھانے میں مشکل پیش نہیں آ رہی تھی۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاہ فام بھی اپنی کار وہاں سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں جائے حادثہ کی طرف بے شمار پولیس موبائلز اور ایمبولینسز کی آمد شروع ہو گئی۔

''ان دونوں کو ہمارے ہاتھوں سے بچنا نہیں چاہئے۔ ان کی وجہ سے یہاں بے شمار قیمتی اور معصوم انسانوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ جب تک میں ان دونوں کو ان کے انجام تک نہیں پہنچا دوں گا میں سکون کا سانس نہیں لوں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں دور جاتی ہوئی سیاہ رنگ کی ہنڈا سوک پر جمی ہوئی تھیں جو سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کے درمیان سے ہوتی ہوئی تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔

''تم بے فکر رہو۔ اب یہ میرے ہاتھوں سے نہیں نکل سکیں گے۔ ان کی کار تو سلنڈر ہے جبکہ میری کار تھری سلنڈر کی ہے۔

میں جلد ہی ان کے نزدیک پہنچ جاؤں گا"......صفدر نے کہا۔ وہ بھی کار کو سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں سے بچاتا ہوا اور دائیں بائیں لہراتا ہوا سیاہ کار کے پیچھے دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

آگے جا کر جیسے ہی سڑک دائیں طرف مڑی راستہ مزید صاف ہو گیا اور راستہ صاف ہوتے ہی سیاہ کار والے نے کار کی رفتار میں نمایاں اضافہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر صفدر بھی کار دوڑاتا ہوا اس سڑک پر آیا اور اس نے بھی کار کی رفتار میں اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ سیاہ کار کی رفتار راستہ صاف ہوتے ہوئے بڑھتی جا رہی تھی۔ اب اس کار نے سامنے سے آنے اور جانے والی کاروں کو اوور ٹیک کرنا شروع کر دیا تھا۔ صفدر بھی اس کار کا مناسب فاصلہ رکھ کر تعاقب کر رہا تھا وہ کسی بھی طرح سیاہ کار کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ وہ سیاہ کار والوں کو کسی مناسب جگہ جا کر گھیرنا چاہتا تھا۔

سیاہ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی مضافات کی طرف جانے والی سڑک کی جانب مڑ گئی تو صفدر نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس سڑک پر ٹریفک نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ سیاہ کار والے نے اس سڑک پر آتے ہی کار کی رفتار انتہائی حد تک بڑھا دی تھی اور اب سیاہ کار سڑک پر اس تیزی سے دوڑ رہی تھی جیسے کار کی بجائے فائیٹر طیارہ سڑک پر دوڑ رہا ہو۔ صفدر نے بھی اپنی کار کی رفتار خطرناک حد تک بڑھا دی تھی۔ مضافات کی طرف جانے والی سڑک

دائیں بائیں مڑتی ہوئی جا رہی تھی اور تقریباً دس کلو میٹر کے بعد پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ آگے جاتے ہی سڑک یکلخت متوازی ہو گئی اور متوازی سڑک پر آتے ہی سیاہ کار والے نے اپنی کار کو جیسے ہوا میں ہی اُڑانا شروع کر دیا تھا۔ اس کی کار واقعی کسی جیٹ طیارے کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ صفدر کی کار، سیاہ کار سے تقریباً پانچ سو فٹ پیچھے تھی۔ تنویر سیٹ پر بار بار بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ کار سے باہر جا کر اور کسی دیو کی طرح اُڑ کر سیاہ کار کو ہی دبوچ لے۔

"اور تیز کرو۔ اور تیز۔ انہیں گھیرنے کے لئے اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی"......تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں"......صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس نے گیئر بدل کر سپیڈ پیڈل پر پیر کا دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔ کار کی سپیڈ بڑھتے ہی سیاہ کار اور صفدر کی کار کا درمیانی فاصلہ بتدریج کم ہونا شروع ہو گیا۔ یہ دیکھ کر تنویر نے فوراً اپنی سیٹ بیلٹ کھولی اور اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے دوسری جیب سے مشین پسٹل کا میگزین نکال کر اسے مشین پسٹل میں ایڈجسٹ کیا اور پھر اس نے اٹھ کر اپنا آدھا جسم ڈیش بورڈ پر رکھتے ہوئے فرنٹ سے باہر نکال لیا۔ اس نے مشین پسٹل دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا۔

"گڈ۔ کار کے ٹائروں کو نشانہ بناؤ"......صفدر نے چیختے ہوئے

کہا۔ تنویر چند لمحے انتظار کرتا رہا۔ صفدر کی کار اور سیاہ کار کا درمیانی فاصلہ جیسے ہی مزید کم ہوا اس نے اچانک کار کے ٹائروں کا نشانہ لیتے ہوئے مشین پسٹل سے فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول یکلخت مشین پسٹل کی تیز ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ چونکہ تنویر نے اپنا جسم متوازن رکھا ہوا تھا۔ اس کا نشانہ بھی بے داغ تھا اور درمیانی فاصلہ بھی زیادہ نہیں تھا اس لئے اس کی چلائی ہوئی گولیاں سیاہ کار کے ٹھیک پچھلے ٹائروں پر پڑیں لیکن یہ دیکھ کر نہ صرف تنویر، بلکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی حیران رہ گئے کہ گولیاں لگنے کے باوجود سیاہ کار کے ٹائر برسٹ نہیں ہوئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کار کے ٹائر بھی بم اور فائر پروف تھے۔ تنویر نے ایک بار پھر ٹائروں پر برسٹ مارا لیکن ٹائروں کو کچھ نہ ہوا تو اس نے غصے سے کار کے عقب میں فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ گولیاں سیاہ کار کے عقبی حصے اور ونڈ سکرین سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹتی چلی گئیں۔

''کوئی فائدہ نہیں۔ کار بلٹ پروف ہے اس پر تمہاری فائرنگ کا کوئی اثر نہیں ہو گا''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ تنویر نے غصے سے سر جھٹکا اور اچھل کر دوبارہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''اپنی سیٹ بیلٹ باندھ لو''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں۔ سیٹ بیلٹ باندھنے کی کیا ضرورت ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں سیاہ کار کو اپنی کار سے اُڑانے کی کوشش کروں گا۔ اگر

تمہاری سیٹ بیلٹ نہیں بندھی ہو گی تو تم سیٹ سے اچھل کر باہر جا گرو گے یا تمہارا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا جائے گا اور تم زخمی ہو جاؤ گے''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی سیٹ بیلٹ باندھنی شروع کر دی۔

''اب سنبھل کر بیٹھنا''...... صفدر نے کہا ساتھ ہی اس نے اچانک سپیڈ پیڈل پر تھوڑا سا دباؤ کم کیا۔ سپیڈ کم ہوتے ہی سیاہ کار تھوڑا سا آگے بڑھی ہو گی کہ اچانک صفدر نے گیئر بدل کر یکلخت سپیڈ پیڈل پر پوری قوت سے دباؤ ڈال دیا۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کار کے اگلے ٹائر ہوا میں اٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کار کسی جیٹ طیارے کی طرح سڑک سے اٹھتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے سیاہ کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ سیاہ کار والے کچھ سمجھتے صفدر کی کار کا بمپر پوری قوت سے سیاہ کار کے عقبی حصے سے ٹکرا گیا۔

یہ ٹکر اس قدر زور دار تھی کہ سیاہ کار کا ڈرائیور کوشش کے باوجود اپنی کار کنٹرول نہ کر سکا تھا۔ ٹکر کھاتے ہی اس کی کار ترچھی ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کار سیدھی کرتا صفدر نے اسی انداز میں سیاہ کار کی سائیڈ پر ٹکر مار دی۔ اس بار ٹکر پہلی ٹکر سے کہیں زیادہ شدید تھی اور سیاہ کار چونکہ قدرے ترچھی تھی اس لئے جیسے ہی صفدر نے ٹکر ماری سیاہ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کی ایک سائیڈ اوپر اٹھ گئی۔ صفدر نے ایک بار پھر ٹکر ماری تو اس بار سیاہ کار سائیڈ کی

طرف پلٹی اور پھر سڑک پر تیزی سے پلٹنیاں کھاتی چلی گئی۔ صفدر نے کار کو پلٹنیاں کھاتے دیکھ کر کار کی رفتار کنٹرول کی اور پلٹنیاں کھاتی ہوئی کار کے ساتھ ساتھ کار دوڑاتا لے گیا۔

سیاہ کار بری طرح سے الٹتی پلٹتی ہوئی سائیڈ کی طرف گئی۔ اسی لمحے صفدر تے ایک بار پھر کار کی رفتار بڑھائی اور اس نے سیاہ کار کو ایک زور دار ٹکر مار دی۔ اس بار سیاہ کار سڑک سے اچھلی اور ہوا میں رول ہوتی ہوئی سائیڈ میں موجود میدانی حصے میں جا گری۔ سیاہ کار میدان میں گر کر بھی دور تک پلٹنیاں کھاتی چلی گئی تھی۔ سیاہ کار کو میدان میں گرتے دیکھ کر صفدر نے فوراً کار کو بریک لگا دیئے۔ جیسے ہی اس کی کار رکی۔ تنویر اور کیپٹن شکیل نے فوراً سیٹ بیلٹس کھولیں اور پھر وہ کار کے دروازے کھول کر تیزی سے کار سے نکل کر میدان میں گری ہوئی سیاہ کار کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ سیاہ کار دور جا کر رک گئی تھی اور وہ الٹی پڑی تھی۔

تنویر اور کیپٹن شکیل نے کار کی طرف بھاگتے ہوئے اپنے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ چند ہی لمحوں میں وہ الٹی ہوئی سیاہ کار کے نزدیک پہنچ گئے۔ الٹی ہوئی سیاہ کار کے اگلے دروازے کھل گئے تھے اور کار سے سیاہ فام اور سفید فام گھسٹتے ہوئے انداز میں کار سے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''خبردار۔ وہیں رک جاؤ۔ ورنہ بھون کر رکھ دیں گے''۔ تنویر نے چیختے ہوئے کہا تو بائیں طرف سے نکلنے والا سفید فام وہیں

رک گیا۔ اس نے سر اٹھا کر تنویر کی جانب دیکھا اور پھر وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ دوسری طرف کیپٹن شکیل نے سیاہ فام کو کور کر لیا تھا۔

''ہمیں کار سے باہر تو آنے دو''...... سفید فام نے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ نکلو باہر''...... تنویر نے غرا کر کہا تو سفید فام ہاتھوں کے بل رینگتا ہوا کار سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور یوں ہاتھ جھاڑنے لگا جیسے کار کے اس بری طرح سے ٹکر کھانے اور کار کے سڑک اور میدان میں الٹنے پلٹنے کے باوجود اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو۔ دوسری طرف سیاہ فام بھی کار سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کے جسم پر بھی زخم کا کوئی نشان نہیں تھا۔

''اسے یہاں لے آؤ کیپٹن شکیل''...... صفدر نے بھاگ کر ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔ وہ بھی کار سے نکل کر اپنا مشین پسٹل لے کر الٹی ہوئی سیاہ کار کے پاس آ گیا تھا۔

''چلو''...... کیپٹن شکیل نے سیاہ فام سے مخاطب ہو کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو سیاہ فام نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس طرف آ گیا جہاں اس کا سفید فام ساتھی کھڑا تھا۔ ان دونوں کے رنگ جدا جدا تھے لیکن ان کی شکلیں آپس میں بے حد مشابہت رکھتی تھیں اور ان کے قد کاٹھ بھی ایک جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ کیپٹن شکیل کے کہنے پر سیاہ فام

اپنے سفید فام ساتھی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ ان کے سامنے تین مشین پسٹل تھے لیکن اس کے باوجود حیرت انگیز طور پر وہ بے حد مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہروں پر معمولی سا بھی تردد نہیں تھا۔

''تو تم ہو ایکشن ایجنٹس۔ ٹیرم اور جیرم''...... صفدر نے ان دونوں کی جانب دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

''ٹیرم، جیرم۔ کون ہیں یہ''...... سیاہ فام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم نے پرل پیلس میں بم بلاسٹ کیوں کیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے ان کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''دھماکہ۔ ارے وہ بم بلاسٹ کا دھماکہ تھا۔ ہم تو سمجھے تھے کہ کسی شرارتی بچے نے پٹاخے چلائے ہوں گے''...... سفید فام نے بڑے شوخ لہجے میں کہا۔

''وہ شرارتی تم ہی تھے۔ تم نے ہی پرل پیلس کے علاقے میں دھماکہ کیا ہے اور وہاں سینکڑوں بے گناہ انسانوں کی جانیں لی ہیں۔ بولو۔ کیوں کیا ہے تم نے ایسا''...... صفدر نے غرا کر پوچھا۔

''ہم نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔ کیوں سیاہ طوفان''...... سفید فام نے بڑی بے نیازی سے اپنے سیاہ فام ساتھی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں سرخ طوفان۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم بھلا کیوں کریں گے دھماکہ۔ ہم تو وہاں سیر سپاٹا کرنے کے لئے گئے تھے۔ اچانک پٹاخہ سا چلا تو ہم وہاں سے نکل آئے۔ لیکن یہ ہیں کون اور انہوں نے ہماری کار کو ٹکریں مار مار کر الٹایا کیوں ہے۔ ان میں سے یہ شخص ہماری کار پر فائرنگ بھی کر رہا تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ ہم نے کار کے اندر حفاظتی بلاک سسٹم آن کر رکھا تھا جس کی موجودگی میں ہماری عام کار بھی بلٹ پروف بن گئی تھی ورنہ شاید دھماکے سے ہماری کار بھی تباہ ہو جاتی اور جس طرح سے انہوں نے ہماری کار کو ٹکریں مار مار کر الٹایا ہے اس طرح میری ٹانگ ٹوٹ سکتی تھی اور تمہاری ناک کی ہڈی''...... سیاہ فام نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم نے کار میں کوئی حفاظتی سسٹم لگا رکھا تھا جس کی وجہ سے تمہاری کار دھماکے سے بھی محفوظ رہی تھی اور آگ سے بھی اور ہماری فائرنگ کا بھی تمہاری کار پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ کون سا حفاظتی سسٹم لگا رکھا ہے تم نے کہ اس کار کے ٹائر بھی فائرنگ کے باوجود برسٹ نہیں ہوئے تھے''...... کیپٹن شکیل نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ہم کیوں بتائیں کہ ہم نے ڈبل ڈی بلاکنگ ریز سسٹم آن کر رکھا تھا''...... سیاہ فام نے بڑی معصومیت سے کہا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''بتاؤ۔ تم دونوں میں سے ٹیرم کون ہے اور جیرم کون ہے''۔

تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تو شاید ہمارے باپ اور داداؤں کے نام بھی نہیں ہیں۔ میرا نام سیاہ طوفان ہے اور یہ میرا بھائی سرخ طوفان ہے"...... سیاہ فام نے کہا۔ ان دونوں کے چہروں پر موجود اطمینان دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل کو الجھن سی ہو رہی تھی۔ تین مشین پسٹلوں کے سامنے ہونے کے باوجود وہ انتہائی لاپرواہ دکھائی دے رہے تھے ان کے چہروں پر معمولی سا بھی تردد دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"تم دونوں بہت زیادہ مطمئن دکھائی دے رہے ہو کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل جاؤ گے"...... صفدر نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہم ہمیشہ مطمئن ہی رہتے ہیں۔ رہی بات تم سے بچ کر نکلنے کی تو یہ ہمارے لئے کون سی مشکل بات ہے۔ ہم چاہیں تو ابھی تمہاری آنکھوں میں دھول جھونک کر نکل سکتے ہیں"...... سیاہ فام نے مسکرا کر کہا جو خود کو سیاہ طوفان کہہ رہا تھا۔

"میرے لئے تو تمہاری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں چاہوں تو ایک لمحے میں تمہارے سامنے سے اڑنچھو ہو سکتا ہوں"...... سفید فام نے کہا جسے سیاہ فام نے سرخ طوفان کہا تھا۔

"ہونہہ۔ تم دونوں نے جیسے ہی ایسی حرکت کی میں تم دونوں کو اسی وقت ہلاک کر دوں گا"...... تنویر نے غرا کر کہا۔

"تم شاید ہمیں ان مشین پسٹلز سے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہ بچوں کا کھلونا نہیں ہے جسے تم چلا سکو۔ پہلے اسے چلانا سیکھو پھر ہم سے ایسی بات کرنا"...... سیاہ طوفان نے منہ بنا کر کہا اور اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ان دونوں پر برسٹ مار دے اور انہیں ہلاک کر دے لیکن صفدر نے اسے کول مائنڈ ہونے کا اشارہ کیا تو وہ غصے سے بل کھا کر رہ گیا۔

"تم دونوں اس وقت ہماری حراست میں ہو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم خود کو ہمارے حوالے کر دو"...... صفدر نے بڑے نارمل لہجے میں کہا۔

"ایسا سوچنا بھی نہیں۔ ہم آزاد پرندے ہیں اور ہم آزاد فضاؤں میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں۔ کوئی ہمیں قید کرے یا ہمارے پر کاٹے ایسا نہیں ہو سکتا"...... سیاہ طوفان نے کہا۔

"تو پھر سن لو۔ ہم تمہارے پر بھی کاٹیں گے اور تمہیں پنجروں میں قید بھی کریں گے۔ اگر ہمت ہے تو ہماری قید سے نکل کر اور اڑ کر دکھانا"...... تنویر نے گرج کر کہا۔

"کیوں بھائی سرخ طوفان۔ کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ کیا یہ ہمارے پر کاٹ کر ہمیں قید کر سکتا ہے"...... سیاہ طوفان نے سرخ طوفان کی جانب دیکھتے ہوئے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کچھ لوگوں کو دن میں بھی خواب دیکھنے کی عادت ہوتی ہے۔

ایسے لوگوں کی باتوں کا برا نہیں منانا چاہئے''...... سرخ طوفان نے اسی اطمینان سے کہا اور تنویر کھول کر رہ گیا۔

''اب اگر تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تو میں تمہیں گولیاں مار دوں گا''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''پھر وہی بات۔ میں نے کہا ہے نا یہ بچوں کا کھلونا نہیں ہے۔ پہلے جا کر اسے چلانا سیکھو پھر ہمیں ڈرانے والی ایسی کوئی بات کرنا''...... سیاہ طوفان نے ہنستے ہوئے کہا اور اب تو جیسے تنویر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی موجودگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اچانک مشین پسٹل سے سیاہ طوفان اور سرخ طوفان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول یکلخت مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

کرنل ڈریمن کو جاتے دیکھ کر عمران نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ سرخ مکھیاں بدستور اسے ڈنک مارتے ہوئے اس کا خون چوس رہی تھیں اور عمران خود کو حرکت میں لانے کا سوچ رہا تھا۔

دماغ پر زور ڈالتے ہی اچانک جیسے اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا۔ اسے یاد آ گیا کہ کرنل ڈریمن نے اسے بتایا تھا کہ اس نے عام نظر آنے والے ریوالور سے جو لائٹ فائر کی تھی وہ ایکوئم لائٹ تھی جس کے اثر سے اس کا جسم پتھر کی طرح سخت اور ساکت ہو گیا تھا۔ عمران ایکوئم لائٹ کے بارے میں جانتا تھا۔ یہ لائٹ واقعی کسی بھی جاندار کو فوراً ساکت کر دیتی تھی اور ساکت ہونے والے کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا جسم پتھر کی طرح ٹھوس اور بے جان ہو گیا ہو۔ عمران اس لائٹ کے اثر کا توڑ جانتا تھا۔ جیسے

ہی اس کے ذہن میں ایکوئم لائٹ کا خیال آیا اس نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ سانس روکنے کے چند ہی لمحوں کے بعد اس کا دم گھٹا تو اچانک اسے اپنے جسم میں حرارت سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران نے سانس روکے رکھا۔ سرخ مکھیاں بدستور اسے کاٹ رہی تھیں لیکن عمران نے اپنی ساری توجہ سانس روکنے پر لگا رکھی تھی۔ تین منٹ مسلسل سانس روکے رکھنے کی وجہ سے اسے نہ صرف اپنا جسم ہلکا پھلکا ہوتا ہوا محسوس ہوا بلکہ اسے اپنے جسم میں نئی جان سی سرایت کرتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ جیسے ہی عمران کا جسم حرکت کے قابل ہوا عمران نے فوراً اپنا جسم سیدھا کیا اور تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جسم میں جان آتے ہی اسے سرخ مکھیوں کے کاٹنے کا شدید اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے اور گردن پر چمٹی ہوئی سرخ مکھیاں اُڑائیں اور پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا لائیٹر نما کین نکال لیا۔ کین کے اوپر ڈھکن لگا ہوا تھا۔ عمران نے کین کا ڈھکن اتارا اور پھر اس نے فوراً کین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کین سے گیس نما تیز پھوار سی نکلی۔ عمران نے ایک بار پھر سانس روکا اور پھر لائٹر نما کین سے نکلنے والی گیس اپنے جسم کے ان حصوں پر ڈالنی شروع کر دی جہاں جہاں اسے سرخ مکھیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ جہاں جہاں سپرے ہو رہا تھا وہاں وہاں سے سرخ مکھیاں نہ صرف ہٹتی جا رہی تھیں بلکہ عمران کے جسم سے الگ ہو کر یوں گرتی جا رہی تھیں جیسے عمران

نے ان پر انتہائی مہلک زہریلا سپرے کر دیا ہو۔ چند ہی لمحوں میں عمران کے جسم پر چمٹی ہوئی ساری سرخ مکھیاں ہلاک ہو کر نیچے گر گئیں۔ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔ اس پر سرخ مکھیاں زیادہ تعداد میں موجود تھیں اور ٹائیگر کے جسم کے مختلف حصوں سے خون رستا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران بے چین ہو گیا۔ وہ تیزی سے ٹائیگر کی جانب بڑھا۔

''ٹائیگر اپنا سانس روک لو۔ سانس روکنے سے تم پر سے ایکوئم لائٹ کا اثر ختم ہو جائے گا اور تمہارا جسم خود بخود حرکت میں آ جائے گا۔ سانس اس وقت تک روکے رکھنا جب تک تم اپنے جسم کے ہر حصے میں حرکت نہ محسوس کر لو۔ تب تک میں تمہارے جسم پر ریمک گیس ڈال کر ان مکھیوں کے بے ہوش کر دیتا ہوں''...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے فوراً سانس روک لیا۔

عمران نے فوراً لائٹر نما سپرے سے ٹائیگر کے جسم پر چمٹی ہوئی مکھیوں پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ سپرے کرتا جا رہا تھا ٹائیگر کے جسم پر چمٹی ہوئی مکھیاں اس سے الگ ہو کر اُڑتی ہوئی ٹائیگر کے دائیں بائیں گرتی جا رہی تھیں اور گرتے ہی یوں ساکت ہو جاتی تھیں جیسے ہلاک ہو گئی ہوں۔

چند ہی لمحوں میں ٹائیگر کے جسم سے تمام سرخ مکھیاں ہٹ گئیں لیکن اس کے جسم پر زخم کے نشان بدستور دکھائی دے رہے تھے۔

عمران کی بھی ایسی ہی حالت تھی۔ اسے جہاں جہاں سے سرخ مکھیوں نے کاٹا تھا وہ زخم سوجتے جا رہے تھے۔

عمران کو سرخ مکھیوں کے زہریلے ڈنکوں کی وجہ سے اپنے جسم میں بدستور آگ سی بھری ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ سرخ مکھیاں اس کے اور ٹائیگر کے جسم پر دس سے بارہ منٹوں تک چمٹی رہی تھیں جس سے ان کے جسموں میں کئی مکھیوں کا زہر داخل ہو گیا تھا جو ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

چند لمحوں کے بعد ٹائیگر کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سرخ مکھیوں کے کاٹنے اور ان کے زہر کی وجہ سے شدید تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔

''باس۔ سرخ مکھیوں کا زہر بے حد خطرناک ہے۔ اگر ہم نے جلد ہی اس کا تدارک نہ کیا تو ہم سرخ مکھیوں کے زہر کا شکار ہو جائیں گے''...... ٹائیگر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو اور یہیں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ میرے آنے تک تم ان سرخ مکھیوں کو اپنے پیروں تلے کچل دو۔ یہ گیس سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ اگر انہیں ہوش آ گیا تو یہ پھر ہم پر حملہ کر دیں گی''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کا جواب سنے بغیر بھاگتے ہوئے انداز میں کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ٹائیگر نے اپنے جوتوں سے وہاں پڑی سرخ مکھیوں کو بری طرح سے کچلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران واپس آ گیا۔ اس

کے ہاتھوں میں ایک خورد رو پودے کی جڑیں تھی۔ جڑیں ٹوٹی ہوئی تھیں جن سے لیس دار پانی سا نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر ان پودوں کو دیکھتے ہی پہچان گیا۔ یہ کیکٹس پودے کی جڑیں تھیں جو ہر خاص و عام گھروں میں کثرت سے پائے جاتے تھے۔ بہت سے افراد گملوں میں خاص طور پر دوسرے پودوں کے ساتھ کیکٹس پودے بھی رکھتے تھے۔ کیکٹس پودوں سے نکلنے والے لیس دار رس سے کئی بیماریوں کا علاج بھی کیا جاتا تھا۔

''یہ لو۔ یہ کیکٹس ہے۔ اس کا رس اپنے زخموں پر لگا لو۔ اس رس کے لگتے ہی زخموں کی جلن ختم ہو جائے گی اور زخموں میں موجود سرخ مکھیوں کے زہر کا اثر بھی ختم ہو جائے گا''...... عمران نے کیکٹس پودے کی دو جڑیں ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس سے دونوں جڑیں لے لیں۔ دو جڑیں عمران کے پاس بھی تھیں۔ اس نے بھی کیکٹس پودے کی جڑوں سے نکلنے والا لیس دار مادہ اپنی انگلیوں پر لگا کر اپنے جسم کے زخموں پر لگانا شروع کر دیا۔ رس لگتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی۔ زہریلے زخموں کی وجہ سے پہلے ہی اسے اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس پودے کے رس نے تو جیسے اس کے جسم پر آگ ہی لگا دی تھی۔ شدید تکلیف کی وجہ سے نہ صرف اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا بلکہ اس کے چہرے پر شدید اذیت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے لیکن اس کے باوجود عمران اپنے جسم کے ہر اس حصے

پر کیکٹس کا رس لگا رہا تھا جہاں جہاں اسے مکھیوں نے کاٹا تھا۔ جب اس نے تمام زخموں پر اچھی طرح سے رس مل لیا تو اس نے کیکٹس کی جڑ کو ہاتھوں سے دبا دبا کر اس میں موجود اور رس نکال کر اپنے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ رس انتہائی تیکھا تھا عمران نے جیسے ہی رس نگلا اسے یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے حلق میں سینکڑوں نوکیلے کانٹے سے چبھ گئے ہوں لیکن وہ رکے بغیر کیکٹس کا رس نکال نکال کر اپنے حلق میں ٹپکاتا جا رہا تھا۔ ٹائیگر نے بھی اپنے زخموں پر رس لگا کر باقی رس حلق میں اتارنا شروع کر دیا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے شدید تکلیف تو ضرور محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی رگوں میں سرخ مکھیوں کے زہر کی دوڑنے والی آگ سرد پڑتی جا رہی ہو۔

کچھ دیر تک عمران اور ٹائیگر کیکٹس پودے کا شدت برداشت کرتے رہے۔ پھر جب آہستہ آہستہ ان کے زخموں کی تکلیف کا اثر کم ہونا شروع ہوا تو انہوں نے گہرے گہرے سانس لینا شروع کر دیئے۔ یہ دیکھ کر عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ کیکٹس کا رس لگنے سے نہ صرف اس کے بلکہ ٹائیگر کے سوجے ہوئے زخم بھی نارمل ہوتے جا رہے تھے۔

عمران اور ٹائیگر کو زخموں پر اب بھی جلن کا احساس ہو رہا تھا لیکن یہ جلن اس قدر تیز نہیں تھی جسے وہ برداشت نہ کر سکتے ہوں اس لئے ان کے چہرے نارمل ہو گئے تھے۔

''کیا کیکٹس کے رس کی وجہ سے سرخ مکھیوں کے زہر کا اثر ختم ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے یہ بات ایک بار جوزف نے بتائی تھی۔ افریقہ کے جنگلوں میں بھی سرخ مکھیوں کی کثرت ہوتی ہے جو جنگل کے جانوروں اور انسانوں کو کاٹتی رہتی ہیں۔ یہ انہی جنگلوں کی سرخ مکھیاں ہیں جنہیں کرنل ڈریمن اپنے ڈھنگ سے پال رہا ہے اور اس نے ان مکھیوں کو ایک مخصوص بو پر لگا رکھا ہے تاکہ جس پر وہ بو لگائی جائے سرخ مکھیاں صرف اسی پر حملہ کریں۔ جب مکھیاں اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کر دیتی ہیں تو کرنل ڈریمن اس جار میں اسی محلول کے قطرے ڈال دیتا ہے جو میرے اندازے کے مطابق میلاک بوٹیوں کا رس ہے۔ رس کی تیز بو کی وجہ سے سرخ مکھیاں فوراً جار میں لوٹ جاتی ہیں اور کرنل ڈریمن انہیں جار میں قید کر کے اپنے پاس رکھ لیتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا سرخ مکھیاں صرف اسی شخص پر حملہ کرتی ہیں جن کے جسم پر میلاک بوٹی کا رس لگا ہوا ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ چونکہ یہ میلاک رس پر سدھائی ہوئی سرخ مکھیاں ہیں اس لئے یہ مکھیاں صرف انہی جانداروں پر حملہ کرتی ہیں جن کے جسم سے انہیں میلاک بوٹی کے رس کی بو محسوس ہو رہی ہو۔ چاہے وہ جاندار کوئی انسان ہو یا جانور''...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اسی لئے ان سرخ مکھیوں نے میجر راشد اور کرنل درانی کی رہائش گاہ میں ان کے سوا کسی اور پر حملہ نہیں کیا تھا لیکن باس ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کرنل درانی کی رہائش گاہ میں کرنل ڈریمن خود گیا تھا۔ وہاں جا کر اس نے کرنل درانی پر میلاک بوٹی کا رس لگایا ہو گا اسی لئے کرنل درانی پر سرخ مکھیوں نے حملہ کیا تھا اور وہ زخمی ہو گیا تھا۔ میجر راشد کو بھی سرخ مکھیوں نے ہی کاٹا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ اگر میجر راشد کو بھی کرنل ڈریمن نے میلاک بوٹی کا رس لگایا تھا تو کیسے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”تم نے اپنے پیروں تلے جو مکھیاں مسلی ہیں انہیں غور سے دیکھو۔ ان میں چند مکھیاں مشینی بھی ہیں جو دیکھنے میں تو سرخ مکھیوں جیسی ہی ہیں لیکن حقیقت میں یہ ریموٹ کنٹرولڈ مکھیاں ہیں۔ ان پر مائیکرو کیمرے بھی نصب ہیں جن سے کرنل ڈریمن انہیں ٹارگٹ تک جاتے اور ان پر حملہ کرتے بھی دیکھ سکتا ہے۔ انہی مشینی مکھیوں پر اگر میلاک بوٹی کا رس لگا دیا جائے اور وہ مشینی مکھی جس انسان پر جا کر بیٹھیں گی تو باقی سرخ مکھیاں بھی اسی انسان پر حملہ کریں گی اور میجر راشد کے سلسلے میں بھی یہی کیا گیا ہو گا۔ کرنل ڈریمن نے پروفیسر عدنان ترمذی کی رہائش گاہ میں ڈاکٹر سبطین کے بھیس میں جا کر یقیناً ان مشینی مکھیوں کو ہی آگے رکھا ہو گا اور ان سے ہی میجر راشد کے جسم پر میلاک بوٹی کا رس لگایا ہو گا اسی وجہ سے باقی سرخ مکھیوں نے حملہ کر کے میجر راشد کو ہلاک کیا ہو گا“...... عمران نے

کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اب کیا کرنا ہے۔ کرنل ڈریمن تو وہ بلیک نوٹ بک بھی لے گیا ہے اور اس نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اولڈ فورٹ میں جا رہا ہے جہاں کرنل درانی نے میجر راشد کے ان چار ساتھیوں کو رکھا ہوا ہے اس نے کہا تھا کہ وہ ان چاروں کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اب تک تو شاید وہ وہاں پہنچنے والا ہو“...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہمیں اسے وہاں جانے سے روکنا ہے۔ اگر وہ یہاں سے نکل گیا تو اس کے ساتھ بلیک نوٹ بک بھی چلی جائے گی اور یہ راز ہمیشہ راز ہی رہ جائے گا کہ میجر راشد اسرائیل سے ایسا کون سا راز لایا تھا جس سے اسرائیل کا ناطقہ بند ہو گیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”تو آئیں۔ وہ کافی دور نکل چکے ہوں گے۔ ہمیں ان سے زیادہ تیز رفتاری دکھانی ہو گی تب ہی ہم ان سے پہلے اولڈ فورٹ تک پہنچ سکتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں وہاں سے تیزی سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ٹو سیٹر سپورٹس کار میں اُڑے جا رہے تھے۔ عمران کار انتہائی برق رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ چونکہ کرنل ڈریمن نے جاتے ہوئے فاخرانہ انداز میں خود ہی بتا دیا تھا کہ وہ اولڈ فورٹ کی طرف جا رہا ہے اس لئے عمران شمالی پہاڑیوں کی

طرف کار دوڑا رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کرنل ڈریمن نے کس اولڈ فورٹ کی بات کی تھی۔ اس کی اس سلسلے میں کرنل درانی سے بھی بات ہوئی تھی جس نے اسے بتایا تھا کہ اس نے احتیاط کے پیش نظر ان چاروں فارن ایجنٹس کو اولڈ فورٹ میں چھپا دیا ہے جو میجر راشد کے ساتھ اسرائیل مشن پر گئے ہوئے تھے۔

عمران کو واقعی ان چاروں ایجنٹوں کی فکر ہو رہی تھی جو اولڈ فورٹ میں موجود تھے۔ کرنل ڈریمن اگر اس سے پہلے وہاں پہنچ جاتا تو وہ انہیں ہلاک کر کے فوراً وہاں سے نکل جاتا اور عمران اسے ایسا نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔ اسے ان چاروں ایجنٹوں کو بھی بچانا تھا اور کرنل ڈریمن سے وہ سیاہ نوٹ بک بھی حاصل کرنی تھی جو کرنل ڈریمن اس کی جیب سے نکال کر لے گیا تھا۔

تنویر نے سیاہ طوفان اور سرخ طوفان کی ٹانگوں کا نشانہ لے کر فائرنگ کی تھی۔ جیسے ہی اس نے فائرنگ کرنا شروع کی سیاہ طوفان اور سرخ طوفان بری طرح سے چیختے ہوئے اچھلے اور پھر یہ دیکھ کر تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل حیران رہ گئے کہ سرخ طوفان اور سیاہ طوفان تنویر کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیوں سے بچنے کے لئے یوں اچھل کر ہوا میں قلابازیاں کھانا شروع ہو گئے تھے جیسے وہ دونوں بھی عمران کی طرح فائرنگ سے بچنے کے لئے سنگ آرٹ کا فن جانتے ہوں۔

ان دونوں کو اس طرح اچھل کود کرتے دیکھ کر تنویر کا پارہ اور زیادہ چڑھ گیا اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ گھماتے ہوئے ان پر لگا تار فائرنگ کرنا شروع کر دی لیکن وہ دونوں واقعی عمران کی طرح سنگ آرٹ کا بہترین مظاہرہ کر رہے تھے۔ تنویر جس کا نشانہ انتہائی

بے داغ تھا اس کی ایک گولی بھی ان دونوں کو چھو بھی نہیں سکی تھی۔

تنویر نے ان دونوں پر مشین پسٹل کا سارا میگزین خالی کر دیا تھا۔ جیسے ہی اس کے مشین پسٹل سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلیں ٹیرم اور جیرم نے ہوا میں مخصوص انداز میں قلابازیاں کھائیں اور اپنے جسم رول کرتے ہوئے انتہائی ماہرانہ انداز میں الٹی ہوئی کار پر جا کر کھڑے ہو گئے اور تنویر کی جانب انتہائی تمسخرانہ نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے۔

''کہا تھا نا۔ یہ بچوں کے کھیلنے کی چیز نہیں ہے۔ تم نے خواہ مخواہ اپنی قیمتی گولیاں ضائع کر دی ہیں۔ اور تم دونوں بھی اگر اپنے ساتھی کی طرح گولیاں ضائع کرنا چاہتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے''...... سیاہ طوفان نے پہلے تنویر سے اور پھر کیپٹن شکیل اور صفدر کی جانب دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نیچے آؤ تم دونوں''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم تمہارے احکامات کے پابند نہیں ہیں''...... سفید فام نے کہا اور ساتھ ہی اس نے الٹی قلابازی لگائی اور کار کی عقبی سمت میں چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اور صفدر کچھ کرتے سیاہ فام نے بھی سفید فام کے انداز میں الٹی قلابازی کھائی اور وہ بھی کار کی دوسری طرف چلا گیا۔

''وہ نکل جائیں گے۔ جلدی کرو پکڑو انہیں''...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کے عقب کی طرف دوڑا جس طرف

سیاہ فام اور سفید فام گئے تھے۔

کیپٹن شکیل اور صفدر مشین پسٹل لئے کار کے فرنٹ کی طرف سے ہوتے ہوئے دوسری طرف گئے تھے جبکہ تنویر کار کے عقبی جانب سے اس طرف گیا تھا جہاں وہ دونوں کار کے پیچھے دبک گئے تھے۔

تنویر جیسے ہی دوسری طرف آیا اسی لمحے کار کے پیچھے دبکے ہوئے سیاہ فام نے اچھل کر اس پر حملہ کر دیا۔ ادھر کیپٹن شکیل اور صفدر مشین پسٹل لئے ہوئے فرنٹ سے ہوتے ہوئے جیسے ہی کار کے عقب میں پہنچے وہاں موجود سفید فام نے بھی ان پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اچانک ان دونوں پر کسی خونخوار چیتے کی طرح جھپٹا تھا اور اس نے ہوا میں چھلانگ لگاتے ہوئے ٹانگیں پھیلا کر پوری قوت سے اپنی طرف آتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل کے سینوں پر ٹانگیں مار دیں۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ سفید فام کی ٹانگوں کی ضرب کھا کر پشت کے بل پیچھے جا گرے۔ زور سے گرنے کی وجہ سے صفدر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے سرخ طوفان نے قلابازی کھاتے ہوئے ان کی طرف ایک اور چھلانگ لگائی اور پھر وہ ان دونوں کے عین درمیان میں آ گرا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے ایک ساتھ جھپٹ کر اس کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی لیکن سفید فام تو جیسے چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ اس کے پیر زمین سے لگے ہی تھے کہ

وہ ایک بار پھر ہوا میں اچھلا اور اس بار وہ کیپٹن شکیل کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے دائیں طرف آ گیا۔ کیپٹن شکیل کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس کی ٹانگ تیزی سے حرکت میں آئی تھی اور کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے بھی مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔

سفید فام کے دوسری طرف جاتے ہی کیپٹن شکیل اور صفدر ایک ساتھ حرکت میں آئے اور فوراً اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں اس طرح اٹھتے دیکھ کر سفید فام غرایا اور اس نے پھر چھلانگ لگائی اور اپنے جسم کو گھما کر اس قدر ترچھا کر لیا کہ وہ کیپٹن شکیل اور صفدر سے ایک ساتھ ٹکرا سکے۔ اسے اس انداز میں اپنی طرف آتے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل فوراً دائیں بائیں ہو گئے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سفید فام ان کی چھوڑی ہوئی خالی جگہ پر گرتا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ ان دونوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر اس نے اپنا جسم اور زیادہ موڑ لیا تھا اور پھر اس کی کسی لٹو کی طرح گھومتی ہوئی ٹانگ صفدر کے پہلو پر پڑی اور صفدر اچھل کر پہلو کے بل زمین پر گرا۔

سفید فام کو صفدر پر حملہ کرتے دیکھ کر کیپٹن شکیل اچھلا اور اس نے بھی ہوا میں اپنا جسم گھماتے ہوئے سفید فام کی کمر پر ٹانگیں جما دیں۔ سفید فام کا ہوا میں اٹھا ہوا جسم زور دار جھٹکا کھا کر تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں صفدر گرا ہوا تھا۔ صفدر چونکہ پہلو کے بل گرا تھا اس لئے اس نے کیپٹن شکیل کو سفید فام پر ضرب لگاتے دیکھ لیا تھا اور پھر جیسے ہی سفید فام اُڑتا ہوا اس کی طرف آیا صفدر

فوراً سیدھا ہوا اور اس کی ٹانگیں اس تیزی سے چلیں کہ سفید فام کا جسم بری طرح سے رول ہوتا ہوا سائیڈ میں جا گرا۔ صفدر نے مارشل آرٹ کے انتہائی ماہرانہ انداز میں اس کے پہلو پر ٹانگیں ماریں تھیں جس سے سفید فام کا جسم لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا تھا۔ اسے گرتے دیکھ کر کیپٹن شکیل نے اچھل کر اس کے سینے پر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن سفید فام بھی ماہر فائٹر معلوم ہوتا تھا۔ اس قدر زور سے گرنے کے باوجود اس کے منہ سے کوئی چیخ نہیں نکلی تھی۔ کیپٹن شکیل نے جیسے ہی اس کے سینے پر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی وہ تیزی سے اس کے نیچے سے نکل کر کروٹیں بدلتا چلا گیا۔

ادھر تنویر پر سیاہ فام نے بھی اس تیزی سے حملہ کیا تھا کہ تنویر کو ابھی تک سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ سیاہ فام کے جسم میں جیسے بجلی بھری ہوئی تھی۔ تنویر کروٹیں بدل کر اور دائیں بائیں اچھلتے ہوئے خود کو سیاہ فام کے حملوں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ جس طرف جاتا تھا سیاہ فام الٹی قلابازیاں کھاتا ہوا اس کے نزدیک پہنچ جاتا تھا۔ تنویر اسے جھپٹ کر پکڑنے اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا تو سیاہ فام اسے جھکائی دے کر نکل جاتا اور تنویر کے قریب سے نکلتے ہوئے اسے پنچ مار دیتا تھا یا پھر کک مار کر اسے دور اچھال دیتا تھا۔ سیاہ فام کے اس طرح مسلسل اور تیز حملوں سے تنویر کے دماغ پر سوار چھپکلی کا رنگ اور زیادہ گہرا سرخ

ہوتا جا رہا تھا۔ سیاہ فام اور وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے اور ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔ سیاہ فام کے چہرے پر انتہائی طنز آمیز مسکراہٹ تھی جبکہ تنویر کے نتھنوں سے جنگلی سانڈ کی طرح تیز تیز سانس لینے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

''آج تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے''...... سیاہ فام نے اس کی جانب دیکھ کر استہزائیہ لہجے میں کہا۔

''تم خود کو ماسٹر فائٹر سمجھتے ہو لیکن میں تمہارے سارے کس بل نکال دوں گا''......تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم ہار گئے تو''...... سیاہ فام نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کو مسلتے ہوئے کہا۔

''بے شک مجھے مار ڈالنا۔ یہ دونوں تمہیں کچھ نہیں کہیں گے''......تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ آؤ پھر۔ میں تمہاری خواہش پوری کر ہی دیتا ہوں''۔ سیاہ فام نے کہا۔

''اوکے۔ سنبھلو اب''......تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ حرکت میں آیا اور سیاہ فام کی پسلیوں پر زور دار ضرب لگاتا ہوا اس کے دائیں ہاتھ جا کھڑا ہوا۔

سیاہ فام اس خوفناک ضرب سے اچھل کر دائیں طرف جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا تنویر نے اس کی کنپٹی پر ایک اور

خوفناک وار کرتے ہوئے ضرب لگا دی۔ وہ واقعی بجلی بنا ہوا تھا۔ سیاہ فام کو جیسے یقین ہی نہیں تھا تنویر اس قدر چستی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ کنپٹی پر لگنے والی ضرب نے اس کے ذہن میں رنگ برنگی پھلجھڑیاں سی پھیلا دیں اور اسی لمحے تنویر نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں پیر پوری قوت سے مارے اور سیاہ فام کا سانس رک گیا۔ وہ بری طرح سے سر مارنے لگا۔

اس بار تنویر واقعی سیاہ فام پر چھا گیا تھا۔ اس نے اسے معمولی سا ردعمل ظاہر کرنے کے قابل بھی نہ چھوڑا تھا۔ سیاہ فام نے سانس رکتے ہی تیزی سے اپنے نچلے جسم کو اوپر اٹھایا۔ اس طرح سینے کے نچلے حصے پر دباؤ پڑنے سے اس کا رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر نے ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر بھرپور ضرب لگائی اور سیاہ فام بے اختیار کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ تنویر پر جیسے اب وحشت سوار ہو چکی تھی۔ اس نے سیاہ فام کو لڑھکتے دیکھ کر اچھل کر اس کی پسلیوں پر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک سیاہ فام نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا اور تنویر چونکہ ضرب لگانے کی وجہ سے سنبھل نہ سکا تھا اس لئے وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔

''اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر۔ تم نے اپنا پورا زور لگا لیا ہے۔ اب تم سنبھلو''...... سیاہ فام نے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔ تنویر فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے ہی وہ اٹھا اسی لمحے

سیاہ فام نے یکلخت اچھل کر قلابازی کھائی، تنویر اسے قلابازی کھاتے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا تا کہ اسے ہوا میں اچھلتے ہوئے ضرب لگا کر اسے اور زیادہ اوپر اچھال سکے لیکن سیاہ فام کا قلابازی کھاتا ہوا جسم یکلخت رکا اور وہ ہوا میں ہی لٹو کی طرح گھوم گیا اور اس بار تنویر کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ پوری قوت سے پیچھے زمین پر جا گرا۔ وہ گرا ہی تھا کہ سیاہ فام نے ایک پھر اچھل کر تنویر پر حملہ کر دیا وہ فلائنگ کک مارنے کے انداز میں بغیر وقت ضائع کئے تنویر کی طرف گیا لیکن اسی لمحے تنویر نے کروٹ بدل لی اور ساتھ ہی اس نے دونوں ٹانگیں اوپر اٹھا کر اپنے اوپر آتے ہوئے سیاہ فام کے پیٹ پر اس طرح ضرب لگائی کہ سیاہ طوفان الٹ کر پشت کے بل گرتا چلا گیا۔

تنویر کو اب اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ سیاہ فام کسی بھی لحاظ سے مارشل آرٹس میں اس سے کم مہارت نہیں رکھتا اس لئے اس نے اپنے ذہن کو ٹھنڈا رکھ کر سیاہ فام سے لڑنے کا سوچ لیا تھا۔

اسی لمحے سیاہ فام ایک بار پھر اچھلا اور تنویر تیزی سے ایک طرف ہٹا لیکن سیاہ فام کا جسم ہوا میں ہی مڑ گیا اور اس کی زور دار فلائنگ کک تنویر کے سینے پر پڑی اور تنویر اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ سیاہ فام ضرب لگا کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔ اسی لمحے تنویر نے بھی اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن اب سیاہ فام

کے دماغ پر بھی جیسے چھپکلی سوار ہو چکی تھی۔ تنویر کو اٹھتے دیکھ کر اسے جیسے اس پر ایک اور خوفناک داؤ لگانے کا موقع مل گیا۔ وہ اچھل کر تیزی سے گھوما اور پھر وہ اپنا جسم مخصوص انداز میں گھماتے ہوئے تنویر کے قریب آ کر خود ہی پشت کے بل گر گیا اور اس نے تنویر کی دونوں ٹانگوں پر اپنی ٹانگیں مارتے ہوئے اس انداز میں گرایا کہ وہ تنویر کو گراتے ہی اس کی دونوں ٹانگیں اپنی رانوں میں دبا لے۔ تنویر کی ٹانگیں اس کی رانوں میں آئی ہی تھیں کہ سیاہ فام نے اپنا جسم اس انداز میں پلٹا کہ تنویر کا بھی جسم مڑتا چلا گیا اور دوسرے لمحے سیاہ فام کی کمر تنویر کی کمر پر تھی۔ سیاہ فام کے کاندھے تنویر کے سر کے پیچھے زمین سے لگ گئے اور اس کا جسم کمان کی طرف مڑ گیا لیکن تنویر کا جسم مکمل طور پر دہرا ہو گیا تھا کیونکہ اس کی دونوں ٹانگیں سیاہ فام کی رانوں میں دبی ہونے کی وجہ سے اس کے سر کے پیچھے چلی گئی تھیں۔

اب سیاہ فام کو صرف ایک جھٹکا دینے کی ضرورت تھی اور تنویر ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتا۔ سیاہ فام نے اپنا داؤ مکمل کرنے کے لئے اپنے جسم کو تیزی سے جھٹکا دیا لیکن اسی لمحے تنویر کے دونوں ہاتھ جو سائیڈوں میں کھلے ہوئے تھے بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور کمان کی طرح مڑے ہوئے سیاہ فام کے سینے کی دونوں سائیڈوں پر کراٹے کے انداز میں کھڑی ہتھیلیوں کی طرح پڑے تو سیاہ فام کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور اس کا اکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ

گیا اور تنویر کو جیسے یہی وقفہ چاہئے تھا۔ اس نے پوری قوت سے اپنے مڑے ہوئے جسم کو اوپر کی طرف اچھالا اور سیاہ فام اس کی ٹانگوں کے اوپر سے اٹھتا ہوا منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ تنویر نے سیاہ فام کو تو اٹھا کر پھینک دیا تھا لیکن سیاہ فام کے خوفناک داؤ کی وجہ سے اس کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا تھا اس لئے اسے اپنی کمر میں شدید درد ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا لیکن درد کی وجہ سے اسے اپنا توازن برقرار رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔

سیاہ فام نے منہ کے بل گرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ دونوں ہاتھ آگے رکھنے کی وجہ سے اس نے فوراً قلابازی کھائی اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بھی تکلیف کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر ابھی تک خوداعتمادی دکھائی دے رہی تھی۔

''اپنی شکست مان لو۔ ٹیرم سے لڑنا تمہارے لئے آسان نہیں ہے''...... سیاہ فام نے تنویر کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ تو تم ٹیرم ہو''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ اور میرا دوسرا نام سیاہ طوفان ہے۔ تم شاید نہیں جانتے سیاہ طوفان جہاں جاتا ہے وہاں کی ہر چیز اپنے ساتھ اُڑا لے جاتا ہے اور جاتے ہوئے اپنے پیچھے صرف موت کے نشان چھوڑ جاتا ہے''۔ ٹیرم نے کہا۔

''باتیں کم کرو اور آؤ۔ میں تو ابھی صرف تمہارے داؤ پیچ دیکھ رہا تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ تم میں کتنا دم ہے۔ اب میں تمہارا حشر کر کے رکھ دوں گا''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر فقرہ ختم ہوتے ہی اس کا جسم حرکت میں آ گیا۔ وہ بجائے اچھل کر ٹیرم پر حملہ آور ہونے کے اُڑتا ہوا اس کی طرف گیا اور اس کے دائیں پہلو سے آگے نکل گیا۔ لامحالہ ٹیرم کا جسم تیزی سے اس کی طرف مڑا اور تنویر یہی چاہتا تھا۔ جیسے ہی ٹیرم کا جسم تیزی سے اس کی جانب مڑا، تنویر یکلخت جھکا اور اس کے دونوں ہاتھ زمین پر پڑے اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے ٹیرم کی گردن میں قینچی کی طرف فٹ ہو گئیں۔

ٹیرم نے ٹانگوں کی قینچی کھولنے کے لئے اس کی پنڈلیوں کے نیچے ہاتھ رکھے ہی تھے کہ تنویر زور دار انداز میں چیختا ہوا فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ چیخ اس نے ٹیرم کی توجہ ہٹانے کے لئے ماری تھی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس کی چیخ سن کر ٹیرم کے ہاتھوں کی حرکت ایک لمحے کے لئے رک گئی اور اوپر کو اٹھتا ہوا تنویر کا جسم یکلخت گھوما اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ٹیرم کی پشت کی طرف نیچے آیا اور اس نے ٹیرم کی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر والے جسم کو یکلخت نیچے کی طرف جھٹکا دیا۔ ایسا کرتے ہی ٹیرم کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا اس کے پیر اپنی جگہ موجود رہے جبکہ گردن پیچھے کی طرف تنویر کے بھاری جسم کے وزن کی وجہ سے

مڑتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے تنویر کا جسم فضا میں جھول گیا۔ اس کی پشت زمین سے صرف چند انچ اونچی رہ گئی تھی اور ٹیرم اس بار واقعی تنویر کے خوفناک داؤ میں پھنس گیا تھا۔ اس کے حلق سے بے اختیار گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگیں اس نے اپنے جسم کو آگے کی طرف کھسکانا چاہا لیکن اس کی ٹانگیں تنویر کے ہاتھوں میں پھنسی ہوئی تھیں اور اس کے جسم کے بے پناہ وزن کی وجہ سے وہ ذرہ بھر حرکت نہ کر سکتا تھا۔ یہ تقریباً وہی داؤ تھا جو اس سے پہلے ٹیرم نے تنویر پر خود لگایا تھا لیکن اس کا انداز اب بدل گیا تھا اب ٹیرم کا بچ نکلنا ناممکن تھا اور تنویر کی ذرا سی حرکت ٹیرم کی ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے یقینی طور پر توڑ دینے کے لئے کافی تھی۔

ادھر سفید فام جو جیرم تھا وہ بھی کیپٹن شکیل اور صفدر پر لگا تار اور خوفناک حملے کر رہا تھا لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل نہ صرف اس کے خوفناک حملوں سے خود کو بچا رہے تھے بلکہ وہ اس پر حملے بھی کر رہے تھے اور جیرم ان کے ہاتھوں بری طرح سے مار کھاتا ہوا کبھی دائیں طرف گر رہا تھا اور کبھی بائیں طرف لیکن اس کے حملوں میں کوئی کمی نہیں آ رہی تھی وہ تابڑ توڑ ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔

''تم پیچھے ہٹ جاؤ کیپٹن شکیل۔ میں اکیلا ہی اسے دیکھ لوں گا''...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی توجہ ایک لمحے کے لئے جیرم سے ہٹ گئی تھی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جیرم نے فوراً اس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ پوری قوت سے اچھلا تھا جیسے وہ اچھل کر پوری قوت سے صفدر سے ٹکرا جانا چاہتا ہو۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر صفدر فوراً نیچے جھک گیا۔ جیرم اس کے سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ صفدر کے اوپر سے گزرتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور ٹھیک اس جگہ گرا جہاں کیپٹن شکیل کا مشین پسٹل گرا ہوا تھا۔ جیرم نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر مشین پسٹل اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل پر فائرنگ کر دی۔ اسے مشین پسٹل اٹھاتے اور اپنی طرف گھومتے دیکھ کر کیپٹن شکیل اور صفدر نے فوراً دائیں بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں ان دونوں کے درمیان سے نکلتی چلی گئیں۔ انہیں دائیں بائیں چھلانگیں لگاتے دیکھ کر جیرم نے کیپٹن شکیل پر رکے بغیر فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن کیپٹن شکیل تیزی سے ہاتھوں اور پیروں کے بل قلابازیاں کھاتا ہوا دور ہٹتا جا رہا تھا اس لئے جیرم کی چلائی ہوئی گولیاں اسے چھو بھی نہیں رہی تھیں۔ ادھر صفدر نے جیسے ہی جیرم کو کیپٹن شکیل پر فائرنگ کرتے دیکھا اس نے فوراً زمین پر پڑا ہوا ایک پتھر اٹھایا اور پوری قوت سے جیرم کے مشین پسٹل والے ہاتھ پر مار دیا۔ اس کا نشانہ ٹھیک جیرم کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل پر پڑا اور مشین پسٹل جھٹکے سے اس کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔

مشین پسٹل نکلتے ہی جیرم زخمی ناگ کی طرح صفدر کی طرف پلٹا اور بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن اس وقت تک صفدر

ایک اور پتھر اٹھا چکا تھا۔ جیسے ہی جیرم نے صفدر کی طرف چھلانگ لگائی صفدر کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے جیرم بری طرح سے چیختا ہوا پیٹ کے بل نیچے گرا اور اپنا سر پکڑ کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ صفدر کے ہاتھ سے نکلا ہوا پتھر پوری قوت سے اس کے سر پر پڑا تھا۔

جیرم کو گرتے دیکھ کر صفدر تیزی سے اٹھا اور چھلانگ لگا کر اس کے نزدیک آ گیا۔ اس سے پہلے کہ جیرم اٹھتا، صفدر کی ٹانگ چلی اور جیرم کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہوتا چلا گیا۔ صفدر کے جوتے کی نوک پوری قوت سے جیرم کی کنپٹی پر پڑی تھی جس سے اس کے سارے کس بل نکل گئے تھے۔

اسے ساکت ہوتے دیکھ کر صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جیرم کے ہاتھ سے گرا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھا لیا۔ کیپٹن شکیل بھی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر جیرم کو ساکت دیکھ کر وہ بھی اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"دیکھو کہیں یہ مکر نہ کر رہا ہو"...... کیپٹن شکیل نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور صفدر کے قریب آ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس کے سر پر پتھر مارا تھا جس سے اس کا سر پھٹ گیا ہے اوپر سے اس کی کنپٹی پر میرے جوتے کی نوک نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے ہیں۔ یہ بے ہوش ہو چکا ہے۔

تم چاہو تو اسے چیک کر سکتے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ بے ہوش ہے تو پھر مجھے اسے چیک کرنے کی کیا ضرورت ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں صفدر بھی مسکرا دیا۔ ادھر ٹیرم کے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ تنویر نے اسے کمان کی طرح موڑ رکھا تھا اس نے ابھی تک جھٹکا دے کر اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نہیں توڑے تھے۔

"چھوڑ دو اسے۔ یہ بے ہوش ہو چکا ہے"...... کیپٹن شکیل نے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر نے فوراً ٹیرم کی ٹانگیں چھوڑ دیں اور اس کی گردن سے اپنی ٹانگیں الگ کر لیں۔ ٹیرم اس کی ٹانگوں سے آزاد ہوتے ہی کسی مردہ چھپکلی کی طرح گر پڑا۔

"دونوں زبردست تربیت یافتہ اور لڑاکا ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ہم ان سے تھوڑا سا بھی کم ہوتے تو یہ ہمیں لے ڈوبے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے ان کا"...... تنویر نے اٹھ کر ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"دونوں واقعی ایکشن ایجنٹ ہیں۔ مس جولیا نے کہا تھا کہ چیف نے حکم دیا ہے کہ یہ جیسے ہی ہمارے ہاتھ لگیں انہیں باندھ کر دانش منزل پہنچا دیا جائے۔ اب جبکہ دونوں ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں

اور بے ہوش ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں انہیں کر دانش منزل پہنچا دینا چاہئے‘‘......صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

’’ٹھیک ہے۔ اسے تم اٹھاؤ۔ سفید فام کو میں اٹھاتا ہوں۔ انہیں ہم کار کی ڈگی میں بند کر کے لے جائیں گے‘‘......تنویر نے کہا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر واپس جانے کے لئے ٹیرم کی طرف پلٹا ہی تھا کہ اچانک ٹیرم یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ تھی۔ اسے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھ کر نہ صرف تنویر بلکہ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی چونک پڑے۔

اس سے پہلے کہ صفدر اور کیپٹن شکیل ہاتھوں میں موجود مشین پسٹل کے رخ ان کی جانب کرتے اچانک ٹیرم نے جیب سے کوئی چیز نکال کر ان کی طرف اچھال دی۔ وہ لوہے کی ایک گول گیند سی تھی جو ٹھیک ان تینوں کے قریب آ کر گری۔ اس گیند نما چیز کو دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑے کیونکہ وہ ایک ہینڈ گرنیڈ تھا۔

’’بچو اس سے‘‘...... ہینڈ گرنیڈ دیکھ کر صفدر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ اس کے چھلانگ لگاتے ہی کیپٹن شکیل اور تنویر بھی فوراً دائیں بائیں کود گئے۔ ابھی انہوں نے چھلانگیں لگائی ہی تھیں کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور وہ تینوں ہوا میں اور زیادہ اچھل

گئے اور پھر وہ تینوں اچھل کر الگ الگ سائیڈوں میں اڑتے چلے گئے جیسے اچانک کسی دیو نے ان تینوں کو اٹھا کر الگ الگ جگہوں پر اچھال دیا ہو۔ ہوا میں اچھلتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے اچانک ان کے ذہنوں پر سیاہ پردے سے پڑ گئے ہوں اور وہ تینوں ایک ساتھ پشت کے بل دور جا کر گر گئے اور گرتے ہی ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

جولیا، صالحہ اور کراسٹی کو لے کر فاروقی ہسپتال سے نکل آئی تھی۔ وہ تینوں کار میں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کی طرح گشت لگا رہی تھیں۔ ان تینوں نے بھی آنکھوں پر کراس ویژنل چشمے لگا رکھے تھے اور وہ تینوں بھی سڑکوں پر نظر آنے والے افراد پر گہری نظریں رکھے ہوئے تھیں لیکن ابھی تک انہیں ریڈ فلائی کے ایکشن ایجنٹس کہیں دکھائی نہیں دیئے تھے۔

''کہاں ہو سکتے ہیں اسرائیلی ریڈ فلائی ایجنسی کے دونوں ایکشن ایجنٹس''...... کراسٹی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''وہ اسی شہر میں ہیں اور ان کے بارے میں چیف نے بتایا تھا کہ وہ اپنے بلوں میں چھپ کر رہنے والے نہیں ہیں وہ ہمیشہ ایکشن میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں اور انسانی جانوں سے کھیلنا ان کا مشغلہ ہے اس لئے وہ جہاں بھی ہوں گے زیادہ دیر چار دیواری

کے اندر نہیں رہیں گے۔ اس لئے ہمیں اسی طرح انہیں تلاش کرنا ہو گا اور ہر مشکوک نظر آنے والے شخص پر نظر رکھنی ہو گی خاص طور پر ان افراد پر جو دو ہوں اور ایک جیسے قد کاٹھ کے مالک ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''وہ تو ہم دیکھ ہی رہے ہیں لیکن ہمیں ایسے کوئی دکھائی نہیں دیئے ہیں جن کے قد کاٹھ ایک جیسے ہوں''...... صالحہ نے کہا۔ سارا دن کار میں گھومتے رہنے سے وہ کافی بیزاریت محسوس کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے بس یہی ایک کام کیا تھا کہ وہ عمران کے کہنے پر کرنل درانی کی رہائش گاہ میں پہنچ گئی تھیں اور انہوں نے وہاں تمام افراد کو ہوش میں لا کر اور کرنل درانی کو انتہائی زخمی حالت میں فاروقی ہسپتال پہنچا دیا تھا۔

''اگر تم دونوں تھکاوٹ محسوس کر رہی ہو تو میں تم دونوں کو تمہارے فلیٹوں پر ڈراپ کر دیتی ہوں''...... جولیا نے صالحہ کا تھکا تھکا سا انداز محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جب تک تم نہیں تھکو گی ہم میں سے بھی کوئی تھکاوٹ کا شکار نہیں ہو گا''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں جولیا اور کراسٹی بھی مسکرا دیں۔

''کیا خیال ہے کسی ریسٹورنٹ میں نہ چلیں۔ اس طرح ہم کچھ کھا بھی لیں گے اور ہمیں تھوڑا ریسٹ بھی مل جائے گا''۔ کراسٹی نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ سارا دن کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے اب مجھے بھی بھوک لگنی شروع ہو گئی ہے اور چیف نے ہمیں ریسٹ کرنے اور کھانا کھانے سے منع نہیں کیا تھا“...... جولیا نے کہا تو وہ دونوں ہنس پڑیں۔

”بتاؤ۔ کس ریسٹورنٹ میں چلیں“...... جولیا نے کار شہر کی طرف گھماتے ہوئے پوچھا۔

”کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں لے چلو جہاں پیٹ بھر کر کچھ کھانے کو مل سکے“...... کراسٹی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شام ہو رہی تھی شہر کی سڑکوں پر کافی رش تھا اس لئے جولیا کار کو مناسب رفتار سے ون وے پر چلا رہی تھی۔ دائیں طرف دوسری سڑک پر بھی کافی رش تھا۔ اچانک صالحہ کی نظریں دائیں سڑک پر موجود ایک کار پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔

”ارے یہ فور سٹارز یہاں کیا کر رہے ہیں“...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا اور کراسٹی نے بھی چونک کر دائیں طرف دیکھا تو انہیں سڑک پر مخالف سمت میں جاتی ہوئی ایک کار میں صدیقی، چوہان، خاور اور نعمانی دکھائی دیئے۔

”ان کی ڈیوٹی شہر کے ہوٹلوں اور کلبوں میں چھان بین کی تھی ہو سکتا ہے کہ یہ کسی کلب یا ہوٹل میں چیکنگ کے لئے جا رہے ہوں“...... جولیا نے کہا۔ فور سٹارز کی کار ٹریفک میں پھنسی ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ آگے جا رہی تھی۔ کراسٹی نے ان سے آگے

ایک کار کی طرف دیکھا۔ جو سفید رنگ کی ماروتی کار تھی اور اس کے شیشے کلرڈ تھے۔ کراسٹی نے چونکہ آنکھوں پر کراس ویژنل گلاسز لگا رکھے تھے اس لئے اسے کلرڈ شیشے ہونے کے باوجود کار کے اندر بیٹھے ہوئے دو افراد دکھائی دے گئے۔ جیسے ہی اس کی نظریں کار کے عقبی حصے میں بیٹھے ہوئے ایک شخص پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑی اور اس کے چہرے پر حیرت ابھر آئی۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے“...... کراسٹی نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا تو جولیا اور صالحہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”کیا کیسے ہو سکتا ہے اور تم اس قدر حیران کیوں نظر آ رہی ہو“...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”فور سٹارز کے آگے ایک ماروتی کار کھڑی ہے۔ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھو ذرا“...... کراسٹی نے کہا تو جولیا اور صالحہ چونک کر اس کار کی طرف دیکھنے لگیں۔ چونکہ دونوں کی آنکھوں پر کراس ویژنل گلاسز تھے اس لئے انہیں کار کے اندر بیٹھا ہوا شخص آسانی سے دکھائی دے رہا تھا۔ اس شخص پر نظریں پڑتے ہی وہ دونوں بھی بری طرح سے اچھل پڑیں۔

”یہ تو کرنل درانی ہے“...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اسے تو ہم انتہائی زخمی حالت میں فاروقی ہسپتال چھوڑ کر آئے ہیں“...... کراسٹی نے کہا۔

"تو پھر یہ یہاں کیسے نظر آ رہا ہے اور یہ تو بالکل فریش معلوم ہو رہا ہے جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو"...... صالحہ نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"یہ کرنل درانی نہیں ہے"...... جولیا نے کہا تو وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"کیا مطلب۔ اگر یہ کرنل درانی نہیں ہے تو پھر کون ہے"۔ صالحہ نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کرنل درانی کے روپ میں ریڈ فلائی کا چیف ہے جس کا اصل نام کرنل ڈریمن ہے"...... جولیا نے کہا۔ جولیا کو چونکہ عمران نے کال کر کے ساری تفصیل بتا دی تھی اس لئے جولیا سمجھ گئی تھی کہ ماروتی کار میں دکھائی دینے والا کرنل درانی کون ہو سکتا ہے۔

"اوہ۔ تو یہ ایکشن ایجنٹوں کا سربراہ ہے لیکن یہ یہاں کیا کر رہا ہے"...... کراسٹی نے جولیا کی بات سن کر اسی طرح انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے کرنل درانی کے روپ میں یہ اپنے کسی خاص کام سے ہی نکلا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا ہم اسے یہاں سے اسی طرح جانے دیں گے جبکہ ہم جانتی ہیں کہ یہ ریڈ فلائی کا چیف ہے اور یہ اپنے ایکشن ایجنٹوں کے ساتھ پاکیشیا میں ملٹری سپیشل فورس کو نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ ایکشن ایجنٹ نہ سہی ان کا سربراہ ہی سہی۔ ہم اسے آسانی سے یہاں سے نہیں جانے دیں گے"...... جولیا نے کہا۔ کراسٹی نے اس سے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ جولیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھا لیا اور پھر وہ جلدی جلدی نمبر پریس کرنے لگی۔

"یس مس جولیا۔ صدیقی سپیکنگ"...... رابطہ ملتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"صدیقی ہم تمہارے بائیں جانب موجود ہیں۔ میری طرف دیکھو"...... جولیا نے کہا تو دوسری سڑک پر موجود صدیقی جو کار کی ڈرائیونگ کر رہا تھا، نے چونک کر سر گھمایا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی جولیا پر پڑیں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تو آپ بھی شہر بھر میں ایکشن ایجنٹوں کو ڈھونڈتی پھر رہی ہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم میری بات غور سے سنو۔ تمہارے آگے سفید رنگ کی ایک ماروتی کار موجود ہے۔ اسے دیکھو"...... جولیا نے کہا تو صدیقی نے سر ہلا کر ونڈ سکرین سے اپنے آگے والی گاڑی کی طرف دیکھا جس میں ایک شخص ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسرا عقبی سیٹ پر تھا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص کافی لمبا چوڑا اور مضبوط اعصاب کا مالک دکھائی دے رہا تھا اور اس کے جسم پر مخصوص فوجی یونیفارم تھی۔ اس کے کاندھے اوپر کی طرف اٹھے

ہوئے تھے اور اس کی گردن قدرے اکڑی ہوئی تھی جیسے وہ کوئی بڑا اور انتہائی مغرور قسم کا آفیسر ہو۔

''یہ تو کوئی فوجی آفیسر معلوم ہو رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ کرنل درانی ہے۔ ملٹری سپیشل فورس کا چیف''۔ جولیا نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے چونکہ سیل فون کا لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی بھی ملٹری سپیشل فورس کے چیف کا سن کر چونک پڑے۔

''ملٹری سپیشل فورس کا چیف''...... صدیقی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ لیکن یہ اصلی کرنل درانی نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی ایک بار پھر چونک پڑے۔

''میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں''......صدیقی نے جیسے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا نے عمران کی بتائی ہوئی ساری باتیں انہیں بتا دیں۔

''اوہ۔ تو یہ کرنل ڈریمن ہے ریڈ فلائی کا چیف''......صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم اس کے پیچھے رہو۔ آگے جا کر میں بھی کار موڑ کر تمہارے پیچھے لاتی ہوں۔ ہم خاموشی سے اس کا تعاقب کریں گے اور دیکھیں گے یہ کرنل درانی کے روپ میں کہاں جا رہا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کہیں''......صدیقی نے جواب دیا۔

''عمران نے بتایا تھا کہ یہ بے حد تیز اور ہوشیار انسان ہے۔ یہ اپنے سائے سے بھی بدکتا ہے۔ ہمیں انتہائی احتیاط سے اس کا تعاقب کرنا پڑے گا تاکہ اسے ذرہ بھر بھی شک نہ ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے ہے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ اس کے بڑوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ ہم اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔ میرے پاس انسٹنٹ ٹریکر ڈیوائس ہے۔ اگر وہ ڈیوائس کسی طرح سے کرنل درانی کی کار کے ساتھ لگا دی جائے تو پھر کرنل درانی کی کار جہاں بھی جائے گی ہم اسے ایک کمپیوٹرائزڈ سافٹ ویئر سے آسانی سے چیک کر سکتے ہیں۔ یہ ڈیوائس سو کلو میٹر کی رینج تک کام کرتی ہے۔ اس ڈیوائس کے لگنے کی وجہ سے ہمیں کار پر ڈائریکٹ نظر بھی نہیں رکھنی پڑے گی اور ہم آسانی سے اسے فالو کر سکیں گے''......صدیقی نے کہا۔

''گڈ شو۔ ابھی گاڑیاں پھنسی ہوئی ہیں۔ یہ کام ابھی کر لو تو زیادہ بہتر ہو گا''...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے سیل فون کا بھی لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے کراسٹی اور صالحہ بھی آسانی سے ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

''اوکے۔ میں نعمانی سے کہتا ہوں۔ یہ کام وہ آسانی سے کر لے گا''...... صدیقی نے جواب دیا اور جولیا نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے اپنا سیل فون کار کے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پھر

سرسری سے انداز میں کرنل درانی اور صدیقی کی کار کی طرف دیکھنے لگی۔ کرنل درانی کی کار کے آگے کئی گاڑیاں تھیں جو اب آہستہ آہستہ رینگ رہی تھیں۔ صدیقی نے کار سڑک پر روک کر بند کر لی تھی۔ اسی لمحے اس کی کار کے پچھلے حصے سے نعمانی اترا اور کار کی فرنٹ کی طرف آ گیا۔ وہ تینوں نعمانی کو آسانی سے دیکھ سکتی تھیں۔

صدیقی نے کار کا بونٹ والا بٹن کھینچ کر بونٹ کھول دیا تھا جیسے اچانک اس کی کار میں خرابی آ گئی ہو۔ نعمانی نے فرنٹ پر جا کر بونٹ اٹھایا اور غور سے کار کا انجن دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی کار مکینک ہو۔ چند لمحے وہ کار کا انجن دیکھتا رہا پھر اچانک جیسے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر نیچے گر گئی اور لڑھکتی ہوئی آگے موجود ماروتی کار کے نیچے چلی گئی۔ نعمانی تیزی سے کار کی جانب لپکا اور اس نے جھک کر ماروتی کار کے نیچے سے اپنی گری ہوئی چیز اٹھائی اور پھر جولیا، صالحہ اور کراسٹی نے نعمانی کا ہاتھ تیزی سے ماروتی کار کے بمپر کی طرف جاتے دیکھا۔ دوسرے لمحے نعمانی بڑے اطمینان بھرے انداز میں اٹھا اور دوبارہ اپنی کار کی جانب آ گیا۔ اس نے کار کے انجن پر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے ادھر ادھر ہاتھ مارے اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں کار کا بونٹ بند کیا اور اشارے سے صدیقی کو کار کا انجن سٹارٹ کرنے کو کہا۔ صدیقی نے اگنیشن میں چابی گھمائی تو کار کا انجن فوراً سٹارٹ ہو گیا۔

نعمانی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ کار کے

کھلے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گیا جو اس کے نکلنے کے بعد سے بدستور کھلا ہوا تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے کار میں بیٹھتے ہی صدیقی نے جولیا کی طرف دیکھا اور آئی کوڈ میں اشارہ کر دیا کہ کام ہو گیا ہے۔

”اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ کرنل ڈریمن ہمارے ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا ہے“...... جولیا نے صدیقی کا اشارہ دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا تو صالحہ اور کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کی کار کے آگے بھی خاصا رش تھا لیکن یہ ان کی قسمت ہی تھی کہ تھوڑا سا آگے جاتے ہی انہیں دوسری سڑک پر مڑنے کا ٹرن نظر آ گیا۔ جولیا نے راستہ دیکھ کر فوراً کار دوسری سڑک کی طرف موڑ لی۔ اب اس کی کار فور سٹار کی کار سے دس کاریں پیچھے تھی۔ جولیا نے ایک بار پھر صدیقی کو کال کی اور اسے بتا دیا کہ وہ اس سڑک پر آ گئی ہیں جہاں کرنل درانی اور ان کی کار موجود ہے۔ ٹریفک تقریباً بیس منٹ تک رینگتا رہا پھر انہوں نے ماروتی کار اور فور سٹارز کی کار مین سڑک کی جانب مڑتے دیکھیں۔

”یہ تو نائٹ وے کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے ہم آئی تھیں“...... کراسٹی نے کہا۔

”ہاں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جا کہاں رہا ہے“...... جولیا نے کہا۔ مین سڑک پر ماروتی کار تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی جبکہ صدیقی اپنی کار مناسب رفتار سے چلاتا ہوا لے جا رہا تھا۔ جولیا

بھی اپنی کار دو تین کاروں کو اوور ٹیک کرتے ہوئے صدیقی کی کار کے پیچھے لے آئی۔

ماروتی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی مضافات کی طرف جانے والی سڑک کی جانب مڑی تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''تو یہ شہر سے باہر جا رہا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''شہر سے باہر کہاں''...... کراسٹی نے پوچھا۔

''جب شہر سے باہر جائے گا تب ہی پتہ چلے گا''...... صالحہ نے کہا تو کراسٹی اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر چونکہ رش نہیں تھا اس لئے ماروتی کار اس سڑک پر اُڑی جا رہی تھی جبکہ صدیقی اسی رفتار سے کار ڈرائیو کر رہا تھا جیسے اسے کوئی جلدی نہ ہو۔ کچھ ہی دیر میں ماروتی کار مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کار کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھ کر جولیا کار آگے بڑھاتی ہوئی صدیقی کے کار کے پاس لے آئی۔ اب دونوں کاریں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھیں۔ جولیا، صالحہ اور کراسٹی نے دیکھا صدیقی کی ساتھ والی سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا جس کی گود میں ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر موجود تھا۔ کمپیوٹر آن تھا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ چوہان کار ٹریک کر رہا ہے۔ وہ جہاں

جائے گی ہمیں علم ہوتا رہے گا''...... صدیقی نے کار کی کھڑکی سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آگے جا کر سڑک خالی تھی اس لئے انہوں نے بھی اپنی کاروں کی رفتار بڑھا دی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ دونوں کاریں لے کر ایک متوازی سڑک کی طرف آ گئے جہاں دائیں بائیں میدانی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ابھی وہ اس متوازی سڑک پر کچھ آگے ہی گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں سڑک کے دائیں جانب ایک کار کھڑی دکھائی دی۔ اس کار کے دائیں جانب میدان میں سیاہ رنگ کی ایک اور کار الٹی ہوئی تھی۔ وہ سب ان دونوں کاروں کو دیکھ رہے تھے۔ پھر جیسے ہی ان کی نظریں سڑک پر کھڑی کار کی نمبر پلیٹ پر پڑیں وہ سب چونک پڑے۔ کیونکہ ان سب نے پہچان لیا تھا کہ وہ صفدر کی کار ہے۔

''یہ تو صفدر کی کار معلوم ہو رہی ہے''...... صالحہ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صدیقی نے بھی شاید صفدر کی کار پہچان لی تھی۔ اس نے کار کی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر جولیا کو کار سائیڈ پر کرنے کے لئے کہا اور خود بھی اپنی کار صفدر کی کار کے پیچھے لے آیا۔ اس نے کار روکی تو جولیا نے بھی اپنی کار اس کی کار کے پیچھے لے جا کر روک دی۔ پھر وہ سب ایک ساتھ کار سے نکل کر باہر آ گئے۔

"مس جولیا یہ صفدر کی کار ہے"...... چوہان نے تیزی سے جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے پہچان لیا ہے لیکن یہ الٹی ہوئی کار کس کی ہے اور صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کہاں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"دیکھتے ہیں"...... چوہان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے الٹی ہوئی کار کی جانب بڑھنے لگے۔ الٹی ہوئی کار کے کچھ فاصلے پر انہیں تین افراد پڑے ہوئے دکھائی دیئے جو بے حد زخمی دکھائی دے رہے تھے۔ ان زخمیوں کو دیکھ کر نہ صرف جولیا بلکہ وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو صفدر اور اس کے ساتھی معلوم ہو رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ یہ اس طرح زخمی کیوں پڑے ہوئے ہیں"...... جولیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ان تینوں زخمیوں کی جانب بھاگ پڑے جو ساکت پڑے ہوئے تھے۔

زخمیوں کے نزدیک جاتے ہی ان کے ہاتھ پاؤں بری طرح سے پھول گئے کیونکہ وہ واقعی صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل ہی تھے۔ تینوں کی حالت بے حد خراب تھی۔ ان کے جسم بری طرح سے زخمی دکھائی دے رہے تھے۔ تینوں کے گرد خون بکھرا ہوا تھا اور وہ ساکت پڑے ہوئے تھے۔

"کک۔ کک۔ کیا ہوا ہے انہیں"...... صالحہ نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کی حالت دیکھ کر کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تو شدید زخمی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے ان کے قریب کوئی بم پھٹا ہوا اور یہ اس بم کا شکار ہو گئے ہوں"...... خاور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ان تینوں پر جھپٹے۔ خاور، نعمانی اور صدیقی فوراً ان پر جھک گئے اور ان کے دلوں کی دھڑکن چیک کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نبض بھی چیک کرنے لگے اور پھر یہ دیکھ کر انہیں اطمینان ہو گیا کہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل شدید زخمی ضرور تھے لیکن ان کے سانس چل رہے تھے۔ وہ ابھی زندہ تھے۔

"یہ زندہ ہیں لیکن ان کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ اگر انہیں جلد سے جلد طبی امداد نہ دی گئی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے"۔ صدیقی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو اٹھاؤ۔ جلدی اٹھاؤ انہیں اور فوراً فاروقی ہسپتال لے چلو۔ جلدی کرو"...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں چیختے ہوئے انداز میں کہا تو ان تینوں نے فوراً صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو اٹھایا اور تیزی سے اپنی کاروں کی جانب دوڑتے چلے گئے۔

"رکو۔ تم ان تینوں کو میری کار میں ڈالو جلدی۔ میں انہیں اپنے ساتھ فاروقی ہسپتال لے جاؤں گی"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن مس جولیا"...... چوہان نے کہنا چاہا۔

"میں جو کہہ رہی ہوں وہ کرو نانسنس۔ انہیں میری کار میں ڈالو اور تم تینوں ریڈ فلائی کے چیف کے پیچھے جاؤ۔ اسے کسی بھی صورت

میں تمہارے ہاتھوں سے نہیں نکلنا چاہئے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ“ ......
جولیا نے اسی انداز میں کہا تو صدیقی، نعمانی اور خاور نے بے ہوش
اور زخمی صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو احتیاط کے ساتھ جولیا کی کار کی
عقبی سیٹ پر اس انداز میں ڈال دیا کہ وہ آسانی سے سیٹ پر سما
سکیں۔

”تم دونوں بھی ان کے ساتھ جاؤ۔ میں انہیں اکیلی ہی فاروقی
ہسپتال پہنچا دوں گی“...... جولیا نے کراسٹی اور صالحہ کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

”مم مم۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی“...... صالحہ نے صفدر کی
جانب تھرتھراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم آ جاؤ۔ کراسٹی تم ان کے ساتھ چلی جاؤ۔ ہو
سکتا ہے کہ کرنل ڈریمن کسی ایسی جگہ جا رہا ہو جہاں اس کے باقی
ساتھی بھی موجود ہوں۔ اس لئے ان سب کو گھیرنا بے حد ضروری
ہے“...... جولیا نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا اور
صالحہ فوری طور پر کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کو لے کر فاروقی ہسپتال
کی طرف روانہ ہو گئیں جبکہ کراسٹی فور سٹارز کے ساتھ آ گئی اور وہ
سب ایک بار پھر ریڈ فلائی کے تعاقب میں چل پڑے۔ صدیقی نے
کراسٹی کو سائیڈ والی سیٹ پر بٹھا لیا تھا جبکہ چوہان اپنا لیپ ٹاپ
لے کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔

”کہاں ہے ریڈ فلائی چیف کی کار“...... صدیقی نے کار آگے

بڑھاتے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر پوچھا تو چوہان نے اسے
شمالی پہاڑیوں کی طرف جانے والے ایک راستے کے بارے میں
بتانا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ لگتا ہے وہ شمالی پہاڑیوں کے دامن میں موجود اولڈ
فورٹ کی جانب جا رہے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”اولڈ فورٹ“...... کراسٹی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ شمالی پہاڑیوں میں ایک پرانا قلعہ ہے جو غیر آباد اور
ویران ہے۔ بعض شر پسند عناصر اسی قلعے کو ہی ٹھکانہ بنانے کی
کوشش کرتے ہیں۔ شاید ریڈ فلائی نے بھی اسی قلعے کو اپنا مسکن بنا
رکھا ہو“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”تب تو وہاں اس کے بے شمار ساتھی ہو سکتے ہیں“...... کراسٹی
نے کہا۔

”ظاہر ہے یہ جس اطمینان سے جا رہا ہے اس کا وہاں کوئی نہ
کوئی سیٹ اپ تو ہو گا ہی“...... صدیقی نے کہا۔

”اگر ان کے ساتھ ہمارا معرکہ ہوا تو کیا ہمارے پاس اتنا اسلحہ
ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں“...... کراسٹی نے پوچھا۔

”آپ بے فکر رہیں اگر قلعے میں ان کے ساتھ فوج بھی ہوئی
تو ہم ان کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں“...... صدیقی نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کراسٹی کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

”تمہارا اندازہ درست ہے۔ کرنل ڈریمن کی کار اولڈ فورٹ کی

طرف ہی جا رہی ہے''...... پیچھے بیٹھے ہوئے چوہان نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''گڈ۔ اب ہم اولڈ فورٹ میں عقبی راستے سے جائیں گے اور کوشش کریں گے کہ اولڈ فورٹ میں کسی ایسے راستے سے داخل ہوں کہ کرنل ڈریمن اور اس کے ساتھیوں کو وہاں ہمارے پہنچنے کا علم ہی نہ ہو سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''مجھے شمالی پہاڑیوں میں موجود ایک ایسے خفیہ راستے کا پتہ ہے جو سیدھا اولڈ فورٹ کی طرف جاتا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ کہاں سے جاتا ہے وہ راستہ''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہمیں اولڈ فورٹ کے جنوب کی طرف ہنگری پہاڑیوں کی طرف جانا ہو گا۔ ان پہاڑیوں میں ایک پہاڑی ایسی بھی ہے جس میں ایک بڑا غار ہے جو دوسری بہت سی پہاڑیوں سے نکلتا ہوا سیدھا اولڈ فورٹ میں جاتا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''کتنا طویل ہے وہ غار''...... خاور نے پوچھا۔

''میرے اندازے کے مطابق وہ غار دس سے بارہ کلو میٹر طویل تو ضرور ہو گا''...... نعمانی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا اس غار میں ہم کار سمیت جا سکتے ہیں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ غار کافی کھلا ہے اور سپاٹ ہے البتہ غار کی زمین

ناہموار ہے لیکن پھر بھی ہم اس میں کار کے ذریعے بھی سفر کر سکتے ہیں''...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم اس غار کے راستے سے ہی اولڈ فورٹ میں جائیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ نقشہ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ ہنگری پہاڑیاں کس طرف موجود ہیں''...... چوہان نے لیپ ٹاپ کا رخ نعمانی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ لیپ ٹاپ پر ایک بڑا سا نقشہ پھیلا ہوا تھا جو شمالی علاقے کا تھا۔ نعمانی نے نقشہ غور سے دیکھا اور پھر وہ سکرین پر انگلی رکھ کر چوہان کو بتانے لگا کہ ہنگری پہاڑیوں کی طرف کون سے راستے جاتے ہیں۔ چوہان نے ان راستوں کے بارے میں صدیقی کو بتانا شروع کر دیا اور صدیقی نے ہنگری پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستوں کی طرف کار دوڑانی شروع کر دی۔

کرنل ڈریمن نے غصے سے لیپ ٹاپ کمپیوٹر بند کیا اور اسے اپنے ساتھ سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا۔

''کیا ہوا''...... اسے غصے میں دیکھ کر ریمنڈ گراس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا جو کار تیز رفتاری سے شمالی پہاڑیوں کی طرف بھگائے لے جا رہا تھا۔ اس نے بیک ویو مرر میں کرنل ڈریمن کو لیپ ٹاپ بند کرتے اور غصے سے سرخ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

''عمران اور اس کا ساتھی سرخ مکھیوں کا شکار ہونے سے بچ نکلے ہیں''...... کرنل ڈریمن نے غصیلے لہجے میں کہا تو ریمنڈ گراس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''سرخ مکھیوں سے بچ نکلے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ انہیں تو آپ نے ایکوئم لائٹ سے ساکت کر دیا تھا۔ پھر وہ اتنی جلدی ایکوئم لائٹ کے اثر سے باہر کیسے آ گئے اور انہوں نے سرخ

مکھیوں کو اپنے جسم سے الگ کیسے کیا ہے۔ آپ نے تو کہا تھا کہ سرخ مکھیاں اس وقت تک اپنے شکار کو نہیں چھوڑتیں جب تک وہ انسانی رگوں سے خون کا ایک ایک قطرہ نہ نچوڑ لیں''...... ریمنڈ گراس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ایسا ہی کہا تھا لیکن عمران کا دماغ میری سوچوں سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک انسان ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی تھی جو میں نے اس پر سرخ مکھیاں چھوڑنے سے پہلے اسے بتا دیا تھا کہ میں نے اسے اور اس کے ساتھی کو ایکوئم لائٹ سے مفلوج کیا ہے۔ عمران کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہو گی۔ اسے معلوم ہو گا کہ ایکوئم لائٹ کے اثر سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس نے وہی طریقہ استعمال کیا اور نہ صرف خود حرکت میں آ گیا بلکہ اپنے ساتھی کو بھی حرکت میں لے آیا۔ عمران کے پاس ایک لائیٹر کی شکل میں بے ہوشی کی گیس سپرے کرنے والا گین تھا۔ اس نے فوری طور پر اس سپرے سے کام لیتے ہوئے اپنے اور اپنے ساتھی کے جسم سے چمٹی ہوئی مکھیاں بے ہوش کر دی تھیں اور پھر اس کے ساتھی نے میری سرخ مکھیوں کو جو بے ہوش تھیں پیروں تلے کچل دیا۔ ان سرخ مکھیوں میں چند ایسی مکھیاں بھی موجود تھیں جو مشینی تھیں ان مشینی مکھیوں پر مائیکرو کیمرے بھی لگے ہوئے تھے۔ میں نے یہی دیکھنے کے لئے اپنا سسٹم آن کیا تھا کہ دیکھوں عمران اور اس کے ساتھیوں کا سرخ مکھیوں نے کیا حشر کیا

ہے تاکہ سرخ مکھیوں کو میں واپس اپنے پاس بلا سکوں لیکن وہ سب کی سب ماری گئی ہیں اور عمران کے ساتھی نے ان مشینی مکھیوں کو بھی پیروں تلے کچل دیا ہے جن سے میں ان سب کو دیکھ سکتا تھا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''تو کیا عمران اور اس کا ساتھی سرخ مکھیوں کے زہر سے بھی بچ جائیں گے جو ان کے جسموں میں سرایت کر چکا ہے''۔ ریمنڈ گراس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ایسا ہونا تو نہیں چاہئے۔ لیکن چونکہ سرخ مکھیوں کا زہر سریع الاثر نہیں ہوتا اس لئے ممکن ہے کہ عمران اس کا بھی کوئی توڑ کر لے''...... کرنل ڈریمن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تب تو وہ دونوں ہمارے پیچھے آنے میں دیر نہیں لگائیں گے''...... ریمنڈ گراس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''آنے دو۔ اب میں انہیں دیکھتے ہی گولیاں مار دوں گا''۔ کرنل ڈریمن نے غرا کر کہا۔ کار شمالی علاقے کی طرف جانے والے راستے کی طرف دوڑ رہی تھی۔ کرنل ڈریمن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور پھر اس نے سیل فون کے چند بٹن پریس کر کے اسے جدید اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں کنورٹ کیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔ فریکوئنسی سیٹ کرتے ہی اس نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے دوسری طرف مسلسل کال دینی شروع کر دی۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹیرم کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ریڈ فلائی چیف بول رہا ہوں''...... کرنل ڈریمن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ یہ ٹرانسمیٹر چونکہ سیل فون سے منسلک تھا اور سیل فون میں مائیک اور سپیکر ایک ساتھ لگے ہوتے ہیں اس لئے اس ٹرانسمیٹر میں بار بار اوور کہنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی تھی۔

''اوہ۔ یس چیف۔ حکم''...... کرنل ڈریمن کی آواز سنتے ہی ٹیرم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو تم دونوں اور کیا کر رہے ہو''...... کرنل ڈریمن نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا تو دوسری طرف سے ٹیرم اسے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کرنے لگا جسے سن کر کرنل ڈریمن کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''حیرت ہے۔ اگر تم ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئے تھے تو تم تمہیں چاہئے تھا کہ تم اس کا ہیڈ کوارٹر ہی اُڑا دیتے۔ نہ رہتا ایکسٹو اور نہ رہتا عمران''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''ہمارا ارادہ تو یہی تھا چیف لیکن اس وقت ہمارے پاس اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ نہیں تھا۔ وہ عمارت ہماری سوچوں سے بھی بڑی تھی۔ وہاں ایکسٹو نے جو حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے ہم نے وہ بھی وقتی طور پر معطل کئے تھے۔ ایکسٹو اور عمران عمارت کے آپریشن

روم سے ہمیں نقصان پہنچا سکتے تھے اس لئے ہم نے وہاں سے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ اگر آپ کہیں تو ہم یہ کام اب بھی کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے ساتھ طاقتور میزائل لے جائیں گے اور ایکسٹو کو عمارت سمیت ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گے''...... ٹیرم نے کہا۔

''نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے۔ میں نے بلیک بک حاصل کر لی ہے۔ اب بس مجھے ان چار فارن ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے جنہوں نے میجر راشد کے ساتھ اسرائیلی میزائل اسٹیشن تباہ کیا تھا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ گڈ شو۔ یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے کہ آپ کو بلیک بک مل گئی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میجر راشد کے چار ساتھی کہاں چھپے ہوئے ہیں''...... ٹیرم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کرنل درانی کی رہائش گاہ پر گیا تھا وہاں سے مجھے کرنل درانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک ڈائری ملی تھی جس میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ اس نے ایجنٹوں کو کہاں چھپایا ہوا ہے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... ٹیرم نے پوچھا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... کرنل ڈریمن نے پوچھا تو ٹیرم نے اسے بتایا کہ وہ شمالی علاقے کے کس حصے میں موجود ہے اور یہاں

کیا واقعہ پیش آ رہا ہے۔

''اوکے۔ اتفاق سے میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ تم دونوں سڑک کے کنارے آ جاؤ۔ میں تم دونوں کو راستے سے پک کر لوں گا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''آپ جس کار میں آ رہے ہیں۔ اس کا ماڈل رنگ اور نمبر بتا دیں تاکہ ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو کیونکہ آپ نے بتایا ہے کہ آپ ریمنڈ گراس کے ساتھ ہیں اور آپ نے کرنل درانی کا میک اپ کر رکھا ہے اور آپ کی کار کے شیشے بھی بلائنڈ ہیں''...... ٹیرم نے کہا تو کرنل ڈریمن نے اسے کار کا رنگ، ماڈل اور نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔

تھوڑی ہی دیر میں کار ٹھیک اس جگہ پہنچ گئی جہاں ٹیرم اور جیرم کی کار الٹی ہوئی تھی اور سڑک کے کنارے پر ایک اور کار موجود تھی۔ کرنل ڈریمن کے کہنے پر ریمنڈ گراس نے اپنی کار سڑک کے کنارے لے جا کر روک دی۔ جیسے ہی اس نے کار روکی، ٹیرم اور جیرم کار کے پیچھے سے نکلے اور تیز تیز چلتے ہوئے اس کار کے پاس آ گئے۔ انہیں دیکھ کر ریمنڈ گراس نے فوراً کار کے ڈیش بورڈ سے اپنا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

''یہ ٹیرم اور جیرم ہیں۔ آنے دو انہیں''...... کرنل ڈریمن نے ریمنڈ گراس کو ڈیش بورڈ سے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر کہا تو ریمنڈ گراس نے اثبات میں سر ہلا کر مشین پسٹل دوبارہ ڈیش بورڈ میں

رکھ لیا اور اس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ جیرم اس کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹیرم کو کرنل ڈریمن نے اپنے ساتھ پچھلی سیٹ پر بٹھا لیا اور ریمنڈ گراس نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ان تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا"...... کرنل ڈریمن نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹیرم سے مخاطب ہو کر پوچھا جس نے اسے تفصیل بتا دی تھی کہ ان کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ممبر لگے تھے جنہیں انہوں نے ہلاک کر دیا ہے۔

"یس چیف۔ ہم ان کی شکلیں دیکھتے ہی پہچان گئے تھے کہ وہ کون ہیں۔ ہم نے پرل پیلس میں جو دھماکہ کیا تھا وہاں ہم کافی دیر رکے رہے تھے۔ یہی تین افراد اچانک ہی وہاں آ گئے تھے جبکہ ہمارا خیال تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے انتظار کے لئے ہمیں وہاں کافی دیر رکنا پڑے گا اور پھر ہمارے لئے یہ مسئلہ بھی تھا کہ ممکن ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران دھماکہ ہونے والے مقام پر نہ آئیں۔ ہم نے ایک کوشش کی تھی اور ہماری کوشش کامیاب ہو گئی تھی اور یہ تینوں وہاں پہنچ گئے۔ ہم نے انہیں اپنے پیچھے لگا لیا تھا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم انہیں کسی سنسان راستے پر گھیر کر ہلاک کر دیں تا کہ پوری سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگ جائے۔ لیکن یہ ہم سے زیادہ تیز بننے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے پیچھے سے ہی ہٹ کرتے ہوئے ہماری کار الٹا دی تھی۔

اگر ہم نے کار میں حفاظتی سسٹم آن نہ کر رکھا ہوتا تو جس طرح سے انہوں نے ہماری کار کو ٹکریں مار کر الٹایا تھا ہم دونوں میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچتا۔ ہم نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا تھا اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حاوی ہو جاتے میں نے ان پر ہینڈ گرنیڈ پھینک دیا جس سے وہ تینوں ہلاک ہو گئے تھے"...... ٹیرم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم دونوں کی یہی پلاننگ تھی کہ تم دونوں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے دوڑائے رکھو تا کہ میں اپنا کام آسانی سے کرتا رہوں۔ تم دونوں بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہو اور میں بھی۔ میں نے بلیک بک بھی حاصل کر لی ہے اور ان چار ایجنٹوں کا بھی پتہ چلا لیا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ اب بس ہمیں ان چاروں کو ہلاک کرنا ہے پھر ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا اور ہم فوراً یہاں سے نکل جائیں گے"...... کرنل ڈریمن نے کہا تو ٹیرم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران تیزی سے کار دوڑاتا ہوا شمالی پہاڑیوں میں داخل ہوا اور پھر وہ کار کو مختلف راستوں اور پہاڑیوں کے پیچھے سے گھماتا ہوا اس طرف لے گیا جہاں ایک پرانا قلعہ بنا ہوا تھا۔

عمران نے کار ایک پہاڑی کے عقب میں روکی اور پھر وہ کار سے نکل آیا۔ اسے کار سے نکلتے دیکھ کر ٹائیگر بھی کار سے نکل آیا۔

عمران نے کار کی سیٹ ہٹا کر اس کے نیچے رکھا ہوا اسلحہ نکالا اور اسے اپنی جیبوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اس نے ایک مشین پسٹل، راڈز بم اور اس کے چند فالتو میگزین اور ایک منی میزائل گن نکال کر ٹائیگر کو بھی دے دی۔

اس نے اپنی جیب میں بھی مشین پسٹل، منی میزائل گن اور چند راڈز بم رکھے تھے تاکہ ضرورت کے وقت اس کے کام آ سکیں۔

عمران نے کار کے ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور اسے

کھول کر اس میں سے دو سفید رنگ کی گولیاں نکال کر منہ میں ڈال لیں اور انہیں چوسنے لگا۔ دو گولیاں اس نے ٹائیگر کو بھی نکال کر دے دیں۔

"یہ گولیاں منہ میں ڈال لو۔ ان گولیوں کے چوستے رہنے سے ہم پر نہ تو کسی زہریلی گیس کا کوئی اثر ہو گا اور نہ ہی کسی ایسی ریز کا جو ہمیں مفلوج اور بے ہوش کر سکے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے گولیاں لیں اور منہ میں ڈال کر انہیں چوسنے لگا۔

"آؤ۔ اب ذرا کرنل ڈریمن چیف آف ریڈ فلائی کی مزاج پُرسی کر لیں"...... عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا۔ عمران نے سیٹ کے نیچے سے ایک چھوٹی مگر انتہائی طاقتور ٹیلی سکوپ نکالی اور آگے بڑھ کر ایک چٹان کی آڑ سے میدانی علاقے میں موجود قلعے کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔ لیکن وہاں خاموشی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں کوئی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عمران نے ٹیلی سکوپ آنکھوں سے ہٹائی اور پھر اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے قلعے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ قلعہ کی طرف جانے والے راستے میں جگہ جگہ چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ قلعے کے ارد گرد جھاڑیاں تھیں۔ وہ دونوں چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جھاڑیوں کے نزدیک جاتے

ہی وہ جھکے جھکے انداز میں قلعے کی جانب بڑھنے لگے۔

ان کے سامنے قلعے کا بڑا سا پھاٹک تھا جو بند تھا۔ قلعے کی طرف بڑھتے ہوئے عمران بار بار قلعے کا ٹیلی سکوپ سے جائزہ لے رہا تھا لیکن اسے ابھی تک وہاں کوئی خطرہ دکھائی نہیں دیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ گیٹ کے قریب پہنچ گئے۔ گیٹ کے پاس ایک کار کے ٹائروں کے نشان دیکھ کر عمران کی پیشانی پر لاتعداد سلوٹیں آ گئیں۔

''ہونہہ۔ تو کرنل ڈریمن یہاں پہنچ چکا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے وہ ہم سے پہلے نکلا تھا۔ وہ راستے میں بھی ہمیں کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ اس لئے لامحالہ اس کا یہاں پہنچنا ضروری تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آؤ۔ ہمیں جلد اندر پہنچنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کرنل درانی نے اپنے چاروں ایجنٹوں کو انڈر گراؤنڈ ریڈ سیل میں رکھا ہو گا۔ وہی ایک سیکرٹ اور محفوظ جگہ ہے جہاں کرنل ڈریمن انہیں آسانی سے تلاش نہیں کر سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا ہم اس گیٹ سے اندر جائیں گے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم گیٹ کھول کر اندر گئے تو کرنل ڈریمن کو ہماری آمد کا علم ہو جائے گا۔ وہ بے حد کائیاں انسان ہے۔ اسے اگر یہاں

ملٹری سپیشل فورس کے ایجنٹ نہ ملے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس پورے قلعے کو ہی تباہ کرنے کا پروگرام بنا لے۔ میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ گیٹ کے ساتھ قلعے کی سائیڈ کی دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ قلعے کی حالت انتہائی سالخوردہ تھی۔ قلعے کی پرانی اور چھوٹی چھوٹی اینٹیں جگہ جگہ سے نکلی ہوئی تھیں اور دیواریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں۔ دیوار کے پاس جا کر عمران نے ایک ٹوٹی ہوئی اینٹ پکڑی اور اوپر اٹھتا چلا گیا۔ وہ ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور دیوار میں بنے ہوئے سوراخوں میں ہاتھ پاؤں پھنساتا ہوا تیزی سے اوپر چڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ دیوار کے آدھے حصے تک پہنچ گیا تو ٹائیگر نے بھی اس کی تقلید کرنا شروع کر دی وہ بھی اس کے انداز میں دیوار کے اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔

یہ دیوار قلعے کی چھت تک جاتی تھی جو کافی بلندی پر تھی لیکن عمران اور ٹائیگر دیوار سے لگے چھپکلیوں کی طرح تیزی سے اوپر چڑھتے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں قلعے کی چھت پر تھے۔ چھت خالی تھی۔ عمران اور ٹائیگر تیزی سے دوڑتے ہوئے چھت کے اس حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں ایک بڑا سا زینہ بنا ہوا تھا جو نیچے جاتا تھا۔

زینے کے پاس جا کر عمران ایک لمحے کے لئے رکا اس نے

جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر احتیاط سے سر نکال کر زینے کی طرف دیکھنے لگا۔ ٹائیگر نے پہلے ہی اپنا مشین پسٹل ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

"کوئی نہیں ہے۔ آجاؤ"...... عمران نے خالی زینہ دیکھ کر کہا اور پھر وہ مشین پسٹل لئے زینے پر آیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر زینہ اترنا شروع ہو گیا۔ ٹائیگر بھی زینے پر آیا اور وہ بھی عمران کے پیچھے زینہ اترنے لگا۔ زینہ اتر کر وہ دونوں ایک راہداری میں آئے اور پھر خالی راہداری دیکھ کر وہ تیزی سے سامنے والے حصے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ دونوں کوشش کر رہے تھے کہ ان کے بھاگنے سے ان کے پیروں کی آواز پیدا نہ ہو سکے۔

راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے برآمدے میں آئے۔ جیسے ہی وہ برآمدے میں آئے اسی لمحے سائیڈ سے اچانک دو فائر ہوئے اور ان دونوں کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکلتے چلے گئے۔ مشین پسٹل ہاتھوں سے نکلتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اس طرف پلٹے جس طرف سے فائر ہوئے تھے اور پھر عمران وہاں ٹیرم اور جیرم کو دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ٹیرم اور جیرم کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنا چہرہ سیاہ کر رکھا تھا اور دوسرے نے سفید۔ البتہ ان کے خد و خال ایک جیسے تھے۔ ان دونوں کے ہونٹوں پر انتہائی طنز آمیز مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"ویلکم ان اولڈ فورٹ مسٹر علی عمران، ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) سفید چہرے والے شخص نے کہا جو جیرم تھا۔

"تو تم دونوں شیطان بھی یہیں موجود ہو"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم تو کہیں اور جانے والے تھے لیکن راستے میں ہمیں ہمارا چیف مل گیا تو وہ ہمیں اپنے ساتھ یہاں لے آیا تھا۔ چیف نے بتایا تھا کہ تم اور تمہارا یہ ساتھی یہاں آنے والے ہیں اس لئے ہم تمہارے انتظار میں یہاں آ گئے تا کہ تمہارا شاندار استقبال کر سکیں"...... ٹیرم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"استقبال کرنے کے لئے ہمیں چاہئے تو یہ تھا کہ ہم سات سات گولیاں چلا کر تمہیں سلامی دیتے۔ سات گولیوں کی سلامی تمہیں اور سات تمہارے ساتھی کے لئے۔ لیکن ہم نے ابھی ایک ایک گولی چلانے پر ہی اکتفا کیا ہے"...... جیرم نے کہا۔

"کیوں ایک ایک گولی پر کیوں اکتفا کیا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وجہ تو کوئی نہیں ہے۔ ہم تم سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے اس لئے ہم فوری طور پر تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے تھے"...... ٹیرم نے کہا تو عمران کے دماغ میں سنسناہٹ ہونا شروع ہو گئی۔ ان کے پوچھنے کے انداز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ وہ لامحالہ ایکسٹو کے سلسلے میں اس سے کوئی بات کرنا

چاہتے تھے اور عمران کو اس بات کی پریشانی تھی کہ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا اور وہ ٹائیگر کے سامنے ٹیرم اور جیرم کو ایکسٹو کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو لیکن میں تمہاری کسی بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ تم چاہو تو مجھے اپنے مشین پسٹل سے چھ گولیوں کی سلامی دے سکتے ہو"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چھ گولیوں کی سلامی کا مطلب جانتے ہو تم"...... ٹیرم نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا۔ تم جانتے ہو تو بتا دو"...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا تاکہ وہ ٹائیگر کے سامنے کوئی اور بات کر ہی نہ سکیں۔

"ہم نے تم پر ایک ایک گولی چلائی ہے۔ باقی چھ چھ گولیاں ہم تمہارے جسموں میں اتار دیں گے اس طرح سے ہماری سلامی پوری ہو گی۔ بولو۔ کر دیں تمہیں ہلاک"...... جیرم نے کہا۔

"ہلاک کرنے سے پہلے مجھے اور میرے ساتھی کو ہمارے کفن دفن کا خرچہ ضرور دے دینا ورنہ ایسا نہ ہو کہ یہاں ہماری لاشیں بے یار و مددگار پڑی رہیں اور بجائے دفن ہونے کے ہم کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن جائیں"...... عمران نے کہا۔

"لاشیں تو تمہاری کیڑے مکوڑے ہی کھائیں گے۔ اسی طرح

جس طرح ہم تمہارے تین ساتھیوں کی لاشیں شمالی علاقے کے ایک میدان میں کیڑے مکوڑوں کے کھانے کے لئے چھوڑ آئے ہیں"...... ٹیرم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میرے کن ساتھیوں کی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ہم نے اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جو فائل دیکھی تھی اس کے مطابق ان تینوں کے نام کیپٹن شکیل، صفدر سعید اور تنویر ہونے چاہئیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے نام کچھ اور ہوں"...... ٹیرم نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا کیا ہے تم نے ان تینوں کے ساتھ"...... عمران نے غرا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ہم نے ان پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا جس سے ان کے چیتھڑے اُڑ گئے تھے اور تو کچھ نہیں کیا تھا ہم نے ان کے ساتھ"...... جیرم نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور ہینڈ گرنیڈ سے تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کے چیتھڑے اُڑنے کا سن کر عمران کا دل جیسے رک گیا۔

"اگر یہ سچ ہے تو پھر تم دونوں کا انجام بے حد عبرتناک ہو گا میں تم دونوں کو اس قدر بھیانک موت سے ہمکنار کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روحیں، بدروحیں بن کر تڑپتی اور چیختی

رہیں گے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہماری نہیں اپنی موت کی فکر کرو عمران۔ تمہارا کیا خیال ہے تم ہمارے سامنے ہو اور ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے''...... جیرم نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کرنل ڈریمن کہاں ہے''...... عمران نے جیسے اس کی بات پر توجہ دیئے بغیر پوچھا۔

''وہ نیچے تہہ خانوں میں ہے جہاں ملٹری سپیشل فورس کے چار فارن ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں ان کا خاتمہ کرنے کے لئے گیا ہے''...... ٹیرم نے جواب دیا تو عمران غرا کر رہ گیا۔

''کیا اس کے ساتھ ریمنڈ گراس بھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تم ریمنڈ گراس کے بارے میں کیسے جانتے ہو''...... ٹیرم نے چونک کر پوچھا۔

''میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ تم سے جو پوچھا ہے مجھے اس کا جواب دو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہم تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کے پابند نہیں ہیں''۔ جیرم نے بھی جواباً منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سیدھی طرح باس کے سوال کا جواب دو ورنہ......'' ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا کر لو گے تم''...... جیرم نے اسے گھور کر اسی

کے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

''میں تم دونوں کے ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور غصے سے مٹھیاں بھینچتا ہوا ان کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ٹیرم نے اچانک فائرنگ کر دی۔ اسے فائرنگ کرتے دیکھ کر ٹائیگر وہیں رک گیا۔ ٹیرم نے جان بوجھ کر ٹائیگر کے پیروں کے پاس فائرنگ کی تھی جیسے اس کا مقصد بھی اسے آگے بڑھنے سے روکنا کا ہی ہو۔

''اگلی بار گولیاں تمہارے سینے پر پڑیں گی''...... ٹیرم نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختے ہوئے اچھل کر پیچھے جا گرا۔ اسے ٹائیگر کی طرف متوجہ دیکھ کر عمران نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی تھی اور اس کی ٹانگیں پوری قوت سے ٹیرم کے سینے پر پڑی تھیں۔ جیرم جو ٹیرم کے ساتھ ہی کھڑا تھا اس نے عمران کو ٹیرم پر حملہ کرتے دیکھ کر قدرے پیچھے ہٹ کر عمران پر فائرنگ کرنی چاہی لیکن عمران نے ٹیرم کو ٹانگوں کی ضرب لگاتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور وہ پلٹ کر جیرم پر آ پڑا اور اسے لے کر گرتا چلا گیا۔

عمران کو ٹیرم اور جیرم پر حملہ کرتے دیکھ کر ٹائیگر بھی حرکت میں آ گیا وہ چھلانگ لگا کر ٹیرم کے پاس آیا۔ اس کی ٹانگ چلی اور ٹیرم کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلتا چلا گیا۔ ٹیرم نے اچھل کر ٹائیگر کو دبوچنے کے لئے ہاتھ پھیلائے ہی تھے کہ ٹائیگر نے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے جھک کر اسے پہلوؤں سے پکڑتے ہوئے ایک

جھٹکے سے اوپر اٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے اوپر کی طرف اٹھے۔ دوسرے لمحے ٹیرم اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ٹائیگر اسے اٹھا کر پیچھے پھینکتے ہی پلٹ کر ایک بار پھر اس کی جانب بڑھا۔

ادھر نیچے گرتے جیرم نے اپنے اوپر گرے ہوئے عمران کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا اور پھر اس کا ایک بھرپور پنچ جیرم کی ناک پر پڑا۔ جیرم کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور اس کی ناک سے خون کا فوارا سا چھوٹ پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کو زور سے دھکا دے کر نیچے گرایا اور تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیرم بھی کروٹیں بدلتا ہوا ایک جگہ رکا اور پھر وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ انتہائی وحشت زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ ناک سے نکلنے والا خون نہ صرف اس کے چہرے پر پھیل گیا تھا بلکہ اس کی گردن سے ہوتا ہوا اس کے سینے پر پھیلتا جا رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے بازو کی آستین سے ناک صاف کر رہا تھا اور عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ چند لمحے وہ عمران کو تیز اور خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ انتہائی جارحانہ انداز میں عمران کی جانب بڑھا۔ ابھی وہ اچھل کر عمران پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو ہی رہا تھا کہ اسی لمحے ایک طرف سے بھاگتے ہوئے

قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں سن کر وہ بری طرح سے چونک پڑا اس نے پلٹ کر دیکھا تو کرنل ڈریمن جو کرنل درانی کے روپ میں تھا اور اس کے ساتھ ریمنڈ گراس تھا اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔

''رک جاؤ۔ بند کرو لڑائی''...... کرنل ڈریمن نے بھاگ کر اس طرف آتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر ٹیرم اور ٹائیگر بھی رک گئے جو ایک دوسرے پر موت بن کر چھائے ہوئے تھے۔ کرنل ڈریمن تیزی سے بھاگتا ہوا ان کے پاس آ گیا اور وہ عمران کی جانب انتہائی خوفناک نظروں سے گھورنے لگا۔

''تو تم یہاں تک پہنچ گئے ہو''...... کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ تم مجھے سرخ مکھیوں سے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے''...... عمران نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تو یہی سمجھا تھا اگر مجھے ذرا سا بھی شک ہوتا کہ تم ایکوئم لائٹ کا راز جانتے ہو اور تم اس سے خود کو نارمل کر سکتے ہو تو میں تم پر سرخ مکھیاں چھوڑنے کی بجائے تمہیں ڈائریکٹ گولیاں مار کر ہلاک کر دیتا''...... کرنل ڈریمن نے سرد لہجے میں کہا۔

''اسے تم اپنی خوش قسمتی سمجھو کرنل ڈریمن کہ میرے ساتھی نے تمہاری زہریلی سرخ مکھیوں کو پیروں تلے کچل کر ہلاک کر دیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتیں تو میں تمہارے جسم پر میلاک رس لگا کر ساری

مکھیاں تم پر اور تمہارے ایکشن ایجنٹوں پر چھوڑ دیتا میں اس وقت تک تمہارے جسموں پر میلاک رس ٹپکاتا رہتا جب تک سرخ مکھیاں تمہارے جسموں سے سارا گوشت نہ نوچ لیتیں''...... عمران نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''تم نے میری سرخ مکھیوں کو ہلاک کر کے میرا بہت بڑا نقصان کیا ہے عمران۔ ان میں چند سرخ مکھیاں ایسی بھی تھیں جو مشینی تھیں میں انہی مشینی مکھیوں سے باقی مکھیوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ لیکن تم نے سب ختم کر دیا ہے۔ میں تم سے اس کا بھی انتقام لوں گا لیکن اس سے پہلے کہ میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں یہ بتاؤ۔ اس قلعے میں وہ کون سی خفیہ جگہ ہے جہاں کرنل درانی نے اپنے سیکرٹ ایجنٹوں کو چھپا رکھا ہے''...... کرنل ڈریمن نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم ابھی تک انہیں ڈھونڈ نہیں سکے ہو''...... عمران نے کہا۔ کرنل ڈریمن کی بات سن کر اس کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ مجھے اس بات کا تو یقین ہے کہ وہ چاروں یہیں کہیں موجود ہیں لیکن میں کوشش کے باوجود وہ خفیہ جگہ نہیں ڈھونڈ سکا ہوں جہاں وہ چاروں چھپے ہوئے ہیں۔ کرنل درانی کی ڈائری میں صرف اسی بات کا ذکر ہے کہ ملٹری سپیشل فورس کے چاروں فارن ایجنٹ اولڈ فورٹ کے سیکرٹ روم میں موجود ہیں لیکن وہ روم کہاں

ہے اس کا کرنل درانی نے اپنی ڈائری میں کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ کرنل درانی نے ڈائری میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس سیکرٹ روم کے بارے میں تم بھی جانتے ہو۔ یہاں فائرنگ کی آواز سن کر مجھے شک ہوا کہ یقیناً تم ہی آئے ہو گے اور تمہاری اور ایکشن ایجنٹوں کی ٹھن گئی ہو گی اسی لئے میں تہہ خانوں سے نکل کر بھاگتا ہوا یہاں آیا تھا کہ کہیں ایکشن ایجنٹ تمہیں یہ بتانے سے پہلے ہلاک نہ کر دیں کہ ملٹری سپیشل فورس کے ایجنٹ اولڈ فورٹ کے کس خفیہ حصے میں موجود ہیں''...... کرنل ڈریمن رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ان کے بارے میں پوچھو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا کہ وہ کہاں ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں بتاؤ گے تو میرے پاس دوسرا آپشن بھی موجود ہے۔ میں نے دوسرے آپشن پر بھی کام کر لیا ہے۔ یہ دیکھو''...... کرنل ڈریمن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈی چارجر نکال کر عمران کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ ڈی چارجر دیکھ کر عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''میں نے تہہ خانے اور قلعے کے متعدد حصوں میں میگا پلس بم لگا دیئے ہیں جن کا لنک اس ڈی چارجر کے ساتھ ہے۔ جیسے ہی میں ڈی چارجر کا ایک بٹن پریس کروں گا سب کے سب بم ایک ساتھ بلاسٹ ہو جائیں گے اور یہ سارا قلعہ تنکوں کی طرح بکھر

جائے گا۔ پھر سیکرٹ ایجنٹ چاہے قلعے کی زمین کی تہہ میں ہی کیوں نہ چھپے ہوئے ہوں وہ اس تباہی سے نہیں بچ سکیں گے اور قلعے کے ساتھ ان کے بھی ٹکڑے اُڑ جائیں گے''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تم نے یہ سب انتظام کر لیا ہے تو پھر تم مجھ سے سیکرٹ روم کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میں اپنا کام اپنے ہاتھوں سے پورا کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان چاروں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں اور اس بات کی تصدیق بھی ہو جائے کہ وہ چاروں وہی ایجنٹ ہیں جو میجر راشد کے ساتھ اسرائیل میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے میزائل اسٹیشن کو تباہ کیا تھا''...... کرنل ڈریمن نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں اس بات پر شک ہے کہ کرنل درانی نے یہاں ان چاروں سیکرٹ ایجنٹوں کی جگہ کسی اور کو چھپا رکھا ہو گا''۔ عمران نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کرنل درانی اس قدر سیدھا نہیں ہو سکتا کہ وہ اس قدر اہم راز والی ڈائری اپنی میز کی دراز میں رکھ چھوڑے جبکہ اسے اس بات کا بھی علم ہو چکا تھا کہ میں اور میرے ایکشن ایجنٹ اس کے ایجنٹوں کی تاک میں ہیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کرنل درانی نے جان بوجھ کر یہ ڈائری وہاں رکھی ہوئی تھی تا کہ اگر میں یا

میرے ایکشن ایجنٹ وہاں پہنچیں تو ان کے ہاتھ یہ ڈائری لگ جائے اور ہم یہی سمجھتے رہیں کہ اس نے چاروں سیکرٹ ایجنٹوں کو اسی قلعے میں چھپا رکھا ہے۔ پہلے تو ڈائری دیکھ کر میں بھی یہی سمجھا تھا لیکن یہاں آ کر جب میں نے دوبارہ ڈائری دیکھی تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ ڈائری نئی ہے اور اس پر جتنے بھی صفحے تحریر کئے گئے ہیں وہ ایک ہی وقت میں اور تسلسل کے ساتھ بیٹھ کر لکھے گئے ہیں۔ اس ڈائری میں تمہارا نام بھی شامل کیا گیا ہے جس سے مجھے سازش کی بو آنی شروع ہو گئی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ڈائری تمہارے کہنے پر اور تمہاری ہی مرضی پر کرنل درانی نے لکھ کر اپنے پاس رکھی ہو''...... کرنل ڈریمن نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرنل ڈریمن۔ یہ ڈائری کرنل درانی نے میرے کہنے پر ہی تحریر کی تھی اور اس سے جو میں نے کہا تھا وہی اس نے لکھا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ ڈائری تمہارے یا پھر تمہارے ایکشن ایجنٹوں کے ہاتھ آ جائے اور تم سب اس قلعے میں پہنچ جاؤ تا کہ میں یہاں تمہیں گھیرنے کی تیاری کر سکوں۔ میرا اس قلعے میں تمہارے خلاف جال پھیلانے کا پروگرام تھا لیکن اس سے پہلے ہی تم کرنل درانی کی رہائش گاہ پہنچ گئے اور وہاں سے ڈائری لے کر نکل گئے۔ اگر تم نے مجھے مفلوج کر کے یہ نہ بھی بتایا ہوتا کہ تم ملٹری سپیشل فورس کے چاروں ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اولڈ

فورٹ جا رہے ہو تب بھی میں یہاں پہنچ جاتا کیونکہ میں جانتا تھا
کہ کرنل درانی کی جگہ لے کر تم پہلے میجر راشد کے گھر جا کر بلیک
بک تلاش کرو گے۔ اس کے بعد تم لامحالہ سیکرٹ ایجنٹوں کو ہلاک
کرنے کے لئے اولڈ فورٹ میں پہنچو گے اور دیکھ لو نہ چاہتے
ہوئے بھی تم میرے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئے ہو اور اپنے
ایکشن ایجنٹوں کے ساتھ اس قلعے میں موجود ہو“۔ عمران نے کہا تو
کرنل ڈریمن غرا کر رہ گیا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ چاروں ایجنٹ یہاں نہیں
ہیں۔ یہ ڈائری تم نے اور کرنل درانی نے مجھے ڈاج دینے کے لئے
بنائی تھی“...... کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے مسکرا کر کہا اور اسے مسکراتے دیکھ کر کرنل
ڈریمن کا جیسے خون کھول اٹھا۔

”اگر وہ چاروں ایجنٹ یہاں نہیں ہیں تو کہاں ہیں“...... کرنل
ڈریمن نے اسی انداز میں پوچھا۔

”انہیں ان کے اپنے ہی گھروں میں رہنے کا پابند کر دیا گیا تھا
اور ہر طرف یہی تاثر پیدا کر دیا گیا تھا کہ ان چاروں کو کرنل درانی
نے انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے“...... عمران نے جواب دیا تو کرنل
ڈریمن غصے سے جبڑے بھینچنا شروع ہو گیا۔

”ہونہہ۔ وہ جہاں بھی ہیں میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔
انہیں ہر حال میں ہلاک ہونا ہو گا اور وہ بھی میرے ہاتھوں“۔ کرنل

ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔

”میرے ہاتھوں سے زندہ بچو گے تو تم ان کے خلاف کچھ کرو
گے کرنل ڈریمن۔ تم نے اور تمہارے ایکشن ایجنٹوں نے یہاں جو
کچھ کیا ہے تمہارا کیا خیال ہے اب میں تمہیں یہاں سے آسانی
سے جانے دوں گا“...... عمران نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

”مجھے اور میرے ایکشن ایجنٹوں کو روکنے کی تمہاری اوقات نہیں
ہے عمران۔ سرخ مکھیوں سے تو تم نے خود کو اور اپنے ساتھی کو بچا لیا
تھا لیکن اب میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک
کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو ہلاک کر کے تمہاری لاشوں کے
اپنے سامنے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرا دوں“...... کرنل ڈریمن نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے ایکوئم لائٹ فائر کرنے والا مخصوص ریوالور نکال
لیا۔ اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر انتہائی طنز آمیز
مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اپنا یہ کھلونا واپس اپنی جیب میں ڈال لو کرنل ڈریمن۔ ہر بار
ایک ہی ہتھیار سے شکار نہیں کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ڈریمن کے چہرے کے عضلات غصے
سے پھڑکنا شروع ہو گئے۔ ساتھ ہی اس نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔
نال سے تیز روشنی نکل کر عمران پر پڑی اور کرنل ڈریمن نے عمران کو
یکلخت ساکت ہوتے دیکھا۔ عمران کو اس طرح ساکت ہوتے دیکھ
کر ٹائیگر حیران رہ گیا تھا۔ قلعے میں آنے سے پہلے عمران نے

گیس اور ہر قسم کی ریز سے بچنے والی گولیاں خود بھی کھائی تھیں اور اسے بھی کھلائی تھیں۔ عمران کے کہنے کے مطابق ان گولیوں کے کھانے سے نہ تو ان پر کسی زہریلی گیس کا اثر ہو سکتا تھا اور نہ ہی ایکویم لائٹ کا لیکن اس کے باوجود کرنل ڈریمن کے ٹریگر دباتے ہی عمران یوں ساکت ہو گیا جیسے واقعی وہ ایک بار پھر پتھر کا بت بن گیا ہو۔ اسے اس طرح ساکت ہوتے دیکھ کر کرنل ڈریمن کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ تمہاری سوچ ہو گی عمران کہ ایک ہتھیار سے دوبارہ شکار نہیں کیا جا سکتا جبکہ میں ایک ہتھیار سے کئی بار شکار کرنا جانتا ہوں''۔ کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا اس نے ٹائیگر کی طرف ریوالور کا رخ کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

جولیا آندھی اور طوفان کی طرف کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کو کار میں لئے فاروقی ہسپتال کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔ وہ بار بار انتہائی تشویش بھری نظروں سے پلٹ پلٹ کر ان تینوں کی جانب دیکھ رہی تھی جن کے رنگ خون زیادہ نکلنے کی وجہ سے زرد پڑتے جا رہے تھے۔

ان کے زرد ہوتے ہوئے رنگ دیکھ کر جولیا کا دل بیٹھتا جا رہا تھا اور وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے دل ہی دل میں ان تینوں کی زندگی اور صحت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ ان تینوں کی نازک حالت دیکھ کر صالحہ کی اپنی حالت بھی خراب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بے حد ڈری ڈری اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے بدلتے ہوئے رنگ دیکھ کر اسے بھی اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"جلدی کرو جولیا۔ ان کی حالت بہت خراب ہے۔ اگر ہم نے انہیں جلد سے جلد ہسپتال نہ پہنچایا تو انہیں کچھ بھی ہو سکتا ہے"۔ صالحہ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں ہو گا انہیں۔ تم الٹی سیدھی باتیں کرنے کی بجائے ان کے لئے خیر کی دعا مانگو"...... جولیا نے غرا کر کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ شدید پریشانی میں مبتلا ہونے کے باوجود وہ انتہائی تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ اس کی کار شمالی علاقے سے نکل کر شہری حدود میں داخل ہو گئی تھی۔ شہری سڑکوں پر کافی رش تھا لیکن جولیا رش کی پرواہ کئے بغیر کار تیزی سے دوڑائے لئے جا رہی تھی۔ وہ ارد گرد موجود گاڑیوں کو اوور ٹیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی پرواہ نہیں کر رہی تھی کہ وہ کار ون وے پر دوڑا رہی ہے۔

جولیا کی تیز رفتار کار جب سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتی ہوئی زائیں کی آواز کے ساتھ گزرتی تھی تو گاڑیوں میں موجود افراد اس گاڑی کی رفتار دیکھ کر سہم جاتے تھے اور بے اختیار یا تو ان کی گاڑیاں دائیں بائیں ہو جاتیں یا پھر ان کی رفتار میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی تھی۔

جولیا کی کار چونکہ ٹریفک اصولوں کے خلاف شہری سڑکوں پر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اس لئے کئی ٹریفک سارجنٹ اپنی موبائل گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔ وہ

سائرن بجاتے ہوئے تیزی سے جولیا کی کار کے پیچھے آ رہے تھے لیکن جولیا کو بھلا ان کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ کار روکے بغیر تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ایک دو بار تو ٹریفک سارجنٹس کی موبائل گاڑیوں نے اس کے مقابل آ کر اس کی کار دبانے کی بھی کوشش کی تھی لیکن جولیا بھلا آسانی سے کہاں ان کے قابو میں آنے والی تھی وہ ان گاڑیوں کو ڈاج دے کر تیزی سے آگے نکل جاتی اور پھر وہ کار کو دوسری گاڑیوں کے آگے پیچھے سے گھماتی ہوئی اس قدر آگے چلی جاتی کہ سارجنٹس کی موبائل گاڑیاں اس سے کافی پیچھے رہ جاتیں۔

"ٹریفک پولیس تو ہمارے پیچھے ہی پڑ گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ آگے سے بھی ہمیں گھیرنے کی کوشش کریں۔ جلد سے جلد اس سڑک سے نکلو"...... صالحہ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ میری گرد بھی نہیں پا سکیں گے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ کار دوڑاتی ہوئی سڑک کے آخری حصے میں آئی ہی تھی کہ اسی لمحے اسے سامنے سے دو مزید ٹریفک موبائل گاڑیاں اس طرف آتی دکھائی دیں۔ وہ گاڑیاں دائیں بائیں موجود دوسری گاڑیوں کو تیزی سے ایک طرف ہٹا رہی تھیں۔ پھر جیسے ہی ان موبائل گاڑیوں نے جولیا کی کار کو اس طرف آتے دیکھا انہوں نے فوراً اپنی گاڑیاں بیچ سڑک میں ترچھی کر کے کھڑی کر دیں۔

"انہوں نے ہمارا راستہ بلاک کر دیا ہے"...... صالحہ نے پریشانی

کے عالم میں کہا۔

"کرنے دو۔ میں کہاں رکنے والی ہوں۔ ان سے زیادہ مجھے اپنے ساتھیوں کی جانوں کی فکر ہے"...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ پولیس موبائل گاڑیوں کو سامنے دیکھ کر اس کے دائیں بائیں موجود گاڑیوں کی رفتار یکلخت کم ہو گئی تھی اور کئی گاڑیاں دائیں بائیں ہوگئی تھی۔ جولیا نے گیئر بدلا اور پھر اس نے کار کے سپیڈ پیڈل پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا۔

سامنے ترچھی کھڑی موبائل گاڑیوں میں چار چار ٹریفک سارجنٹس موجود تھے جو اسی کی کار کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے اس کار کی رفتار میں اضافہ ہوتے دیکھا ان کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے فوراً اپنی گاڑیاں پیچھے ہٹا دیں۔

انہوں نے ابھی اپنی گاڑیاں پیچھے ہٹائی ہی تھیں کہ جولیا کی کار زائیں کی آواز کے ساتھ ان کے کاروں کے درمیان سے نکلتی چلی گئی۔ اگر ٹریفک پولیس اپنی گاڑیاں ہٹانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر کرتے تو جولیا کی کار ان کی دونوں کاروں سے بری طرح سے ٹکرا جاتی۔

جولیا کی کار آگے نکلی ہی تھی کہ دونوں کاریں تیزی سے مڑیں اور جولیا کی کار کے پیچھے لگ گئی لیکن تب تک جولیا ان کی پہنچ سے کافی دور پہنچ گئی تھی۔ جولیا نے کار آگے لے جاتے ہی کار مختلف سڑکوں پر موڑنی شروع کر دی۔ کبھی کار لے کر وہ عام بازار میں

گھس جاتی اور کبھی کسی عام سی گلی میں۔ اسی طرح مختلف بازاروں اور گلیوں سے کار گزارتی ہوئی وہ آگے موجود ایک مین روڈ پر آ گئی اور پھر اس نے کار کو ایک بار پھر فل سپیڈ سے فاروقی ہسپتال کی طرف دوڑانا شروع کر دیا۔

مختلف بازاروں اور گلیوں میں جانے کی وجہ سے اس کی جان ٹریفک پولیس سے چھوٹ گئی تھی۔ وہ انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اگلے پندرہ منٹ میں اس کی کار فاروقی ہسپتال میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے کار فاروقی ہسپتال کے مین ڈور کے سامنے روکی اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اسے تیز رفتاری سے کار اندر لاتے دیکھ کر ہسپتال کے باہر موجود افراد بری طرح سے چونک پڑے۔

کار سے نکلتے ہی جولیا رکے بغیر تیزی سے مین ڈور کی جانب بھاگتی چلی گئی۔ مین ڈور پر اسے دربان نے روکنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اسے پیچھے دھکیلا اور ڈور کھول کر اندر داخل ہوگئی اور پھر وہ سامنے موجود استقبالیہ کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے ہسپتال کے اندرونی حصے کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ مختلف راہداریوں سے گزرتی ہوئی وہ تیزی سے ڈاکٹر فاروقی کے آفس کے پاس آئی اور پھر وہ رکے بغیر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ ڈاکٹر فاروقی اتفاق سے اپنے آفس میں ہی موجود تھے۔ جولیا کو اس طرح تیزی سے اندر آتے دیکھ کر وہ بری طرح سے

چونک پڑے۔

''ارے مس شاہینہ آپ''...... ڈاکٹر فاروقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کا ڈاکٹر فاروقی سے الگ الگ ناموں سے تعارف کرا رکھا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ سب کس محکمے سے تعلق رکھتے ہیں اس کے لئے عمران اور سر سلطان کا حوالہ ہی کافی تھا کہ اس ہسپتال میں آنے والے افراد ملک کے لئے کس قدر اہمیت کے حامل ہو سکتے تھے۔ ڈاکٹر فاروقی چونکہ جولیا کو شاہینہ کے نام سے جانتے تھے اس لئے وہ جولیا کو اس طرح اچانک اپنے کمرے میں آتے دیکھ کر چونک پڑے تھے۔

''یس ڈاکٹر فاروقی۔ میں آپ کے لئے ایک اور ایمرجنسی لے کر آئی ہوں۔ میری کار میں تین ایسے شخص ہیں جن پر ہینڈ گرنیڈ سے حملہ کیا گیا ہے۔ ان کی حالت بہت خراب ہے۔ تینوں کا بہت خون بہہ چکا ہے۔ براہ کرم انہیں جلد سے جلد ہسپتال کے اندر لانے کا بندوبست کریں اور جیسے بھی ہو ان کی ٹریٹمنٹ کریں اور انہیں موت کے منہ سے نکالنے کی کوشش کریں''...... جولیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ تینوں''...... ڈاکٹر فاروقی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ان کے بارے میں، میں آپ کو یہی بتا سکتی ہوں کہ وہ ملک

وقوم کی اہم ہستیاں ہیں جنہیں اگر کچھ ہو گیا تو ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ وہ کون ہیں ان کے بارے میں آپ کو یا تو عمران بتا دے گا یا پھر سیکرٹری خارجہ سر سلطان۔ آپ پلیز وقت ضائع نہ کریں اور جلد سے جلد انہیں طبی امداد بہم پہنچائیں''۔ جولیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... ڈاکٹر فاروقی نے ملک کی اہم ہستیوں کا سن کر فوراً اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ جولیا اور ڈاکٹر فاروقی ایک ساتھ کمرے سے نکلے اور تیز تیز چلتے ہوئے ہسپتال سے باہر آ گئے۔ باہر آنے سے پہلے ڈاکٹر فاروقی نے ہسپتال کے عملے سے تین سٹریچر باہر لانے کے لئے کہا تھا۔ باہر صالحہ انتہائی بے چینی کے عالم میں جولیا کا انتظار کر رہی تھی۔ جولیا کو ڈاکٹر فاروقی کے ساتھ باہر آتے دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی۔

''ان تینوں کی نبضیں ڈوبتی جا رہی ہیں اور ان کا خون بھی نہیں رک رہا ہے''...... صالحہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔ ڈاکٹر فاروقی ان کی کار کے پاس آئے۔ انہوں نے کار میں موجود زخمیوں کو دیکھا تو ان کی پیشانی پر بھی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ یہ تو شدید زخمی ہیں۔ جلدی کرو۔ انہیں اٹھا کر فوراً او۔ٹی میں لے چلو۔ ہری اپ''...... ڈاکٹر فاروقی نے پہلے بڑبڑا کر

اور پھر کار سے ہٹ کر اپنے ساتھ آئے ہوئے وارڈ بوائز سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ وارڈ بوائز فوراً آگے بڑھے اور انہوں نے کار سے تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کو احتیاط سے نکال کر سٹریچرز پر ڈالنا شروع کر دیا اور پھر وہ انہیں لئے تیزی سے ہسپتال کے اندر دوڑتے چلے گئے۔ ڈاکٹر فاروقی، جولیا اور صالحہ بھی تیزی سے ان کے ساتھ جا رہے تھے۔

وارڈ بوائز ان تینوں کو سپیشل آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔ ڈاکٹر فاروقی نے جولیا اور صالحہ کو تسلی دے کر باہر ہی رکنے کے لئے کہا اور وہ خود بھی آپریشن روم میں چلے گئے۔ جولیا اور صالحہ کے رنگ بھی اس طرح سے سفید پڑ رہے تھے جیسے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کی طرح وہ بھی شدید زخمی ہوں اور ان کے جسموں سے بھی سارا خون نچڑ گیا ہو۔

''وہ تینوں بچ تو جائیں گے نا''...... صالحہ نے جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے امید بھرے اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا انہیں۔ تم بس اللہ سے ان کی زندگی کی دعا کرو''...... جولیا نے کہا۔

''مم مم۔ میں دعا کے سوا ان کے لئے اور کر بھی کیا سکتی ہوں''...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ دونوں انتہائی بے چینی کے عالم میں آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہلنا شروع ہو گئیں۔ آپریشن تھیٹر کا دروازہ بند تھا اور دروازے کے

اوپر ایمرجنسی والا ریڈ بلب روشن ہو گیا تھا جس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر فاروقی فوری طور پر ان تینوں کے آپریشن کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔

جولیا اور صالحہ کی حالت ایسی تھی کہ اُن کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو جاتیں اور وہ اپنی آنکھوں کے سامنے ان تینوں کے آپریشن ہوتے ہوئے دیکھتیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا جولیا اور صالحہ کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ دونوں انتہائی پریشانی کے عالم میں دروازے اور دروازے کے اوپر لگے ہوئے سرخ بلب کو دیکھ رہی تھیں۔ نہ سرخ بلب بجھنے کا نام لے رہا تھا اور نہ ہی دروازہ کھل رہا تھا۔

تقریباً دو گھنٹوں کے بعد آخر دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر آپریشن روم سے باہر نکلتا دکھائی دیا۔ ڈاکٹر نے گرین ماسک لگا رکھا تھا اور اس کے جسم پر گرین ایپرن بھی تھا۔ اسے باہر نکلتے دیکھ کر جولیا اور صالحہ انتہائی بے چینی کے عالم میں اس کی جانب لپکیں۔

''کیا ان تین زخمیوں کے ساتھ آپ ہیں''...... ڈاکٹر نے انہیں قریب آتے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں۔ کیسے ہیں وہ تینوں اور ڈاکٹر فاروقی کہاں ہیں''۔ جولیا نے بے چینی سے پوچھا۔

''ان کی حالت انتہائی نازک ہے۔ ہم ان کا آپریشن کر رہے ہیں۔ ان کے جسموں سے چونکہ کافی خون نکل چکا ہے اس لئے

انہیں خون کی ضرورت ہے کیا آپ ان کے لئے خون کی بوتلوں کا انتظام کرسکتی ہیں''...... ڈاکٹر نے پوچھا۔

''ان کے خون کا گروپ کون سا ہے اور انہیں خون کی کتنی بوتلیں چاہئیں''...... صالحہ نے فوراً پوچھا۔

''دو افراد کے خون کا گروپ تو او نیگیٹو ہے جبکہ ایک شخص کو او پازیٹو چاہئے اور ان کے لئے اگر دو دو بوتلیں خون کی مل جائیں تو کافی ہوں گی''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''کیا ہسپتال کے بلڈ بنک میں یہ خون دستیاب ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ڈاکٹر فاروقی نے بلڈ بنک کال کی تھی لیکن بلڈ بنک میں دونوں گروپس کا خون نہیں ہے۔ اسی لئے انہوں نے مجھے باہر بھیجا ہے کہ آپ جلد سے جلد ان گروپس کے خون کا بندوبست کریں''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''میرا خون او نیگیٹو ہے۔ میں دو افراد کو اپنا خون دے سکتی ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

'' اور میرا خون او پازیٹو ہے۔ میں بھی اپنا خون دے سکتی ہوں''...... جولیا نے فوراً کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ آپ یہیں رکیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو بتا کر آتا ہوں''...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ دوبارہ اندر چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ واپس آ گیا۔

ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ آپ کو خون دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی ایک اور ہسپتال میں بات ہو گئی ہے۔ وہاں دونوں گروپس کا خون موجود ہے جو فوری طور پر یہاں لایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر انہیں مزید خون کی ضرورت ہوئی تو پھر وہ آپ سے کہیں گے''...... ڈاکٹر نے کہا اور وہ پھر وہ ان دونوں کا جواب سنے بغیر واپس آپریشن روم میں چلا گیا۔

خون ملنے کا سن کر دونوں کے چہروں پر اطمینان آ گیا تھا۔ کافی دیر بعد ڈاکٹر فاروقی آپریشن روم سے باہر آ گئے۔ جولیا اور صالحہ امید بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگیں۔ ڈاکٹر فاروقی نے بھی سبز ایپرن پہن رکھا تھا اور ان کے چہرے پر سبز رنگ کا ہی ماسک تھا۔ آپریشن روم سے باہر آتے ہوئے انہوں نے چہرے سے ماسک اتارا تو جولیا اور صالحہ نے ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دیکھے۔

''کیا وہ تینوں ٹھیک ہیں''...... جولیا نے ڈاکٹر فاروقی کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے ان پر۔ دیکھنے میں تو ان کے زخم بے حد گہرے اور خطرناک دکھائی دے رہے تھے لیکن لگتا ہے کہ یہ تینوں بم بلاسٹنگ والی جگہ سے کچھ دور تھے۔ البتہ بم کے پریشر نے شاید انہیں اچھال دیا تھا جس سے یہ زخمی ہوئے تھے۔

ان کے زخم گہرے نہیں ہیں لیکن خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے ان کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ اب انہیں خون دیا جا چکا ہے اس لئے وہ تینوں خیریت سے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی صحت یاب بھی ہو جائیں گے“...... ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان کی بات سن کر جولیا اور صالحہ کے جسموں میں سکون کی لہریں سی بھرتی چلی گئیں۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل موت کو شکست دے کر زندگی کی طرف لوٹ آئے تھے اس سے بڑھ کر ان کے لئے خوشخبری اور کیا ہو سکتی تھی۔ دونوں کی آنکھیں بے اختیار بند ہو گئیں اور وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا شروع ہو گئیں جس نے واقعی ان تینوں کو اس قدر نازک صورتحال میں بھی موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا تھا۔

”اور اس صاحب کا کیا حال ہے جسے ہم پہلے لائی تھیں“۔ جولیا نے ڈاکٹر فاروقی سے کرنل درانی کے بارے میں پوچھا۔

”وہ بھی ٹھیک ہے۔ اس کے جسم میں زہریلا مواد تھا جسے ہم نے نکال دیا تھا البتہ اس کے زخم زیادہ ہیں اس لئے اسے کچھ روز تک یہیں رہنا پڑے گا لیکن بہرحال اس کی بھی جان بچ گئی ہے“...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور وہ ایک بار پھر اللہ کا شکر بجا لانے میں مصروف ہو گئی۔

عمران اور اس کے ساتھی کو ساکت دیکھ کر ٹیرم اور جیرم کے ہونٹوں پر بھی انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے مشین پسٹل اٹھا لئے۔

”اڑا دو انہیں۔ اپنے مشین پسٹل کے میگزین ان پر خالی کر دو“...... انہیں مشین پسٹل اٹھاتے دیکھ کر کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

”یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم“...... ٹیرم اور جیرم نے ایک ساتھ کہا۔ وہ آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک انہوں نے عمران کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوتے دیکھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر نہ صرف ٹیرم اور جیرم بلکہ ریمنڈ گراس اور کرنل ڈریمن بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ مسکرا کیوں رہا ہے۔ اسے تو

ایکوئم لائٹ سے مفلوج ہو جانا چاہئے تھا''...... ریمنڈ گراس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل ڈریمن نے ٹیرم اور جیرم کو پھر پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔ کرنل ڈریمن ایکوئم لائٹ والی گن لے کر ایک بار پھر عمران کے سامنے آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر گن کا رخ عمران کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ گن سے پھر روشنی نکل کر عمران پر پڑی لیکن عمران کی مسکراہٹ میں کوئی کمی نہ آئی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی البتہ وہ اسی طرح ساکت تھا جیسے وہ سوائے مسکرانے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا ہو۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایکوئم لائٹ سے تو تمہارا سارا جسم مفلوج ہو جانا چاہئے پھر تم اس طرح مسکرا کیسے سکتے ہو''...... کرنل ڈریمن نے عمران کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''مسکراہٹ تو مسکراہٹ ہے۔ یہ تو پتھر کے بتوں کے ہونٹوں پر بھی آ جاتی ہے۔ میں تو پھر ایک جیتا جاگتا انسان ہوں۔ اگر مفلوج ہونے کے باوجود میں مسکرا رہا ہوں تو تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کی آواز سن کر کرنل ڈریمن اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی جانب یوں دیکھنا شروع ہو گیا جیسے عمران کسی دوسری دنیا کا انسان ہو۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا واقعی تم پر ایکوئم لائٹ کا کوئی

اثر نہیں ہوا ہے''...... کرنل ڈریمن نے اس بار ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہوا ہے۔ ہوا کیوں نہیں۔ دیکھ لو میں ابھی تک ساکت کھڑا ہوں اور میرے ساتھی کے جسم میں بھی کوئی حرکت نہیں ہے یہ الگ بات ہے کہ میں اور میرا ساتھی مفلوج ہونے کی اداکاری کر رہے ہیں۔ میں تو اپنی مرضی سے اس طرح ساکت ہوا تھا لیکن میرا ساتھی میرے اشارے پر ہوا تھا۔ اصل میں ہم دونوں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتے تھے کہ تم نے ہم پر ایکوئم لائٹ فائر کی اور اس کا ہم پر اثر ہی نہیں ہوا''...... عمران نے یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور اسے حرکت کرتے دیکھ کر کرنل ڈریمن اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں۔ عمران نے قلعے میں آنے سے پہلے جو اینٹی گولیاں کھائی تھیں ان گولیوں کی وجہ سے اس پر اور ٹائیگر پر واقعی ایکوئم لائٹ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ ٹائیگر جب حیرت سے عمران کو ساکت ہوتے دیکھ رہا تھا تو عمران نے آئی کوڈ سے اسے بھی ایسی ہی اداکاری کرنے کا کہا تھا کہ جب کرنل ڈریمن اس پر ایکوئم لائٹ فائر کرے تو وہ یوں ساکت ہو جائے جیسے واقعی اس پر ایکوئم لائٹ کا اثر ہو گیا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اس طرح سے کیسے حرکت کر سکتے ہو۔ تم پر ایکوئم لائٹ نے اثر کیوں نہیں کیا۔ میں نے ایک بار نہیں تم پر دو بار ایکوئم لائٹ فائر کی تھی''...... کرنل ڈریمن نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ایک ہی ہتھیار سے بار بار شکار نہیں کیا جا سکتا اور خاص طور پر کسی شیر کا شکار۔ اب تم میری بات نہیں مان رہے تھے تو میں نے کہا کہ چلو تم نہیں تو میں ہی تمہاری بات مان لوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا تم نے اور تمہارے ساتھی نے ایکوئم لائٹ سے بچنے کا کوئی انتظام کر رکھا ہے۔ کیا تم دونوں نے اس لائٹ کی اینٹی ٹبلٹس لے رکھی ہیں''...... کرنل ڈریمن نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''خاصے عقلمند ہو۔ میں تو سمجھتا تھا کہ شاید تمہاری کھوپڑی کا اوپر والا حصہ بالکل خالی ہے لیکن لگتا ہے تمہاری کھوپڑی میں کچھ نہ کچھ ضرور ہے چاہے وہ بھوسہ ہی کیوں نہ ہو''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تو میرے یہ بازو ہی کافی ہیں''...... کرنل ڈریمن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنا پسٹل ایک طرف اچھالا اور اچھل کر عمران کے سامنے آ گیا۔ اس نے دونوں مٹھیاں بھینچ لی تھیں اور وہ عمران کی جانب یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ واقعی اب عمران کا خود مقابلہ کر کے اسے مات دینا چاہتا ہو۔ عمران اس کا لڑنے کا موڈ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

''اب میری اور عمران کی فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ تم میں سے کوئی ہمارے بیچ میں نہیں آئے گا''...... کرنل ڈریمن نے عمران سے

نظریں ہٹائے بغیر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے جملہ مکمل کرتے ہی عمران پر پوری قوت سے چھلانگ لگا دی۔ عمران پہلے سے ہی اس حملے کے لئے تیار تھا اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا لیکن کرنل ڈریمن کوئی عام ایجنٹ نہیں تھا وہ اسرائیلی ریڈ فلائی کا چیف تھا اور اسرائیل کی کسی بھی ایجنسی کا چیف اسے ہی بنایا جاتا تھا جو ہر کام کا ماسٹر ہو۔

کرنل ڈریمن کا جسم حیرت انگیز انداز میں مڑا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے عمران کو چھاپ لیا۔ وہ عمران کو لئے ہوئے فرش پر گرا ہی تھا کہ اس کا جسم ایک بار پھر فضا میں اچھلا اور اس نے دونوں گھٹنے جوڑ کر عمران کے پیٹ پر فیصلہ کن انداز میں مارنے چاہے۔ لیکن اس کے اوپر اچھلتے ہی عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے سمٹیں اور اس کا نچلا جسم کرنل ڈریمن کی ضرب کی حد سے نکل گیا اور وہ ایک سائیڈ پر کھسک گیا۔ کرنل ڈریمن نے اپنے گھٹنے پوری قوت سے فرش سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے اضطراری طور پر جسم پھیلا دیا اور اسی لمحے عمران کی دونوں ٹانگیں کرنل ڈریمن کی گردن میں کسی آہنی شکنجے کی طرح فٹ ہو گئیں۔

کرنل دریمن کی گردن کے گرد ٹانگیں ڈالتے ہی عمران ایک زور دار جھٹکے سے اچھلا۔ وہ کرنل ڈریمن کے جسم کو پوری طرح داؤ میں لانے کے لئے اسے اپنی ٹانگوں کے ساتھ گھما دینا چاہتا تھا لیکن

کرنل ڈریمن نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور نہ صرف عمران کی ٹانگوں سے اپنی گردن چھڑا لی بلکہ وہ عمران کو انتہائی خوفناک داؤ میں بھی پھنسانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے دونوں پیر عمران کے سر کے پیچھے فرش پر جم گئے تھے اور اس کا پورا جسم عمران کے سر کی طرف دوہری ہوئی ٹانگوں کے اوپر پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس قدر خوفناک داؤ تھا کہ ایک ہی جھٹکے سے وہ عمران کی ریڑھ کی ہڈی توڑ سکتا تھا اور بظاہر اس خوفناک داؤ کا کوئی توڑ نہیں تھا۔

کرنل ڈریمن نے جیسے ہی محسوس کیا کہ عمران اس کے ڈیڈ لاک میں پھنس گیا ہے تو اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھٹکا۔ اگر اس کا مقابلہ عمران کی بجائے کسی اور سے ہوتا تو اب تک یقیناً اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی لیکن عمران تو عمران تھا اس کا مقابلہ کرنا کسی کے لئے اس قدر آسان کیسے ہو سکتا تھا۔ کرنل ڈریمن نے جیسے ہی ڈیڈ لاک کا فیصلہ کن جھٹکا دیا عمران نے اپنے نچلے اور دوہرے ہوئے جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف جھکاتے ہوئے جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید اور قوت سے بھرپور تھا کہ کرنل ڈریمن کسی گیند کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس انداز میں جیسے کھڑا ہوا آدمی بے اختیار لڑکھڑا جاتا ہے۔ اسی لمحے عمران جمناسٹک کا ماہرانہ مظاہرہ کرتا ہوا فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے تھے۔

"داؤ تو اچھا کھیلا تھا تم نے کرنل ڈریمن لیکن تم نے فائنل جھٹکا

لگانے میں دیر لگا دی تھی۔ ایسے موقعوں پر دیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ پانسہ پلٹ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈریمن نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دانت کچکچاتے ہوئے عمران پر ایک بار پھر چھلانگ لگا دی۔ اس کی آنکھیں جنگلی بھیڑیئے کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے عمران کو ڈاج دینے کی پوری کوشش کی اور حملہ کرتے ہوئے جیسے ہی اس کا جسم عمران کے قریب پہنچا اس نے نہ صرف اپنے جسم کو ایک لمحے کے لئے روک لیا بلکہ وہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور گھومتے ہوئے اس نے اپنا ایک بازو سمیٹتے ہوئے اپنی کہنی سے عمران کے پہلو میں انتہائی خوفناک وار کر دیا۔ اگر یہ کہنی ٹھیک اسی انداز میں عمران کی پسلیوں پر پڑتی تو عمران کے لئے شاید دوسرا سانس لینا بھی محال ہو جاتا۔ لیکن عمران بھلا ایسے داؤ میں کیسے آ جاتا۔

کرنل ڈریمن کو مخصوص انداز میں گھومتے دیکھ کر عمران کا جسم اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ کرنل ڈریمن کی دوسری کلائی پر پڑا اور دوسرے لمحے کرنل ڈریمن کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر دو قدم سائیڈ پر چلا گیا۔

ٹائیگر اور کرنل ڈریمن کے ساتھی سائیڈ میں کھڑے ان دونوں کی خوفناک فائٹ دیکھ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو ماسٹر فائٹر ایک دوسرے کے مقابل ہوں اور اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں

گے جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک مارا نہ جاتا۔

عمران نے گھومتے ہوئے کرنل ڈریمن کی کلائی پکڑی تھی اس لئے کرنل ڈریمن کے بازو کو ایک زور دار جھٹکا لگا لیکن کرنل ڈریمن فوراً ہی واپسی کے رخ پر گھوم گیا۔ اس طرح نہ صرف اس کی کلائی عمران کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ اس کے کاندھے کا جوڑ بھی اکھڑنے سے بچ گیا جسے عمران نے پوری قوت سے جھٹکا دے کر اکھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس کوشش میں کرنل ڈریمن محض کراہ کر سائیڈ میں ہٹ گیا تھا۔

''گڈ شو۔ کرنل ڈریمن۔ واقعی تم میں ماسٹر فائٹر بننے کے تمام گر موجود ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر دوسرا لمحہ عمران کے لئے بہت بھاری ثابت ہوا۔ کرنل ڈریمن نے جیب سے کوئی چیز نکالی اور اسے پوری قوت سے عمران پر کھینچ مارا۔ یہ ہینڈ گرنیڈ تھا جسے کرنل ڈریمن نے پن نکالے بغیر پوری قوت سے عمران پر کھینچ مارا تھا۔ عمران نے فوراً ہاتھ آگے کر دیا مگر پھر بھی ہینڈ گرنیڈ کا ایک حصہ عمران کے چہرے سے ٹکرا گیا اور عمران کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ ہینڈ گرنیڈ لگنے کی وجہ سے اس کی ناک سے خون کی دھار بہہ نکلی تھی۔ شاید ہینڈ گرنیڈ اس کی ناک سے ٹکرایا تھا۔

''تم نے دھوکے سے میری ناک سے خون نکالا ہے کرنل ڈریمن۔ اب تمہیں میرے اس خون کے ہر قطرے کا حساب دینا

ہو گا''...... عمران نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈریمن پھر اچھلا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی جانب آیا۔ عمران نے اسے چھلانگ لگاتے دیکھا تو وہ اس بار اپنی جگہ پر جما رہا۔ پھر جیسے ہی کرنل ڈریمن اس کے نزدیک پہنچا عمران یکلخت پوری قوت سے اچھلا۔ اس کا جسم ہوا میں گھوما اور پھر اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ ہوا میں اٹھے ہوئے کرنل ڈریمن کے اُڑتے ہوئے جسم پر پڑی اور ساتھ ہی عمران قلابازی کھا کر فرش پر آ گیا۔

کرنل ڈریمن نے خود کو نیچے گرنے سے بچانے کے لئے جسم کو تیزی سے دائیں طرف موڑا تاکہ اس کا جسم پیرا ٹروپنگ کے انداز میں نیچے گرے اور وہ یقینی اور خطرناک چوٹ سے بچ جائے۔ یہ دیکھ کر عمران سیدھا ہوتے ہی ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ پوری قوت سے نیچے گرنے سے بچتے ہوئے کرنل ڈریمن کی پسلیوں پر پڑی اور کرنل ڈریمن کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ زور دار دھماکے سے پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور پھر دھب سے نیچے آ گرا۔ اس کا چہرہ اس بری طرح سے دیوار سے ٹکرایا کہ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کی ناک سے بھی خون کا فوارا سا چھوٹ پڑا تھا۔

''یہ میری ناک سے نکلنے والے خون کے پہلے قطرے کا حساب ہے''...... عمران نے کہا اور اچھل کر فوراً پیچھے ہٹ گیا کیونکہ ناک کی ہڈی ٹوٹنے اور خون نکلنے کے باوجود کرنل ڈریمن زمین پر گر کر کسی

کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اُڑتا ہوا عمران کی جانب آیا تھا۔
عمران کے پیچھے ہٹتے ہی کرنل ڈریمن فرش پر آ گرا اور اس کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ وہ یکلخت جیسے ساکت سا ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ تمہارے کھلونے جیسے جسم کی چابی ختم ہو گئی ہے کیا۔ لیکن اتنی جلدی کیوں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ آگے بڑھا جیسے کرنل ڈریمن کو چیک کرنا چاہتا ہو کہ وہ ہوش میں ہے یا پھر بے ہوش ہو چکا ہے کیونکہ کرنل ڈریمن کا رخ اس کی طرف تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کی ناک سے بے تحاشہ خون نکل رہا تھا۔

عمران جیسے ہی کرنل ڈریمن پر جھکا اسی لمحے کرنل ڈریمن کی آنکھیں کھلیں اور اس نے جھپٹا مار کر عمران کو پکڑنا چاہا لیکن عمران ہوشیار تھا۔ اس نے جیسے ہی کرنل ڈریمن کی آنکھیں کھلتے اور اس کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھی وہ فوراً اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کرنل ڈریمن کے سر پر پڑیں۔ کرنل ڈریمن کے حلق سے نکلنے والی چیخ اس بار پہلے سے کہیں تیز تھی۔ وہ اٹھتے اٹھتے گرا اور ایک بار پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

''اب بھی ڈرامہ بازی کر رہے ہو تو بتا دو''...... عمران نے اچھل کر اس کی دوسری طرف آتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل ڈریمن کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر ٹیرم بجلی کی سی تیزی سے

کرنل ڈریمن کی جانب بڑھا۔ اس نے جھک کر کرنل ڈریمن کی نبض چیک کی۔

''اوہ۔ چیف بے ہوش ہو چکا ہے۔ لل لل۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف تو مارشل آرٹس کا گرینڈ ماسٹر ہے پھر یہ عمران سے کیسے شکست کھا گیا''...... ٹیرم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ فوراً اٹھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''تم نے چیف کو شدید نقصان پہنچایا ہے عمران۔ اب بس تمہارا کھیل ختم''...... ٹیرم نے غضبناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ماحول مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔

فائرنگ ٹیرم نے نہیں کی تھی بلکہ یہ فائرنگ اس کے عقب سے ہوئی تھی۔

کسی نے پیچھے سے اچانک ٹیرم پر فائرنگ کر دی تھی۔ بے شمار گولیاں ٹیرم کی کمر میں گھس گئی تھیں وہ حلق کے بل چیختا ہوا اور لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ جیرم اور ریمنڈ گراس نے ٹیرم کو اس طرح گولیوں کا شکار ہوتے دیکھا تو وہ اپنے مشین پسٹل لے کر اس طرف گھومے جہاں سے ٹیرم پر فائرنگ کی گئی تھی۔ سامنے برآمدہ تھا جہاں کئی بڑے بڑے ستون دکھائی دے رہے تھے۔ ابھی جیرم اور ریمنڈ گراس اس طرف مڑے ہی تھے کہ ستونوں کے پیچھے سے ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور اس بار ریمنڈ گراس اور جیرم بری طرح سے چیختے ہوئے گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔ ان کے جسم بھی گولیوں سے چھلنی ہو گئے تھے۔

''یہ کون ہے ہمارا ہمدرد جو اس طرح ہمارے دشمنوں کو خاک و خون چٹا رہا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو ستونوں کے پیچھے سے کراسٹی اور فور سٹارز نکل کر سامنے آ گئے۔ انہیں دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

کراسٹی اور فور سٹارز تیزی سے بھاگتے ہوئے عمران کے نزدیک آ گئے۔ ان کے چہرے غصے سے بگڑے ہوئے تھے۔

''تو یہ تم ہو جنہوں نے ان بے چاروں کو بے موت مار دیا ہے''...... عمران نے ان کے قریب آنے پر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم انہیں نہ مارتے تو یہ آپ کو ہلاک کر دیتے۔ یہ بے حد ظالم اور بے رحم انسان ہیں۔ انہوں نے کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہم انہیں بھلا اس طرح زندہ کیسے چھوڑ سکتے تھے''...... کراسٹی نے کہا۔

''کوشش۔ کیا مطلب۔ کیا صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل زندہ ہیں''...... عمران نے چونک کر اور ان کی جانب امید افزاء نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے عمران صاحب۔ تینوں کی حالت بے حد خراب تھی۔ وہ تینوں ہینڈ گرنیڈ کا شکار ہوئے ہیں۔ مس جولیا اور مس صالحہ انہیں فاروقی ہسپتال لے گئی ہیں۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ وہ تینوں بچ جائیں ورنہ''...... نعمانی نے دکھ بھرے لہجے میں

کہا۔

''ورنہ کیا''...... عمران نے غرا کر پوچھا۔

''کک۔ کک۔ کچھ نہیں۔ میں بس اپنے ساتھیوں کو کھونا نہیں چاہتا ہوں''...... نعمانی نے عمران کی غراہٹ سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''منہ اچھا نہ ہو تو بات تو اچھی کر لیا کرو۔ کچھ نہیں ہو گا انہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر کرم کرے گا''...... عمران نے غرا کر کہا تو نعمانی نے فوراً اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے عمران کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

''تم یہاں کیسے پہنچے ہو''...... عمران نے پوچھا تو صدیقی نے اسے تفصیل سے بتا دیا۔

''نعمانی کو اس قلعے میں آنے کے ایک خفیہ راستے کا علم تھا۔ وہ راستہ ہنگری پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی غار سے گزرتا ہوا اور زمین کے نیچے سے ہوتا ہوا اسی قلعے کے ایک تہہ خانے میں ختم ہوتا ہے۔ ہم اس طویل راستے سے ہوتے ہوئے یہاں آئے تو ہم نے دیکھا کہ یہ شخص آپ پر فائرنگ کرنا چاہتا ہے تو مس کراسٹی نے فوراً اس پر فائرنگ کر دی۔ اس سے پہلے کہ باقی دو آپ کو نقصان پہنچاتے ہم نے انہیں بھی فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران آگے بڑھا اور وہ کرنل ڈریمن کی تلاشی لینے لگا۔ کرنل ڈریمن

کی ایک جیب سے اسے سیاہ رنگ کی نوٹ بک مل گئی تو اس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے نوٹ بک اپنی جیب میں ڈال لی۔

''باس۔ کیا واقعی آپ نے ہی کرنل درانی سے ایسی ڈائری لکھنے کے لئے کہا تھا کہ یہ سب اس قلعے میں آ کر جمع ہو جائیں اور کیا واقعی وہ چاروں فارن ایجنٹ اس قلعے میں موجود نہیں ہیں جنہیں کرنل ڈریمن ہلاک کرنے کے لئے یہاں آیا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ سب میں نے کرنل ڈریمن کو ڈاج دینے کے لئے کہا تھا۔ کرنل درانی نے مجھے بھی یہی بتایا تھا کہ اس نے چاروں ایجنٹوں کو اسی فورٹ میں چھپایا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کرنل ڈریمن ان چاروں کو ہلاک کرنے کے لئے اس فورٹ کو ہی اُڑا دے۔ تم نے سنا نہیں تھا اس نے فورٹ میں ہر طرف بم لگا دیئے ہیں جس کا ڈی چارجر ان کے ہاتھوں میں تھا۔ اگر یہ ڈی چارجر سے فورٹ تباہ کر دیتا تو لامحالہ وہ چاروں بھی ہلاک ہو جاتے۔ اس لئے میں نے اسے چکمہ دینے کی کوشش کی تھی اور یہ آسانی سے میرے ڈاج میں آ گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر وہ چاروں ایجنٹ ہیں کہاں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''آؤ۔ میرے ساتھ۔ میں دکھاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اس کا کیا کرنا ہے۔ یہ ابھی بے ہوش ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسے ہوش آ جائے اور یہ پھر ہم پر اپنی کوئی سائنسی ایجاد استعمال کر کے

ہمیں بے بس کر دے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ایسے ظالم، بے رحم اور شیطان صفت انسانوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے جو دوسرے انسانوں کو حقیر سمجھ کر انہیں کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کر دیتے ہوں‘‘...... کراسٹی نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے روکتا، کراسٹی نے اچانک بے ہوش پڑے کرنل ڈریمن پر فائرنگ کر دی۔ بے ہوش کرنل ڈریمن کا جسم بری طرح سے پھڑکا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں کھلیں اور پھر ہمیشہ کے لئے بند ہوتی چلی گئیں۔

’’تم نے جلد بازی سے کام لیا ہے کراسٹی۔ میں اسے ابھی ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں اس سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس بلیک بک میں آخر ہے کیا جس کے لئے اس نے اور اس کے ایکشن ایجنٹوں نے پاکیشیا میں آ کر ہم سب کو بری طرح سے نچانا شروع کر دیا تھا‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کراسٹی کا اس طرح بے ہوش انسان پر فائرنگ کر کے ہلاک کرنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

’’اوہ۔ کیوں آپ کو نہیں پتہ کہ اس بک میں کیا لکھا ہوا ہے‘‘...... کراسٹی نے چونک کر کہا۔

’’نہیں۔ وہ کوڈ بک ہے اور یہ کوڈ میرے لئے نیا ہے ڈاٹس اور سرکل کا کوڈ جو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے اور اب تم نے کرنل ڈریمن کو بھی ہلاک کر دیا ہے جس سے بلیک بک کا راز، راز ہی رہ

گیا ہے۔ اب جب تک بلیک بک ڈی کوڈ نہیں ہو گی اس وقت تک پتہ ہی نہیں چلے گا کہ اس میں ہے کیا‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’ڈاٹس اور سرکلز کا کوڈ۔ کیا دونوں الگ الگ رنگوں کے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ڈاٹس اور سرکل الگ الگ رنگ کے ہیں یا ایک ہی قلم سے انہیں لکھا گیا ہے‘‘...... کراسٹی نے چونک کر پوچھا۔

’’الگ الگ رنگوں کے ہیں۔ کیوں کیا تم ان کوڈز کو جانتی ہو‘‘...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

’’مجھے دکھائیں بلیک بک۔ میں دیکھ کر ہی بتا سکتی ہوں کہ یہ وہی کوڈ ہیں یا نہیں جو میں آسانی سے سمجھ سکتی ہوں‘‘...... کراسٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے بلیک بک نکال کر اسے دے دی۔ کراسٹی نے بک کھولی اور پھر پہلے ہی صفحے پر لکھے ہوئے کوڈ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

’’اوہ اوہ۔ یہ تو ڈی ایس کوڈ ہے۔ اس کوڈ کے بارے میں مجھے علم ہے۔ یہ اعداد و شمار کا مخصوص کوڈ ہے جسے ایک ترتیب سے لکھ کر آسانی سے ڈی کوڈ کیا جا سکتا ہے‘‘...... کراسٹی نے کہا۔

’’گڈ شو۔ کیا تم اسے ڈی کوڈ کر سکتی ہو‘‘...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں عمران صاحب۔ میں آسانی سے اسے ڈی کوڈ کر سکتی ہوں آپ مجھے صرف چند لمحے دے دیں میں آپ کو ساری ڈائری

تو پڑھ کر نہیں سنا سکوں گی لیکن آپ کو یہ ضرور بتا دوں گی کہ اس مین ہیڈنگز کیا ہیں''...... کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چند لمحوں سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''چند منٹ''...... کراسٹی نے بھی جواباً مسکرا کر کہا۔

''دیکھ لو کہیں تمہارے یہ چند منٹ پانچ چھ سو منٹوں میں نہ بدل جائیں اور ہم یہاں کھڑے سوکھتے رہیں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''نہیں۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک آپ کو بتا دوں گی کہ اس نوٹ بک میں کیا ہے''...... کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ پھر تم یہیں رک کر اس نوٹ بک کو چیک کرو۔ میں ان بے چارے ایجنٹوں کو نیچے سے نکال لاؤں جو آزاد ہونے کے باوجود سیکرٹ روم کے قید خانے میں آزاد ہونے کا خواب دیکھ رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ وہیں رک کر نوٹ بک کے کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا شروع ہو گئی جبکہ عمران اپنے باقی ساتھیوں کو لے کر قلعے کے تہہ خانے میں آیا جہاں بے شمار زندان بنے ہوئے تھے۔ تمام زندان خالی تھے۔ عمران انہیں زندان خانوں کے آخری حصے میں آیا اور پھر وہ ایک زندان میں داخل ہو گیا۔ اس نے زندان میں داخل ہو کر زندان کی ایک دیوار پر موجود ایک ابھار کو مخصوص انداز میں پریس کیا تو اچانک

سامنے والی دیوار کسی شٹر کی طرح اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جسے ضروریات زندگی سے مزین کیا گیا تھا۔ سامنے چار بیڈ پڑے ہوئے تھے جہاں چار افراد اطمینان سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ راستہ کھلتے دیکھ کر وہ چاروں فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انتہائی سرعت سے تکیوں کے نیچے سے اپنے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ لیکن جیسے ہی ان کی نظریں عمران پر پڑیں ان کے مشین پسٹل والے ہاتھ جھک گئے۔

''ارے عمران صاحب آپ یہاں۔ خیریت۔ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں موجود ہیں''...... ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر عمران کو سلام کرتے ہوئے اور حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بس تم سب کا میں حال و احوال جاننے کے لئے آ گیا تھا۔ کرنل درانی نے کہا تھا کہ میں جا کر تمہیں ایک نظر دیکھ لوں کہیں تم سب بھی میجر راشد کی طرح سرخ مکھیوں کا شکار تو نہیں بن گئے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ یہاں بھلا سرخ مکھیاں کہاں سے آ سکتی ہیں۔ ہم یہاں محفوظ ہیں۔ ہماری اجازت کے بغیر تو یہاں ایک معمولی سی چیونٹی بھی داخل نہیں ہو سکتی ہے پھر سرخ مکھیوں بھلا یہاں کیسے پہنچ سکتی ہیں''...... دوسرے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تو تمہاری اجازت کے بغیر ہی اندر آیا ہوں۔ مجھے تو کچھ نہیں ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ چاروں بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ سیکرٹ روم کے سیکرٹ اوپنر کے بارے میں جانتے ہیں اسی لئے آپ یہاں آئے ہیں ورنہ اس ڈور کو کھولنا کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے"...... ایک نوجوان نے کہا۔

"شکر کرو کہ میں سیکرٹ ڈور کھول کر یہاں آ گیا ہوں ورنہ تم سب اس قلعے کے ساتھ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئے ہوتے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... اس نوجوان نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے کرنل ڈریمن کے وہاں پہنچنے اور انہیں تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ قلعے میں بم لگانے کے بارے میں ساری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ کرنل درانی کے سرخ مکھیوں کا شکار ہونے اور کرنل ڈریمن کے یہاں پہنچ کر قلعے کو تباہ کرنے کا سن کر ان چاروں کے رنگ بدل گئے تھے۔

"شکر ہے کہ آپ نے بروقت آ کر ہمیں بچا لیا ورنہ ہم تو یہاں آرام سے پڑے ہوئے تھے اور ہمیں گمان بھی نہیں تھا کہ باہر ہماری موت کا جال پھیلایا جا رہا ہے"...... ایک نوجوان نے تھرتھراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی اس بار ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا

ہے ورنہ کرنل ڈریمن اور اس کے ایکشن ایجنٹوں نے تو ہمیں تگنی بلکہ چوگنی کا ناچ نچانا شروع کر دیا تھا۔ جس طرح تم ان کا شکار ہونے سے بچ گئے ہو دعا کرو کہ ہمارے جو ساتھی ان کا شکار ہوئے ہیں وہ بھی بچ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"انشاء اللہ وہ بھی بچ جائیں گے"...... ان چاروں نے بیک آواز کہا۔ عمران ان سب کو لے کر باہر آ گیا۔ باہر کراسٹی بدستور بلیک بک کھولے اسے ڈی کوڈ کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

"کیوں مس سیکنڈ جولیا۔ کچھ پتہ چلا یا ایسے ہی دیواروں سے سر ٹکرانے کی کوشش کر رہی ہو"...... عمران نے کراسٹی کے قریب آتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ جولیا کی ہمشکل تھی اس لئے عمران نے اسے سیکنڈ جولیا کہا تھا۔ اس کی آواز سن کر کراسٹی چونک پڑی اور مسکراتے ہوئے عمران کی جانب دیکھنے لگی۔

"یہ بلیک بک اسرائیلی ایجنٹوں کے متعلق ہے عمران صاحب۔ اس بک میں ان تمام ایجنٹوں کی تفصیل موجود ہے جو پاکیشیا میں مختلف حیثیتوں سے کام کر رہے ہیں"...... کراسٹی نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

"گڈ شو۔ اسی لئے کرنل ڈریمن اور ایکشن ایجنٹ اس نوٹ بک کو حاصل کرنے کے لئے پاگل ہو رہے تھے کہ کہیں ہم اس ڈائری کی مدد سے ان اسرائیلی ایجنٹوں تک نہ پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کو اب میجر راشد پر

بھی رشک آ رہا تھا جس نے اسرائیل سے ایک ایسی نوٹ بک حاصل کی تھی جس کی مدد سے پاکیشیا میں موجود ان تمام اسرائیلی ایجنٹوں کا صفایا کیا جا سکتا تھا جو مختلف حیثیتوں سے پاکیشیا میں کام کر رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب پرانے قلعے سے نکل رہے تھے۔ راستے میں عمران نے جولیا کو کال کی تو یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا کہ نہ صرف کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر زندہ تھے بلکہ کرنل درانی بھی موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے ان سب کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا تھا۔ یہ بات سن کر عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی اطمینان آ گیا تھا۔

ختم شد

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز کارنامہ

مکمل ناول

گریٹ سرکل

مصنف
ظہیر احمد

ہاٹ گن ⸺ ایک ایسی گن جس سے پہاڑوں میں بھی سوراخ کئے جا سکتے تھے۔

ہاٹ گن ⸺ جسے تیار کر کے کافرستان، پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔

ہاٹ گن ⸺ جس کے موجد کی حفاظت کی ذمہ داری کافرستان کے صدر نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو سونپ دی۔

شاگل ⸺ جس نے موجد کو ایک ایسے جزیرے پر پہنچا دیا جہاں پہنچنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔

جزیرہ کالینڈ ⸺ جو موت کا جزیرہ تھا۔ جہاں شاگل نے ٹائیگر فورس کو تعینات کر رکھا تھا۔

بلیک ٹائیگر ⸺ ٹائیگر فورس کا سربراہ جو انتہائی طاقتور ہونے کے باوجود انتہائی بزدل تھا۔ کیوں ——؟

گریٹ سرکل ⸺ ایک ایسا سرکل جس میں داخل ہونا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

گریٹ سرکل ⸺ جہاں بلیک ٹائیگر نے ہاٹ گن کے موجد کو رکھا ہوا تھا۔

گریٹ سرکل ⸺ جہاں ہاٹ گن کے لئے اسلحہ ساز فیکٹری تیار کی جا رہی

تھی۔

گریٹ سرکل ـــ جس کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر کافرستانی پرائم منسٹر بھی شاگل کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ـــ جو جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ـــ؟

وہ لمحہ ـــ جب عمران اور جولیا پر کافرستان داخل ہوتے ہی شاگل نے پے درپے خوفناک حملے کرانے شروع کر دیئے۔

وہ لمحہ ـــ جب کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر پر بھی کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس موت بن کر جھپٹ پڑی۔

گریٹ سرکل ـــ جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک نیا انداز اور نیا روپ اختیار کیا۔ وہ انداز اور روپ کیا تھا۔ ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین سچویشن۔

وہ لمحہ ـــ جب بلیک ٹائیگر جیسے طاقتور انسان نے اپنی جان بچانے کے لئے عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہاٹ گن اور اس کا فارمولا لا کر دے دیا۔ کیوں۔ کیا وہ اصلی گن اور اصلی فارمولا تھا۔ یا ـــ؟

ایکشن کے شیدائیوں کے لئے ایک انوکھا اور عمران سیریز میں لکھا گیا ایک منفرد شاہکار ناول جسے پڑھ کر آپ عش عش کر اٹھیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ماورائی دنیا پر لکھا گیا اپنے طرز کا انوکھا اور خوفناک شاہکار

ماورائی نمبر

مکمل ناول

موت کا سایہ

مصنف ظہیر احمد

کٹا نگا دیوی ـــ جس نے جولیا کے سائے پر قبضہ کر لیا تھا۔ کب اور کیسے؟

کٹا نگا دیوی ـــ جو جولیا کا جسم حاصل کرنا چاہتی تھی تا کہ وہ نئی زندگی حاصل کر سکے۔ کیوں ـــ؟

جولیا ـــ جس کے سامنے آدھی رات کے وقت کٹا نگا دیوی اس کے سائے کے روپ میں نمودار ہوئی اور ـــ؟

جولیا ـــ جس سے اس کا جسم حاصل کرنے کے لئے کٹا نگا دیوی نے ساحرانہ حربے استعمال کئے۔ مگر ـــ؟

کٹا نگا دیوی ـــ جو جولیا کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔ کیوں ـــ؟

جوزف ـــ جو عمران کو کٹا نگا دیوی کے زندہ ہونے کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ مگر ـــ؟

سرداور ـــ جن کا طیارہ اپنے روٹ سے ہٹ کر افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جا گرا تھا۔ کیسے اور کیوں ـــ؟

سرداور ـــ جن کے ساتھ آران اور کافرستان کے سائنس دان بھی تھے۔ ان سب کو جنگل کے وحشی قبیلے نے پکڑ کر قید کر لیا۔ کیوں ـــ؟

شگارا ـــ ایک بوڑھا پجاری جو کٹانگا دیوی کی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔ کیوں ـــــ؟

بھوپت ـــ پجاری شگارا کی ایک شیطانی ذریت جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو یقینی طور پر ہلاک کر سکتی تھی۔

بھوپت ـــ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایک شیطانی اور رذیل وار کیا۔ اور پھر ـــــ؟

عمران ـــ جسے اس کے ساتھیوں سمیت ایک شیطانی کنویں میں بے ہوش کر کے پھینک دیا گیا۔ کیوں ـــــ؟

جولیا ـــ جسے کٹانگا دیوی کا سایہ جوزف کے سامنے اٹھا کر لے جا رہا تھا اور جوزف بے بسی کے عالم میں سوائے ہاتھ ملنے کے کچھ نہ کر سکا۔ کیوں ـ؟

ـــ جوزف اور جوانا ـــ

جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شیطانی کنویں سے نکالنے کے لئے انتہائی جان لیوا جدوجہد کی۔ کیا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو شیطانی کنویں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا؟

وہ لمحہ ـــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر افریقہ کے جنگلوں میں خونخوار اور انتہائی طاقتور گوریلوں کی فوج نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔ اور پھر ـ؟

وہ لمحہ ـــ جب کٹانگا دیوی نے جولیا کو ایک غار میں قید کر کے زنجیروں میں جکڑ کر اس پر ہزاروں زہریلے بچھو چھوڑ دیئے۔

عہد جدید کی فسوں کاریوں پر مبنی ایک خصوصی اور انتہائی حیرت انگیز ناول جو تمام ماورائی نمبروں سے یکسر مختلف، منفرد اور انتہائی انفرادیت سے مزین ہے۔ ایک ایسا ناول جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھا ہو گا۔

علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا نان اسٹاپ ایکشن اور فل ایڈونچر شاہکار

ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل گولڈن جوبلی نمبر

گولڈن کرسٹل

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

گولڈن کرسٹل ـــــ ایک ایسا کرسٹل جو سورج کی طرح سنہرا اور روشن تھا اور جو سورج سے نکل کر زمین پر آ گرا تھا۔

گولڈن کرسٹل ـــــ جو صحرائے اعظم میں گرا تھا۔ مگر کہاں ـــــ؟

گولڈن کرسٹل ـــــ جسے صحرائے اعظم میں گرتے ہوئے صرف اسرائیل میں ہی دیکھا گیا تھا۔

گولڈن کرسٹل ـــــ جسے حاصل کرنے کے لئے اسرائیل نے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو صحرائے اعظم میں بھیج دیا۔

شمسی طوفان ـــــ جس نے پوری دنیا پر موت کی دہشت طاری کر دی تھی۔

شمسی طوفان ـــــ جس نے ایک ملک پر قیامت ڈھا دی اور لاکھوں انسان زندہ جل کر راکھ بن گئے۔

عمران ـــــ جو ایک چھوٹے سائز کا گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے پرنس آف ڈھمپ کا روپ دھار کر گرین ہاؤس پہنچ گیا۔

پرنس آف ڈھمپ ـــــ جس نے اس بار اپنا سیکرٹری تنویر کو بنایا تھا۔ کیوں؟

گرین ہاؤس ـــــ جہاں ایک ہتھنی جیسی موٹی پرنسز موجود تھی اور گرین کوئین نے عمران کو گولڈن کرسٹل کے عیوض اپنی موٹی بیٹی سے شادی کرنے کی شرط رکھ دی۔ ایک قہقہہ بار سچوئیشن۔

زیرو لینڈ کے ایجنٹ ـــــ جو گرین ہاؤس میں پہلے سے ہی موجود تھے۔ کیوں؟

تھریسیا اور بلیک جیک ـــــ جنہوں نے گرین ہاؤس میں موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا انہوں نے وہاں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ یا ـــــ؟

بلیک جیک ـــــ جسے زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے وائس کنٹرولڈ کر دیا تھا اور وہ وائس کنٹرولر عمران کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر کیا ہوا ـــــ؟

کرنل فریدی ـــــ جو ایک ایسے مجرم کی تلاش میں تھا جس کے پاس گولڈن کرسٹل کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ کیا کرنل فریدی اس مجرم تک پہنچ کر اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکا۔ یا ـــــ؟

میجر پرمود ـــــ جسے کرنل ڈی نے صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے حصول کا ٹاسک دے دیا۔ کرنل ڈی کو صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا کیسے پتہ چلا تھا ـــــ؟

صحرائے اعظم ـــــ دنیا کا طویل ترین اور گرم ترین صحرا جو افریقہ میں واقع تھا اور جہاں ہر طرف موت ہی موت تھی۔ بھیانک موت۔

صحرائے اعظم ـــــ جہاں جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے تین خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن بھی موجود تھے۔ صحرائے اعظم

Downloaded from https://paksociety.com

میں داخل ہونے سے پہلے ہی میجر پرمود اور کرنل فریدی پر ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کی فورس موت بن کر جھپٹنا شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ —— جب کرنل فریدی اور میجر پرمود گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے صحرائے اعظم پہنچ بھی گئے لیکن عمران بدستور صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل سے لاعلم تھا۔ کیوں ——؟

بلیک جیک —— جو عمران کے کنٹرول میں تھا مگر اس نے عین آخری لمحات میں عمران کو دھوکہ دے دیا۔ کیسے ——؟

صحرائے اعظم —— جہاں ہر طرف موت کا پہرہ تھا وہاں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں کے لئے جینا دوبھر ہو گیا تھا۔

کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود صحرائے اعظم میں گرے ہوئے گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے میجر پرمود، کرنل فریدی اور عمران کے ساتھ ساتھ ان تینوں کے تمام ساتھی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے اور ان میں نہ ختم ہونے والی فائٹ کا آغاز ہو گیا۔ ایک ایسی فائٹ جس کا انجام موت تھا۔

وہ لمحہ —— جب اس قدر تگ و دو اور طویل ترین جدوجہد کے بعد بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی آنکھوں کے سامنے گولڈن کرسٹل لے اُڑے۔ کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود واقعی گولڈن کرسٹل مشن میں ناکام ہو گئے تھے۔ یا ——؟

کرنل فریدی اور میجر پرمود نے ناکامی کا سارا الزام عمران پر عائد کر دیا۔ کیوں؟

عمران —— جو بالآخر کرنل فریدی اور میجر پرمود کو سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو گیا؟

علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے متوالوں کے لئے طویل ترین اور انتہائی جان لیوا ایڈونچر جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔ یہ ناول ایک ہی جلد میں شائع ہوگا اس لئے اسے خریدنے کی آج سے ہی تیاری کر لیں۔

عمران سیریز میں مصر کی پراسرار اور انوکھی دنیا کا ہارر ایڈونچر

ماورائی نمبر

اقارم

مکمل ناول

اقارم — ایک ایسا شیطان جو فرعون کی دنیا سے تعلق رکھتا تھا۔

اقارم — جس کے شر سے بچنے کے لئے انسانوں اور جنوں نے اسے قابو میں کر کے قید کیا تھا۔

بلیک پرنسسز — اقارم کی پانچ کنیزیں۔ جنہیں ایک ہزار سال پہلے جگا دیا گیا تھا۔ کیوں —؟

بلیک پرنسسز — جو وقت سے پہلے جاگنے کی وجہ سے اقارم کو پھر سے زندہ کرنا چاہتی تھیں۔ کیسے —؟

زارکا — ایک جن زادی۔ جس نے عمران کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ کیوں؟

زارکا — جس نے عمران پر اس قدر ساحرانہ حملے کئے کہ عمران جیسا انسان بھی بوکھلا کر رہ گیا۔

عمران — جس نے اپنے ہاتھوں سے کراسٹی اور صالحہ کو گولیاں مار دیں؟

عمران — جس پر چار زندہ لاشوں نے حملہ کیا۔ مگر —؟

عمران — جس کی مدد کرنے سے جوزف نے بھی معذرت کر دی۔ کیوں؟

جوزف — جس پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا لیکن جب وہ رانا ہاؤس پہنچا تو جوانا اس کے سامنے موت بن کر کھڑا تھا۔ کیوں —؟

جوزف — جس نے اپنی جان بچانے کے لئے جوانا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا کیا واقعی —؟

باطلی دنیا — جس کے پانچ خوفناک راستے تھے اور ہر راستے پر موت تھی۔

باطلی دنیا — جہاں جن زادی زارکا، عمران اور جوزف کے ساتھ سیکرٹ سروس کے پانچ ممبران کو لے جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ کیوں —؟

ڈاکٹر کرسٹائن — جس نے ایک ایسی مخلوق ایجاد کی جو جناتی بھی تھی، انسانی بھی اور شیطانی بھی۔

ڈاکٹر کرسٹائن — جو اس انوکھی مخلوق کو تابع کر کے اقارم کے مدفن تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیوں؟ کیا وہ بھی اقارم کو قابو کرنا چاہتا تھا۔

عمران — جس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ ایک قبرستان میں پہنچ گیا کیسے؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

باطلی دنیا — جس کے ہر راستے پر عمران کا ایک ایک ساتھی موت کے گھاٹ اتر رہا تھا۔ اس سفر میں چوہان سمیت عمران کو جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ جبکہ صفدر کو جوزف نے خنجر مار کر ہلاک کر دیا —؟

جوزف — جس نے ڈاکٹر کرسٹائن کی انتہائی طاقتور اور ناقابلِ شکست مخلوق کو ایک لمحے میں ہلاک کر دیا۔ کیسے —؟

جوزف — جس نے ماورائی مشن کو بلاشبہ ہارر مشن کا نام دے دیا اور عمران نے بھی واقعی ہارر مشن تسلیم کر لیا۔ کیوں —؟

کیا عمران اس مدفن تک پہنچ سکا جہاں اقارم موجود تھا۔

مصر کے پراسرار دھندلکوں کی ایک یادگار اور نا قابل فراموش کہانی جو شاید اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہوگی۔ ایک ایسا ہارر مشن جس میں عمران جیسے انسان کی حالت بھی غیر ہوگئی تھی۔

ایک دل ہلا دینے والی نئی اور انوکھی جہت۔ (تحریر۔ ظہیر احمد)